www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری

Part 191-210

مصنف

شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۹۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نبی کریم ﷺ کی کتنی بیٹیاں تھیں؟

جواب: اس شخص سے بڑھ کر شقی اور بد بخت کون ہو سکتا ہے، جو پیغمبر اسلام، محمد کریم ﷺ کی پیاری بیٹیوں کو کسی کالے کافر کی اولاد قرار دے، جو جہالت وضلالت کا سوداگر بن کر یہ نعرہ بلند کرے کہ رسول اللہ ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی، جو اپنے غلیظ دامن میں یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اہل بیت کی تحقیر وتصغیر فرضِ عین ہے، جو بصیرتِ قلبی سے محروم ہو کر قرآنی وحدیثی اور اجماعی دلائل کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے بابا نہیں، محض مربی تھے؟

روزِ محشر کا وہ منظر کتنا اندوہناک ہوگا جب ان ناانصافوں کے خلاف نبی اکرم ﷺ کی پیاری بیٹیاں اللہ احکم الحاکمین کی عدالت میں مقدمہ دائر کریں گی کہ انہوں نے ہماری نسبت ہمارے پاک بابا سے توڑنے اور ایک ناپاک کافر سے جوڑنے کی کوشش کی تھی اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں، باغیوں کو گرفتار کر کے عبرت ناک عذاب سے دوچار کرے گا۔ وہ دن بہت جلد آنے والا ہے، جس دن ان کے ناپاک ارادے خاک میں مل جائیں گے۔

بناتِ رسول ﷺ کے بارے میں روافض کا مؤقف:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مِنْهُمْ مَّنْ يُّنْكِرُ أَنْ تَكُونَ زَيْنَبُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، مِنْ بَنَاتِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَقُولُونَ: إِنَّهُنَّ لِخَدِيجَةَ، مِنْ زَوْجِهَا الَّذِي كَانَ كَافِرًا، قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”بعض شیعہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے بناتِ رسول ہونے کے منکر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ تینوں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اس کافر خاوند سے پیدا ہونے والی بیٹیاں ہیں، جس سے انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے نکاح کیا تھا۔“

(منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشيعة والقدريّة: 493/4)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: إِنَّ رُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، زَوْجَتَيْ عُثْمَانَ، لَيْسَتَا بِنْتَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ هُمَا بِنْتَا خَدِيجَةَ مِنْ غَيْرِهِ، وَلَهُمْ فِي الْمُكَابَرَاتِ وَجَحْدِ الْمَعْلُومَاتِ بِالضَّرُورَةِ أَعْظَمُ مِمَّا لِأُولٰئِكَ النَّوَاصِبِ الَّذِينَ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ، وَهٰذَا مِمَّا يُبَيِّنُ أَنَّهُمْ أَكْذَبُ وَأَظْلَمُ وَأَجْهَلُ مِنْ قَتَلَةِ الْحُسَيْنِ.

”بعض شیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویاں، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہیں، بلکہ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاوند سے ہونے والی بیٹیاں ہیں۔ سینہ زوری اور مسلمات کا انکار کرنے میں شیعہ ان ناصبیوں سے بھی چار ہاتھ آگے ہیں، جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ قاتلین حسین سے بڑھ کر جھوٹے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ظالم اور جاہل ہیں۔''

(منهاج السنّة النبويّة : 368/4)

آیئے اب اس بارے میں شیعہ علما کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

① ابوالقاسم علی بن احمد بن موسیٰ کوفی شیعہ (۳۵۲ھ) نے لکھا ہے:

صَحَّ لَنَا فِيهِمَا مَا رَوَاهُ مَشَايِخُنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنِ الْأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَذٰلِكَ أَنَّ الرِّوَايَةَ صَحَّتْ عِنْدَنَا عَنْهُمْ أَنَّهٗ كَانَتْ لِخَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ مِّنْ أُمِّهَا أُخْتٌ، يُقَالُ لَهَا هَالَةُ، قَدْ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ، فَوَلَدَتْ بِنْتًا اسْمُهَا هَالَةُ، ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ أَبِي هَالَةَ رَجُلٌ مِّن تَمِيمٍ، يُقَالُ لَهٗ أَبُو هِنْدٍ، فَأَوْلَدَهَا ابْنًا، كَانَ يُسَمّٰى هِنْدَ ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، وَابْنَتَيْنِ، فَكَانَتَا هَاتَانِ الْابْنَتَانِ مَنْسُوبَتَيْنِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ (ص)؛ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ.

''ان دونوں (رقیہ اور زینب) کے بارے میں ہم اپنے اہل علم اور ائمہ اہل بیت کی وہ روایت درست مانتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ماں کی طرف سے ایک بہن تھی، جس کا نام ہالہ تھا۔ اس کی شادی بنو مخزوم کے ایک شخص سے ہوئی۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہالہ ہی رکھا گیا۔ ابو ہالہ کی وفات کے بعد خدیجہ کی بہن سے بنو تمیم کے ایک شخص ابو ہند نے شادی کر لی۔ اس سے ایک لڑکا ہند بن ابو ہند اور دو بچیاں زینب اور رقیہ ہوئیں، یہ دونوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بچیاں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔‘‘

(الاستغاثة في بِدَع الثّلاثة :68/1)

② ابن شہر آشوب شیعہ (م:۵۸۸ھ) نے لکھا ہے:

يُؤَكِّدُ ذٰلِكَ مَا ذُكِرَ فِي كِتَابَيِ الْأَنْوَارِ وَالْبِدَعِ أَنَّ رُقَيَّةَ وَزَيْنَبَ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ .

’’اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے، جو الانوار اور البدع نامی کتب میں مذکور ہے کہ رقیہ اور زینب خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں ہیں۔‘‘

(مناقب آل أبي طالب :159/1)

③ ملا احمد بن محمد المعروف بہ مقدس اردبیلی شیعہ (۹۹۳ھ) نے لکھا ہے:

قِيلَ : هُمَا رُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ، وَلَمَّا مَاتَ أَبُوهُمَا رُبِّيَتَا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا كَانَتْ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي نِسْبَةِ الْمُرَبّٰى إِلَى الْمُرَبِّي، وَهُمَا اللَّتَانِ تَزَوَّجَهُمَا عُثْمَانُ بَعْدَ مَوْتِ زَوْجَيْهِمَا .

’’کہا جاتا ہے کہ رقیہ اور زینب دونوں خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ ان کا والد فوت ہو گیا، تو ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پرورش پائی۔ یوں ان کی نسبت آپ ﷺ کی طرف ہو گئی، جیسا کہ عربوں کی عادت تھی کہ پرورش کرنے والے کی طرف نسبت کر دیتے تھے۔ ان دونوں کے خاوند فوت ہوئے، تو بعد میں ان سے عثمان نے شادی کر لی۔‘‘(حاشية زبدة البيان في أحكام القرآن، ص : 575)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

④ **محمد مہدی بن صالح موسوی شیعہ (م:۱۳۴۸ھ) نے لکھا ہے:**

مَا زَعَمَهٗ (أَيِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ) مِنْ أَنَّ تَزْوِيجَ بِنْتَيْهِ لِعُثْمَانَ فَضِيلَةٌ لَّهٗ، مِنْ عَجَائِبِهٖ، مِنْ حَيْثُ ثُبُوتِ الْمُنَازَعَةِ أَنَّهُمَا بِنْتَاهُ .

''ابن تیمیہ نے جو کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سے شادی، عثمان کے لیے فضیلت کا باعث ہے، عجیب ہے، کیونکہ ان دونوں کے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہونے میں اختلاف ثابت ہے۔''

(منهاج الشّريعة في الردّ على ابن تيميّة : 289/2)

مزید لکھا ہے:

قَدْ عَرَفْتَ عَدَمَ ثُبُوتِ أَنَّهُمَا بِنْتَا خَيْرِ الرُّسُلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَدَمَ وُجُودِ فَضْلٍ لَّهُمَا، تَسْتَحِقَّانِ بِهِ الشَّرَفَ وَالْقِدَمَ عَلٰى غَيْرِهِمَا .

''آپ بخوبی جان چکے ہیں کہ ان دونوں کا نبی اکرم ﷺ کی بیٹیاں ہونا ثابت نہیں، نہ ان کے لیے کوئی فضیلت موجود ہے، جس کی وجہ سے وہ دوسروں پر شرف وفضل کی مستحق ہوں۔''(منهاج الشّريعة : 291/2)

پیارے رسول ﷺ کی پیاری بیٹیوں کے بارے میں یہ تو تھا شیعہ کا مؤقف، اب ملاحظہ فرمائیں:

بناتِ رسول ﷺ کے بارے میں اہل سنت کا مؤقف:

نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کے بارے میں اہل سنت کا مؤقف یہ ہے کہ آپ ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چار صاحبزادیاں تھیں۔ان کے نام بالترتیب سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔دلائل ملاحظہ ہو!

اجماع اُمت:

اس میں اہل حق کے دو فرد بھی باہم اختلاف نہیں کرتے۔

① حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

وَلَدُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ، لَا خِلَافَ فِي ذٰلِكَ .

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں تھیں۔اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(الاستيعاب :50/1، وفي نسخة :89/1 بحاشية الإصابة)

نیز لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّهَا وُلِدَتْ لَهُ أَرْبَعُ بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ أَدْرَكْنَ الْإِسْلَامَ، وَهَاجَرْنَ، فَهُنَّ : زَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كَلْثُومٍ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں، سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی، نام یہ ہیں: سیدہ زینب، سیدہ فاطمہ، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن۔

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب : 4/1818)

② حافظ عبدالغنی مقدسی رحمہ اللہ (600ھ) فرماتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں۔اس میں اختلاف نہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(الدرّة المضيّة على السّيرة النّبويّة : 8/6 مع التّعليق)

③ حافظ صفدی رحمہ اللہ (764ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْحَافِظُ عَبْدُ الْغَنِيِّ : فَالْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''حافظ عبدالغنی فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''(الوافي بالوفيّات :79/1)

④ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''نبی کریم ﷺ کی بالاتفاق چار بیٹیاں ہیں۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات :26/1)

⑤ حافظ مزی رحمہ اللہ (742ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ لَهُ مِنَ الْبَنَاتِ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(تهذيب الكمال في أسماء الرّجال :57/1، وفي نسخة :191/1)

جو لوگ نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں کا انکار کرتے ہیں اور انہیں کسی کافر کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کے اجماع کے منکر ہیں۔ جو اجماعِ مسلمین کی مخالفت کرے، اس کے گمراہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اجماعِ امت حق ہے۔

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾(الأحزاب : 5)

''تم لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔ اللہ کے ہاں یہی بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انصاف والی ہے۔‘‘

معلوم ہوا کہ کسی انسان کو اس کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف منسوب کرنا نا انصافی ہے۔ احادیث میں واضح طور پر سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں کہا گیا ہے۔ ہر دور میں مسلمان انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں قرار دیتے رہے ہیں۔ اگر یہ آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں، تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا نا انصافی تھی اور یہ ناممکن ہے کہ احادیث اور اجماعِ امت مسلمہ نا انصافی پر مبنی ہو۔ لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کسی کافر کی بیٹیاں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش کی، اسی بنا پر ان کی نسبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئی، اس آیتِ کریمہ کے صریحاً خلاف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں صاحبات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ ان کے (معاذ اللہ) کسی کافر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ پھر اصولِ فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ جب تک حقیقت متعذر نہ ہو اور مجاز پر کوئی دلیل نہ ہو، مجازی معنی کی طرف انتقال جائز نہیں ہوتا۔ ان تینوں صاحبات کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اولاد ہونے میں کوئی مانع نہیں، نہ ان کے غیر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل ہے۔ لہٰذا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنٰٓى أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيْمًا﴾ (الأحزاب 33 : 59).

’’اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنوں کی عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چادریں اوڑھ لیا کریں۔ یوں وہ دوسروں سے ممتاز ہو جائیں گی اور تکلیف سے محفوظ رہیں گی۔ اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

یہ آیت کریمہ واضح دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک سے زائد بیٹیاں تھیں، کیونکہ اس میں "بنات" کا لفظ مستعمل ہے جو کہ "بنت" کی جمع ہے۔ جمع کے کم سے کم تین افراد ہوتے ہیں۔ کسی خارجی دلیل سے جمع کے اقل افراد دو ہو سکتے ہیں۔ ایک فرد کے جمع ہونے کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں۔ ایک تو مفرد حقیقی ہے۔ اگر نبی اکرم ﷺ کی حقیقی بیٹی صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، تو "بنات" کا کیا معنی؟

بے شمار احادیث میں بھی نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیوں کا ثبوت ملتا ہے۔

بعض شیعہ علما کا اقرار:

بعض شیعہ علما بھی نبی اکرم ﷺ کی چار حقیقی بیٹیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

① امام ابو جعفر باقر رحمہ اللہ سے منقول ہے:

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةُ، وَفَاطِمَةُ، وَزَيْنَبُ.

"سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسولِ اکرم ﷺ کی اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب رضی اللہ عنہم۔"

(قرب الإسناد للحميري: 9/3، بحار الأنوار للمجلسي: 151/22)

اگرچہ اصولِ محدثین کے مطابق اس قول کی سند سخت "ضعیف" ہے، مگر شیعہ اصولوں کے مطابق یہ قول بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

② ایک صاحب نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ : اَلْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةُ، وَزَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ .

”رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر عبداللہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہم۔“

(الخِصال لابن بابوَيه القمّي، ص : 404)

③ شیخ الشیعہ، محمد باقر مجلسی (1111ھ) نے رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی تسبیح ذکر کی ہے:

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيهَا، اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيهَا .

”اے اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما، جس نے تیرے نبی کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف دی۔ اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما، جس نے تیرے نبی کو رقیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف پہنچائی۔“

(بحار الأنوار : 110/95)

④ ابن ابی الحدید (656ھ) نے لکھا ہے:

ثُمَّ وَلَدَتْ خَدِيجَةُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمَ، وَالطَّاهِرَ، وَزَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، وَفَاطِمَةَ .

”سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کے دو بیٹے قاسم و طاہر رضی اللہ عنہما اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چار بیٹیاں، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن تھیں۔‘‘

(شرح نهج البلاغة : 132/5)

بعض کا کہنا کہ بوقت نکاح نبی کریم ﷺ کی عمر پچیس برس اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی۔ یہ بات بے بنیاد ہے، اس پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں، یہ محمد بن عمر واقدی جیسے جھوٹوں کی کاروائی ہے، لہٰذا اسے بنیاد بنا کر بناتِ رسول ﷺ کا انکار کسی طرح بھی درست نہیں۔

سوال: کھانا کھاتے وقت بیٹھنے کی کیا کیفیت ہے؟

جواب: شریعت میں کھانے کے لیے کسی کیفیت یا ہیئت کو بیان نہیں کیا گیا، جو شخص جس طرح آسانی محسوس کرے، بیٹھ سکتا ہے۔

سوال: بعض علاقوں میں عادت ہے کہ جب کوئی شخص سفر پر جاتا ہے، تو وہ اپنا لعاب اپنے بیوی بچوں کے منہ میں ڈالتا ہے اور وہ اسے نگل لیتے ہیں، کہتے ہیں کہ اس سے گھر والوں کو صبر آجاتا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ بے حقیقت اور بے بنیاد نظریہ ہے۔

سوال: کیا سورت مدثر کے نزول کے وقت نبی کریم ﷺ نے سیاہ چادر اوڑھی تھی؟

جواب: سورت مدثر کے نزول کے وقت نبی کریم ﷺ سے چادر اوڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ (بخاری: ۴، مسلم: ۱۶۱) مگر کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوسکا کہ اس چادر کا رنگ سیاہ تھا۔

سوال: سیاہ رنگ کا عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ نبی ﷺ سے سیاہ عمامہ باندھنا ثابت ہے۔ (مسلم: ۱۳۵۹)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا؟

قَالَ : هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ .

"ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: والدین آپ کی جنت بھی ہیں اور جہنم بھی (یعنی ان سے حسن سلوکی پر جنت ملے گی اور بدسلوکی پر دوزخ)۔"

(سنن ابن ماجه : 3662)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔ علی بن یزید الہانی "متروک ومنکر الحدیث" اور بالاتفاق "ضعیف" ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ .

"اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔"

(نتائج الأفكار : 303/2)

❀ علامہ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ .

"یہ سند ضعیف ہے۔"

(مِصباح الزّجاجة : 99/4)

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ الذُّنُوبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَا شَاءَ، إِلَّا عُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ، فَإِنَّهُ يُعَجَّلُ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ.

''اللہ تعالیٰ جس کے چاہتا ہے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے، مگر والدین کی نافرمانی کا گناہ معاف نہیں کرتا، بلکہ ایسے شخص کو مرنے سے پہلے زندگی میں (بھی) سزا دیتا ہے۔''

(المستدرك للحاكم: 7263، شُعب الإيمان للبيهقي: 7506، واللّفظ لهٗ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

جواب: روایت ضعیف ہے۔ بکار بن عبدالعزیز جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ التاریخ الکبیر للبخاری (۱/۱۶۶) والی سند بھی ضعیف ہے۔ سعد مولیٰ ابی بکرہ کی توثیق نہیں مل سکی، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۶/۳۷۷) میں ذکر کیا ہے، لہٰذا ''مجہول الحال'' ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ ہاشم بن عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کوئی مصیبت پہنچی، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے شکایت پیش کی، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ انہیں (بیت المال سے) ایک وسق کھجور دینے کا حکم فرما دیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اگر آپ چاہیں، تو میں آپ کے لیے ایک وسق کھجور کا حکم دے دیتا ہوں اور اگر چاہیں تو میں آپ کو چند کلمات سکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہوں، جو ایک وسق کھجوروں سے کہیں بہتر ہیں۔ عرض کیا: مجھے وہ کلمات بھی سکھا دیجئے اور ایک وسق کھجوروں کا بھی حکم بھی فرما دیجئے، کیونکہ میں ضرورت مند ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات سکھائے:

«اللّٰهُمَّ احْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَاعِدًا، وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَائِمًا، وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ رَاقِدًا، وَلَا تُطِعْ فِيَّ عَدُوًّا حَاسِدًا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، وَأَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي هُوَ بِيَدِكَ كُلِّهِ»

(صحیح ابن حبان: 934)

جواب: روایت ضعیف و منقطع ہے۔

① ہاشم بن عبد اللہ بن زبیر کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

❀ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے ہاشم بن عبد اللہ کی سیدنا عمر سے روایت کو ''مرسل'' قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 104/9)

② معلّٰی بن رؤبہ مجہول ہے۔

❀ الدعاء لمحمد بن فضیل بن غزوان (۷۵) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① رجل مبہم و نا معلوم ہے۔

② لیث بن ابی سلیم جمہور کے نزدیک سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: کیا انبیائے کرام کے معصوم ہونے پر امت کا اتفاق ہے؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام تبلیغ رسالت میں معصوم ہیں۔ اس پر امت کا اجماع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔انبیائے کرام فواحش، کبائر اور صغائر رذائل سے بھی معصوم تھے۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّهُ مَعْصُومٌ فِي الرِّسَالَةِ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ تبلیغ رسالت میں معصوم ہیں۔''

(شرح صحيح البخاري: 357/5)

❁ علامہ ابن عطیہ رحمہ اللہ (۵۴۲) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى عِصْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي مَعْنَى التَّبْلِيغِ وَمِنَ الْكَبَائِرِ وَمِنَ الصَّغَائِرِ الَّتِي فِيهَا رَذِيلَةٌ.

''امت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام تبلیغ رسالت میں معصوم ہیں، نیز کبائر اور رذیل صغائر سے بھی معصوم ہیں۔''

(تفسير ابن عطية: 211/1)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى عِصْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْفَوَاحِشِ وَالْكَبَائِرِ الْمُوبِقَاتِ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام فواحش اور ہلاک کر دینے والے کبائر سے معصوم ہیں۔''

(الشّفا: 144/2)

❁ علامہ ابن حیان اندلسی رحمہ اللہ (۷۴۵ھ) فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى عِصْمَتِهِمْ مِنَ الْكَذِبِ وَالتَّحْرِيفِ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالتَّبْلِيغِ، فَلَا يَجُوزُ عَمْدًا وَلَا سَهْوًا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''امت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام تبلیغ رسالت میں جھوٹ اور تحریف سے معصوم ہیں، وہ نہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں اور نہ سہواً۔''

(البحر المُحیط: 261/1)

سوال: بے ختنہ کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ختنہ مسنون ہے، یہ فطرت ہے۔ البتہ بے ختنہ کو امام بنایا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا مہمان کے ساتھ بیٹھ کر میزبان بھی کھانا کھا سکتا ہے؟

جواب: کھا سکتا ہے۔ احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(صحيح البخاري: 602، صحيح مسلم: 2057)

سوال: کیا توبہ سے مالی حقوق العباد معاف ہوتے ہیں؟

جواب: توبہ سے صرف حقوق اللہ معاف ہوتے ہیں، جبکہ مالی حقوق العباد میں توبہ کے ساتھ ساتھ حق دار تک حق پہنچانا بھی ضروری ہے۔

سوال: منہ بولی بہن کا حکم کیا ہے؟

جواب: کسی کو منہ بولی بہن بنانے سے وہ حقیقی بہن نہیں بن جاتی، بلکہ اس کا حکم وہی ہے، جو غیر محرم کا ہے، اس پر پردہ واجب ہے۔

سوال: حرام گوشت فروخت کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر حرام گوشت فروخت کرنے والا حرام کو حلال سمجھتا ہے، تو یہ کفر ہے، اس سے توبہ کرائے جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ اگر حرام کو حرام سمجھتا ہے، مگر پھر بھی فروخت کرتا ہے، تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔حکومت وقت پر لازم ہے کہ ایسے شخص پر قانونی کاروائی کرے اور اسے سخت تعزیری سزا دے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُنَا الْخَلَاءَ أَنْ يَعْتَمِدَ الْيُسْرٰى، وَيَنْصِبَ الْيُمْنٰى .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی کہ جب کوئی شخص بیت الخلا میں داخل ہوئے، تو (قضائے حاجت کے وقت) بائیں پاؤں پر ٹیک لگائے اور دائیں کو کھڑا کرے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 6605، السّنن الكبرى للبيهقي : 457)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① ''رجل مدلجی'' مبہم و نامعلوم ہے۔

② اس کا والد بھی نامعلوم ہے۔

③ محمد بن عبد الرحمٰن مدلجی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ زمعہ بن صالح جندی ضعیف ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(المَجموع شرح المُهذّب : 92/2)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(التّلخيص الحبير :118/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ علامہ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(اتّحاف الخيرة المهرة : 278/1)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی تاریخ وفات کیا تھی؟

جواب: اس بارے میں کوئی معتبر روایت نہیں ملی۔ مؤرخین کے اقوال مختلف ہیں۔

سوال: کیا مصافحہ کے وقت انگوٹھا پکڑنا مسنون ہے؟

جواب: مصافحہ کے وقت انگوٹھا پکڑنے کا ذکر کسی روایت میں نہیں ملا۔

سوال: اگر قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اس میں عیب پیدا ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: خریداری کے بعد عیب پیدا ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں، اس کی قربانی کی جا سکتی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصَابَهَا بَعْدَ مَا اشْتَرَيْتُمُوهَا فَأَمْضُوهَا، وَإِنْ كَانَ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَشْتَرُوهَا فَأَبْدِلُوهَا .

''خریداری کے بعد عیب پیدا ہو، تو قربانی کر لیں، عیب پہلے سے موجود ہو، تو جانور بدل لیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 289/9 ، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ أُضْحِيَتَهُ فَمَرِضَتْ عِنْدَهُ، أَوْ عَرَضَ لَهَا مَرَضٌ فَهِيَ جَائِزَةٌ .

جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے، تو قربانی جائز ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف عبد الرّزاق : 8161، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: عشرہ ذوالحجہ میں بال کٹوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ذوالحجہ سے پہلے بال اور ناخن کاٹنے ضروری نہیں، صرف دس دن رکھنا ہے، جہاں قربانی کا اجر پائیں گے، وہاں اس سنت کے نور، برکت اور اجر سے بہرہ مند ہو جائیں گے۔

❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهٖ وَبَشَرِهٖ شَيْئًا .

''جب عشرۂ ذوالحجہ داخل ہو جائے اور آپ قربانی کرنا چاہتے ہیں، تو اپنے سر اور جسم کے بال نہ مونڈھیں۔''

(صحیح مسلم : 1977)

❁ سنن النسائی (۴۳۶۲) میں ہے:

''جو قربانی کرنا چاہتا ہو، وہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن ناخن تراشے، نہ جسم سے کوئی بال مونڈھے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (مدینہ میں) قربانی کرنے کے بعد سر کے بال منڈوائے، فرمایا: یہ واجب نہیں۔ (مؤطأ الإمام مالك : 483/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایام ذی الحجہ میں ایک عورت کو اپنے بچے کے بال کاٹتے دیکھ کر فرمایا:

''اگر قربانی والے دن تک موخر کر دیتی، تو بہتر تھا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 246/4، ح : 7520، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ خراسان میں فتویٰ دیتے تھے کہ جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، وہ عشرہ ذوالحجہ میں اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے؟ تو سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا: انھوں نے صحیح فتویٰ دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہی فتویٰ دیتے تھے۔

(مسند إسحاق بن راهويه : 1817، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک صحابی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس قربانی کے لیے صرف بکری ہے، (وہ بھی کسی کو دودھ کے لیے عاریۃً دے رکھی ہے) کیا میں اس کی قربانی کرلوں؟ فرمایا: نہیں، بلکہ آپ (دس ذوالحجہ کو) اپنے بال کاٹ لیں، ناخن تراش لیں، مونچھیں مونڈ لیں اور زیر ناف بال صاف کرلیں، تو اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل قربانی کا اجر دے گا۔''

(مسند أحمد : 169/2، سنن أبي داؤد : 2879، سنن النّسائي : 4365، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان (۵۹۱۴)، امام حاکم (۲۲۳/۴) اور حافظ ذہبی رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے پہلے بال کاٹنا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے جسم کے فاضل بال (زیر ناف)، سر کے بال اور مونچھیں کاٹ لے، ناخن تراشے، پھر قربانی تک اس سے پرہیز کرے، تو اسے قربانی کا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ جیسا کہ اوپر والی حدیث میں ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۹۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ بِغَيْرِ أَثَرٍ مِنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَفِيهِ ثُلْمَةٌ .

”جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ اس پر جہاد کا کوئی نشان نہ ہوگا، تو اللہ سے ملاقات کے وقت اس کے جسم میں عیب ہوگا۔“

(سنن التّرمذي : 1666، سنن ابن ماجه : 2763)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے، سماع بالتسلسل چاہیے۔

② ابو رافع اسماعیل بن رافع ”ضعیف“ ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ جُمْهُورُ الْأَئِمَّةِ .

”جمہور ائمہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(مَجمع الزّوائد : 61/8)

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى ضَعْفِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اس کے ضعف پر حفاظ کا اجماع ہے۔“

(مِصباح الزّجاجة :99/1)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے:

مَنْ أَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَقَامَ فِي بَيْتِهٖ، فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَأَنْفَقَ فِي وَجْهِ ذٰلِكَ، فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ﴾(البقرة : ٢٦١).

”جس نے اللہ کے رستے میں مال پیش کیا اور خود گھر میں رہا، تو اس کے لیے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم کا اجر ہے۔ جو شخص خود بھی راہ خدا میں نکلا اور مال بھی خرچ کیا، تو اسے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ﴾(البقرة : ٢٦١) ”اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے بڑھا چڑھا کر اجر عطا فرماتا ہے۔“

(سنن ابن ماجه :2761)

جواب: سند ضعیف ہے۔ خلیل بن عبد اللہ مجہول اور غیر معروف ہے۔

❁ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”منکر“ کہا ہے۔

(تهذيب التّهذيب لابن حجر : 167/3)

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا إِسْنَاد ضَعِيفٌ .

''یہ سند ضعیف ہے۔''

(مِصباح الزّجاجة : 154/3)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ، وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي .

''بہترین ذکر وہ ہے، جو مخفی ہو اور بہترین رزق وہ ہے، جو بقدر کفایت ہو۔''

(مسند الإمام أحمد : 172/1)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۸۰۹) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

جواب: سند ضعیف ہے۔

① محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ ضعیف ہے۔

② ابن ابی لبیبہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 666)

③ اُسامہ بن زید لیثی متکلم فیہ ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُولُوا : مَجْنُونٌ .

''اللہ تعالیٰ اتنی کثرت سے ذکر کریں کہ لوگ آپ کو ''دیوانہ'' کہنے لگیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 68/3، المستدرك للحاكم : 1839)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۸۱۷) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

جواب: سند ضعیف و منکر ہے۔ دراج بن سمعان ابوالسمح جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔ اسی طرح دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید والی سند بھی ضعیف ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے جب دراج کی توثیق کی (تاريخ الدّوري : 5039) تو محدث فضلک رازی رحمہ اللہ نے اس قول پر نقد کیا۔ امام ابن حبان، امام دارمی اور امام ابن شاہین رحمہم اللہ کا امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی پیروی میں دراج کی توثیق کرنا جمہور کی جرح کے مقابلہ میں مرجوح ہے۔

❀ **امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

دَرَّاجٌ فِي حَدِيثِهِ صَنْعَةٌ .

''دراج کی حدیث میں ہیر پھیر ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتِم : 442/3، علل ابن أبي حاتِم : 674/3)

❀ **امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

دَرَّاجٌ حَدِيثُهُ مُنْكَرٌ .

''دراج کی احادیث منکر ہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتِم : 442/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ **امام فضلک رازی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:**

ذُكِرَ لَهٗ قَوْلُ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ فِي دَرَّاجٍ أَنَّهٗ ثِقَةٌ فَقَالَ فَضْلَكُ : مَا هُوَ بِثِقَةٍ، وَلَا كَرَامَةَ لَهٗ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"آپ رحمہ اللہ کے سامنے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا قول کہ دراج ثقہ ہے، پیش کیا گیا، تو فرمایا: یہ بالکل ثقہ نہیں ہے، اس کا کوئی احترام نہیں۔"

(الكامِل لابن عدي : 11/4 ، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام نسائی رحمہ اللہ نے "لیس بالقوی" کہا ہے۔

(الضّعفاء والمتروكون : 187)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامَّةُ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي أَمْلَيْتُهَا مِمَّا لَا يُتَابَعُ دَرَّاجٌ عَلَيْهِ ...... وَمِمَّا يُنْكَرُ مِنْ أَحَادِيثِهٖ بَعْضُ مَا ذَكَرْتُ ...... وَسَائِرُ أَخْبَارِ دَرَّاجٍ غَيْرَ مَا ذَكَرْتُ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ يُتَابِعُهُ النَّاسُ عَلَيْهَا وَأَرْجُو إِذَا أَخْرَجْتُ دَرَّاجًا وَّبَرَّأْتُهٗ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي أُنْكِرَتْ عَلَيْهِ أَنَّ سَائِرَ أَحَادِيثِهٖ لَا بَأْسَ بِهَا وَيَقْرُبُ صُورَتُهٗ مَا قَالَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ .

"(دراج کی) جو احادیث میں نے لکھی ہیں، ان میں اکثر پر دراج کی متابعت نہیں کی گئی۔......اس کی جن روایات کو منکر کہا گیا ہے، ان میں سے بعض میں نے ذکر کر دی ہیں۔......اس کی دیگر احادیث، جنہیں میں نے ذکر نہیں کیا، ان پر رواۃ نے اس کی متابعت کی ہے۔ جب میں نے دراج کو ان احادیث سے بری کر دیا، جن کا اس پر انکار کیا گیا ہے، تو میرا خیال ہے کہ اس کی دیگر روایات (جن کو منکر بھی نہیں کہا گیا اور ان کی متابعت بھی کی گئی ہے، ان) میں کوئی حرج نہیں، اس کی حالت قریب قریب وہی ہے، جو امام یحییٰ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معین رحمہ اللہ نے بیان کی ہے (یعنی یہ راوی توثیق کے قریب قریب ہے)۔''

(الكامِل في ضُعفاء الرجال : 4/15)

امام ابن عدی رحمہ اللہ کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ دراج فی نفسہ ضعیف ہے، اس کی منکر روایات ہیں۔ جن روایات پر اس کی متابعت ہوئی، ان میں کوئی حرج نہیں۔ بالفاظ دیگر یہ راوی منفرد ہو، تو حجت نہیں۔ اس کی جس روایت کو منکر نہ کہا گیا ہو اور متابعت بھی ہو، تو اس کی روایت سے حجت لی جا سکتی ہے، اس صورت میں یہ راوی یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے قول کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(سؤالات البرقاني : 142)

❁ نیز ''ضعیف'' بھی کہا ہے۔

(سؤالات الحاكم للدارقطني :261)

تنبیہ:

دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید کا سلسلہ بھی ضعیف ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ فِيهَا ضَعْفٌ .

''دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید کی سند سے مروی احادیث میں ضعف ہے۔''

(الكامِل لابن عدي : 4/10، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ إِذَا كَانَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ يُكْتَبُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ.

''عمرو بن حارث کی حدیث جب دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید کی سند سے ہو، تو اسے (متابعات وشواہد میں) لکھا جائے گا، مگر حجت نہیں پکڑی جائے گی۔''

(الإرشاد: 405/1)

❀ مذکورہ بالا حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے دراج کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرِّجال: 11/4)

❀ مذکورہ حدیث بھی دراج عن ابی الہیثم کے طریق سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَقُولَ الْمُنَافِقُونَ: إِنَّكُمْ مُرَاؤُونَ.

''اللہ عزوجل کا اتنا ذکر کریں کہ منافق لوگ آپ کو ریاکار کہنے لگیں۔''

(الزّهد لابن المُبارك: 1022، الزّهد لأحمد بن حنبل: 557)

جواب: سند ضعیف و مرسل ہے۔

① ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ ربعی تابعی ہیں، براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں، لہٰذا سند مرسل ہے۔

② عمرو بن مالک نکری (حسن الحدیث) کی حدیث ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے، یہ روایت بھی اسی سے ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

''ابن عدی ﷫ کہتے ہیں کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب: 336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ اثر بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے بیان کیا ہے، لہٰذا غیر محفوظ ہے۔

(سوال): حدیث سے ثابت ہے کہ کھانے پینے کی شے میں مکھی گر جائے، تو اسے ڈبو کر نکالا جائے، اس کی حکمت کیا ہے؟

(جواب): یہ حدیث صحیح ہے، قابل عمل ہے، تفصیل ملاحظہ ہو:

❀ سیدنا ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَإِنَّ فِي إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالْأُخْرٰى شِفَاءً .

''جب کسی کے پانی میں مکھی گر جائے، تو اسے ڈبوئے، پھر نکال دے، کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے۔''

(صحيح البخاري: 3320)

❀ ثمامہ بن عبداللہ بن انس ﷫ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَقَعَ ذُبَابٌ فِي إِنَاءٍ فَقَالَ أَنَسٌ بِإِصْبَعِهٖ فَغَمَسَهٗ فِي الْمَاءِ ثَلَاثًا وَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَمَرَهُمْ أَنْ يَفْعَلُوا ذٰلِكَ، وَقَالَ: أَحَدُ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ.

''ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ مکھی ان کے برتن میں گر گئی، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلی سے اسے پانی میں تین دفعہ ڈبویا اور کہا: بسم اللہ! اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ ایسا ہی کریں، اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے۔''

(المُختارة للضّياء: 206/5، ح: 1835، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سعید بن خالد قارظی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَتَيْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَزُورُهُ بِقُبَاءَ، فَقَدَّمَ إِلَيْنَا زُبْدًا وَّكُتْلَةً، فَسَقَطَ فِي الزُّبْدِ ذُبَابٌ، فَجَعَلَ أَبُو سَلَمَةَ يَمْقُلُهُ بِخِنْصَرِهٖ، فَقُلْتُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا خَالُ، مَا تَصْنَعُ؟، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَقَطَ الذُّبَابُ فِي الطَّعَامِ فَامْقُلُوهُ؛ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ سُمًّا، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً، وَإِنَّهٗ يُقَدِّمُ السُّمَّ، وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ.

''میں سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی زیارت کیلئے قبا میں حاضر ہوا، انہوں نے ہمیں مکھن اور (گوشت کا ایک بڑا) ٹکڑا پیش کیا، مکھن میں مکھی گر گئی، ابوسلمہ رحمہ اللہ اس کو اپنے ہاتھ سے ڈبونے لگے، میں نے کہا: اللہ آپ کو معاف کرے، ماموں جان! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ کہا: میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مکھی کھانے میں گر جائے، تو اسے ڈبوئیں، کیونکہ اس کے ایک پَر میں زہر (بیماری) اور دوسرے میں شفا ہے، مکھی زہر والا پَر پہلے نیچے لے جاتی ہے اور شفا والا اوپر رکھتی ہے۔''

(مسند أحمد: 24/3، 67، شرح مشكل الآثار للطّحاوي: 3289، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (388) لکھتے ہیں:

''اس روایت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں، جو ہر چیز کو مشاہدے اور حس سے پرکھنے کا رجحان رکھتے ہیں، وہ اسی چیز کو مانتے ہیں، جو ان کے ہاں تجربے سے صحیح قرار پائی ہو، یا عرف میں صحیح ہو۔ اور وہ لوگ جن کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے نور سے کھول کر اس میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا ثبوت بھر دیا ہے، وہ لوگ کچھ ایسا مزاج رکھتے ہیں کہ جب روایت ثابت ہو جائے، پھر اس کا انکار نہیں کرتے۔

یہ قاعدہ سرے سے غلط ہے کہ صحیح صرف وہ ہوتا ہے، جس کی نظیر موجود ہو، محض چیز کی دلیل کی موجودگی سے چیز صحیح ہو جاتی ہے۔ کسی چیز پر عقلی دلالت قائم ہو جائے اور اس بارے میں صحیح روایت مل جائے، تو ان دونوں سے اس چیز کو تسلیم کرنا واجب ہو جاتا ہے اور فسادیوں کی دلیل کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ شہد کی مکھی سے کیوں تعجب نہیں کرتے؟ اللہ نے اس کے پر میں زہر اور شفا جمع کر دیئے ہیں، اوپر والے پَر سے شہد بناتی ہے اور نیچے والے سے کاٹ کر سوجا دیتی ہے، انسان کا دشمن سانپ ہے، اس کے زہر سے انسان مر جاتا ہے، لیکن اس کا گوشت اس کے زہر کا تریاق اکبر ہے، یہ چیز کئی چیزوں میں ہے اور اطبا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ہاں معروف ہے، حتی کہ عوام کے ہاں بھی معروف ہے، بلکہ مکھی کو اثمد سرمے میں ڈال کر اس سے آنکھیں تیز کرنے کی دوا بنائی جاتی ہے، اس سے نظر تیز ہوتی ہے، اسی طرح جس کو کتا کاٹ لے اس کے منہ پر مکھیاں ملی جاتی ہیں، اس سیکتے کا زہر بہت جلد مر جاتا ہے۔ یہ تو ہوئے اطبا کے اقوال جن کے مطابق ایک ہی چیز میں ایک ہی وقت زہر اور شفا ہوتی ہے، لیکن ان اقوال کی ہمیں کوئی حاجت نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ صادق مصدوق ہیں، آپ کے پاس اللہ کی وحی آتی ہے۔ یہ اقوال تو ہم ان کے لئے پیش کر رہے ہیں، جو اپنے استاد بقراط کے اقوال کی بنا پر ہر چیز میں تجربہ کی بات کرتے ہیں۔‘‘

(إعلام الحديث : 2141/3)

نیز لکھتے ہیں:

’’یہ سوال جاہل یا جان بوجھ کر جاہل بننے والا کر سکتا ہے، جو اپنے نفس میں اور حیوانوں کے انفاس کو دیکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اللہ نے ایک ہی چیز میں ایک ہی وقت میں خشکی تری، گرمی سردی کے مزاج جمع کر دیئے ہیں، حالانکہ یہ متضاد اشیا ہیں، جب ملتی ہیں، فساد میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ ان چیزوں کو جمع کر دیتا ہے۔ اس کو حیوان کی قوت بنا دیتا ہے، کہ اس کی وجہ ہی سے اس حیوان کی بقا ہوتی ہے، اور ضروری ہو جاتا ہے کہ اس میں ایک ہی وقت میں بیماری اور شفا جمع ہو جاتی ہے۔ اللہ مکھی کو الہام کرتا ہے کہ حیران کن گھر بنائے اور اس میں شہد تیار کرے، وہ چیونٹی کو الہام کرتا ہے اپنا کھانا جمع کر کے رکھ لے، تا کہ بعد میں کھا لے، مکھی بھی اسی رب نے بنائی ہے، اس کو بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک راہ دکھا سکتا ہے کہ ایک پر کو اندر لے جائے دوسرے کو اوپر رکھ لے، جب اس کے ابتلا کا ارادہ کرے، یہ تعبد کے مدارج ہیں اور جن کو مکلّف بنایا گیا ہے، ان کا امتحان ہیں، ہر چیز میں عبرت ہے اور حکمت ہے، اس کو صرف وہی لوگ یاد کرتے ہیں، جو اولوا الالباب ہیں۔‘‘

(معالم السنن : 239/4)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ أَمْرَانِ ؛ أَمْرٌ فِقْهِيٌّ، وَأَمْرٌ طِبِّيٌّ، فَأَمَّا الْفِقْهِيُّ فَهُوَ دَلِيلٌ ظَاهِرُ الدَّلَالَةِ جِدًّا عَلٰى أَنَّ الذُّبَابَ إِذَا مَاتَ فِي مَاءٍ أَوْ مَائِعٍ فَإِنَّهٗ لَا يُنَجِّسُهٗ، وَهٰذَا قَوْلُ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ، وَلَا يُعْرَفُ فِي السَّلَفِ مُخَالِفٌ فِي ذٰلِكَ، وَوَجْهُ الْاِسْتِدْلَالِ بِهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِمَقْلِهٖ، وَهُوَ غَمْسُهٗ فِي الطَّعَامِ، وَمَعْلُومٌ أَنَّهٗ يَمُوتُ مِنْ ذٰلِكَ، وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ الطَّعَامُ حَارًّا، فَلَوْ كَانَ يُنَجِّسُهٗ لَكَانَ أَمْرًا بِإِفْسَادِ الطَّعَامِ، وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَمَرَ بِإِصْلَاحِهٖ ....

وَأَمَّا الْمَعْنَى الطِّبِّيُّ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ : مَعْنَى امْقُلُوهُ : اغْمِسُوهُ لِيَخْرُجَ الشِّفَاءُ مِنْهُ، كَمَا خَرَجَ الدَّاءُ، يُقَالُ لِلرَّجُلَيْنِ : هُمَا يَتَمَاقَلَانِ، إِذَا تَغَاطَّا فِي الْمَاءِ .

وَاعْلَمْ أَنَّ فِي الذُّبَابِ عِنْدَهُمْ قُوَّةً سُمِّيَّةً يَدُلُّ عَلَيْهَا الْوَرَمُ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَالْحِكَّةُ الْعَارِضَةُ عَنْ لَسْعِهِ، وَهِيَ بِمَنْزِلَةِ السِّلَاحِ، فَإِذَا سَقَطَ فِيمَا يُؤْذِيهِ، اتَّقَاهُ بِسِلَاحِهِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقَابِلَ تِلْكَ السُّمِّيَّةَ بِمَا أَوْدَعَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ فِي جَنَاحِهِ الْآخَرِ مِنَ الشِّفَاءِ، فَيُغْمَسُ كُلُّهُ فِي الْمَاءِ وَالطَّعَامِ، فَيُقَابِلُ الْمَادَّةَ السُّمِّيَّةَ الْمَادَّةُ النَّافِعَةُ، فَيَزُولُ ضَرَرُهَا، وَهٰذَا طِبٌّ لَا يَهْتَدِي إِلَيْهِ كِبَارُ الْأَطِبَّاءِ وَأَئِمَّتُهُمْ، بَلْ هُوَ خَارِجٌ مِنْ مِشْكَاةِ النُّبُوَّةِ، وَمَعَ هٰذَا فَالطَّبِيبُ الْعَالِمُ الْعَارِفُ الْمُوَفَّقُ يَخْضَعُ لِهٰذَا الْعِلَاجِ، وَيُقِرُّ لِمَنْ جَاءَ بِهِ بِأَنَّهُ أَكْمَلُ الْخَلْقِ عَلَى الْإِطْلَاقِ، وَأَنَّهُ مُؤَيَّدٌ بِوَحْيٍ إِلٰهِيٍّ خَارِجٍ عَنِ الْقُوَى الْبَشَرِيَّةِ .

’’اس حدیث میں دوطرح کے امور سے بحث ہے؛ ایک فقہی اور ایک طبی، فقہی مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ جب پانی یا کسی مائع چیز میں مکھی گر جائے، تو وہ نجس نہیں ہوگا۔ یہ جمہور علما کا قول ہے۔ سلف میں سے کوئی شخص اس کا مخالف نظر نہیں آتا۔ یہ استدلال اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ڈبونے کا حکم دیا ہے اور ڈبونے سے وہ پوری پانی میں داخل ہو جائے اور مر جائے گی اور اگر سالن گرم ہوا، تو بالاولی مر جائے گی، اگر اس کے مرنے سے سالن یا پانی نجس ہوتا، تو آپ ﷺ اس کھانے کو ضائع کرنے کا حکم دیتے، لیکن آپ ﷺ نے صرف (مکھی ڈبوکر) کھانے کی اصلاح کا حکم فرمایا۔

طبی لحاظ سے ابو عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کو ڈبو دو، تاکہ اس سے شفا نکل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آئے۔جس طرح اس سے بیماری نکلی تھی۔

یادرکھیں کہ مکھی میں زہریلی طاقت ہوتی ہے،جس کی وجہ سے بسا اوقات سوج بھی پڑ جاتی ہے۔اس کے لڑنے سے عارضی طور پر کھجلی بھی ہو جاتی ہے۔تو یہ اس کا ہتھیار ہے۔ جب کسی ایسی جگہ میں گرتی ہے، جہاں اسے تکلیف ہو،تو وہاں اپنے ہتھیار سے بچاؤ کرتی ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس زہر کا مقابلہ اس کے دوسرے شفا والے پَر کو ڈبو کر کیا جائے۔ جب وہ پوری مکھی پانی میں ڈوب جائے گی،تو اس کا زہریلا مادہ اس کے شفا والے مادے سے ختم ہو جائے گا۔ یوں اس کا ضرر ختم ہو جائے گا۔ یہ وہ طب ہے،جس کو بڑے بڑے اطبا بھی نہیں جان سکے، یہ نبوت کے چراغ سے ملی ہے۔البتہ ایک ماہر عالم طبیب،جس کو اللہ توفیق دے، وہ اس علاج کے سامنے سر جھکا دے گا اور آپ کی لائی ہوئی وحی کا اقرار کرے گا، کیونکہ آپ ﷺ کامل ترین مخلوق ہیں۔وہ وحی الٰہی کی تائید کرے گا، جو قوی بشریہ سے خارج ہوتی ہے۔''

(زاد المَعاد في هَدي خير العِباد : 112/4)

سوال:ابدال کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب:اللہ کے رسول ﷺ سے ابدال کے بارے میں کچھ ثابت نہیں۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ شَيْءٌ صَحِيحٌ .

''ان احادیث میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(الموضوعات : 152/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ **شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:**

تَكَلَّمَ بِهٖ بَعْضُ السَّلَفِ، وَيُرْوٰى فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ .

''اس بارے میں بعض سلف نے کلام کیا ہے۔اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ایک غیر ثابت حدیث مروی ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 394/4)

❁ **نیز فرماتے ہیں:**

اَلْأَشْبَهُ أَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''درست بات یہی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا کلام نہیں ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی :441/11)

❁ **شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:**

كُلُّ حَدِيثٍ يُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِدَّةِ الْأَوْلِيَاءِ وَالْأَبْدَالِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ وَالْأَقْطَابِ، مِثْلُ أَرْبَعَةٍ أَوْ سَبْعَةٍ أَوِ اثْنَيْ عَشَرَ أَوْ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ أَوْ ثَلَاثِمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ أَوِ الْقُطْبِ الْوَاحِدِ، فَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ شَيْءٌ صَحِيحٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَنْطِقِ السَّلَفُ بِشَيْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْأَلْفَاظِ إِلَّا بِلَفْظِ الْأَبْدَالِ ....

''ہر وہ روایت جو نبی اکرم ﷺ سے اولیاء، ابدال، نقباء، نجباء، اوتاد اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقطاب کی تعداد مثلاً چار، سات، بارہ، چالیس، ستر، تین سو، تیرہ یا ایک قطب کے بارے میں بیان کی گئی ہے، ان میں سے کوئی بھی نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں، نہ سلف نے ایسا کوئی لفظ استعمال کیا ہے، سوائے ابدال کے۔۔۔"

(الفُرقان بین أولیاء الرَّحمٰن وأولیاء الشّیطان، ص 101)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ الْأَبْدَالِ وَالْأَقْطَابِ وَالْأَغْوَاثِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

"ابدال، اقطاب، اغواث، نقباء، نجباء اور اوتاد کے بارے میں تمام کی تمام احادیث خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کے ذمے لگائی گئی ہیں۔"

(المَنار المُنیف، ص 136)

سوال: ہوا خارج ہونے پر استنجا کرنا کیسا ہے؟

جواب: ہوا خارج ہونے پر استنجا کرنا جائز نہیں، بلکہ بدعت ہے۔ کیوں کہ ہوا خارج ہونے پر وضو فرض ہوتا ہے۔ استنجا کو وضو نہیں کہتے۔ یہ غلو کے زمرہ میں آتا ہے۔ دین میں غلو حرام ہے۔ نیز اجماع امت کی مخالفت بھی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجِبُ الِاسْتِنْجَاءُ مِنَ الرِّيحِ وَالنَّوْمِ وَلَمْسِ النِّسَاءِ وَالذَّكَرِ وَحُكِيَ عَنْ قَوْمٍ مِّنَ الشِّيعَةِ أَنَّهٗ يَجِبُ وَالشِّيعَةُ لَا يُعْتَدُّ بِخِلَافِهِمْ .

"اہل علم کا اجماع ہے کہ ریح (ہوا خارج ہونے)، نیند، عورتوں اور (کپڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اوپر سے) شرم گاہ کو چھونے سے استنجا واجب نہیں ہوتا۔ شیعہ کے ایک گروہ سے اس کا واجب ہونا منقول ہے۔ شیعہ کا اجماع کی مخالفت کرنا معتبر نہیں۔"

(المجموع شرح المهذب : 113/2)

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ عَلٰى مَنْ نَامَ أَوْ خَرَجَتْ مِنْهُ رِيحٌ اسْتِنْجَاءٌ وَّلَا نَعْلَمُ فِي هٰذَا خِلَافًا .

"جو سو گیا یا جس کی ہوا خارج ہوگئی، دونوں پر استنجا نہیں ہے، ہمارے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں۔"

(المغني :111/1)

❀ فتاوی عالمگیری میں ہے:

اَلْخَامِسُ بِدْعَةٌ وَّهُوَ الْاِسْتِنْجَاءُ مِنَ الرِّيحِ .

"ہوا خارج ہونے پر استنجا کرنا بدعت ہے۔"

(فتاوٰی عالمگیري :50/1)

ہوا خارج ہونے پر استنجا قرآن وسنت، صحابہ اور ائمہ دین سے منقول نہیں۔ استنجا تو نجاست زائل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، ہوا خارج ہونے سے وہ محل نجس نہیں ہوتا۔ ثابت ہوا کہ ہوا خارج ہونے پر استنجا عبث ہے۔

سوال: بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد الرحمن کو شراب پینے پر کوڑے لگائے، جن سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ کیا یہ ثابت ہے؟

جواب: یہ ثابت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد الرحمن کو شراب پینے پر تعزیراً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوڑے لگائے، لیکن کوڑوں کی وجہ سے موت واقع ہونے کی بات درست نہیں۔

❀ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

شَرِبَ أَخِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ، وَشَرِبَ مَعَهُ أَبُو سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ، وَنَحْنُ بِمِصْرَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَسَكِرَا، فَلَمَّا صَحَّا انْطَلَقَا إِلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ أَمِيرُ مِصْرَ، فَقَالَا: طَهِّرْنَا، فَإِنَّا قَدْ سَكِرْنَا مِنْ شَرَابٍ شَرِبْنَاهُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: فَلَمْ أَشْعُرْ أَنَّهُمَا أَتَيَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، قَالَ: فَذَكَرَ لِي أَخِي أَنَّهُ قَدْ سَكِرَ، فَقُلْتُ لَهُ: ادْخُلِ الدَّارَ أُطَهِّرْكَ، قَالَ: إِنَّهُ قَدْ حَدَّثَ الْأَمِيرَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا تُحْلَقُ الْيَوْمَ عَلٰى رُؤُوسِ النَّاسِ، ادْخُلْ أَحْلِقْكَ، وَكَانُوا إِذْ ذَاكَ يَحْلِقُونَ مَعَ الْحَدِّ، فَدَخَلَ مَعِيَ الدَّارَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَحَلَقْتُ أَخِي بِيَدِي، ثُمَّ جَلَدَهُمَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِذَالِكَ، فَكَتَبَ إِلٰى عَمْرٍو أَنِ ابْعَثْ إِلَيَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عُمَرَ عَلٰى قَتَبٍ، فَفَعَلَ ذَالِكَ عَمْرٌو، فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَلَدَهُ وَعَاقَبَهُ مِنْ أَجْلِ مَكَانِهِ مِنْهُ، ثُمَّ أَرْسَلَهُ فَلَبِثَ أَشْهُرًا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صَحِيحًا، ثُمَّ أَصَابَهُ قَدَرُهُ، فَيَحْسَبُ عَامَّةُ النَّاسِ أَنَّهُ مَاتَ مِنْ جَلْدِ عُمَرَ، وَلَمْ يَمُتْ مِنْ جَلْدِهِ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی بات ہے کہ ہم مصر میں تھے، میرے بھائی عبدالرحمٰن نے شراب پی لی، ان کے ساتھ ابوسروہ عقبہ بن عامر نے بھی شراب پی لی اور بے ہوش ہوگئے۔ افاقہ ہونے پر مصر کے وزیرِاعلیٰ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنے لگے: ہم پر حد نافذ کر دیجیے، ہم نشہ آور شراب پی بیٹھے ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے خبر نہ تھی کہ وہ دونوں سیدنا عمرو بن عاص کے پاس چلے گئے ہیں۔ مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں تو شراب پی بیٹھا ہوں۔ میں نے کہا، آؤ گھر جا کر آپ پر حد لگاؤں۔ اس نے کہا: میں نے امیر کو بتا دیا ہے۔ میں نے کہا: آپ کا سر لوگوں کے سامنے نہیں مونڈھا جائے گا، لہٰذا گھر چلو، سر مونڈھ دوں، ان دنوں شراب پینے پر کوڑوں کے ساتھ ساتھ سر بھی مونڈھا جاتا تھا۔

وہ گھر داخل ہوا، میں نے اس کا سر مونڈھ دیا، بعد میں دونوں کو امیر مصر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کوڑے لگائے۔

اس واقعہ کی خبر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی پہنچ گئی۔ امیر مصر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ عبدالرحمٰن کو اونٹ پر سوار کر کے میرے پاس بھیج دیں۔ آپ نے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا۔ جب عبدالرحمٰن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کے پاس آیا، تو آپ نے بیٹا ہونے کی وجہ سے دوبارہ کوڑے بھی لگوائیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوب سرزنش بھی کی۔ پھر اسے چھوڑ دیا۔ عبدالرحمٰن ایک ماہ تک صحت یاب رہے، پھر تقدیر غالب آ گئی۔ لوگ سمجھنے لگے کہ سیدنا عمر بن خطاب کے کوڑوں کی وجہ سے فوت ہوا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کوڑوں کی وجہ سے موت واقع نہیں ہوئی۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 312/8، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ علامہ جورقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ ثَابِتٌ، وَإِسْنَادُهُ مُتَّصِلٌ صَحِيحٌ .

''ثابت حدیث ہے، اس کی سند ''متصل وصحیح'' ہے۔''

(الأباطیل والمَناکیر : 238/2)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(الأجوبة المَرضیة : 936/3)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

الَّذِي يُشْبِهُ أَنَّهُ جَلَدَهُ جَلْدَ تَعْزِيرٍ، فَإِنَّ الْحَدَّ لَا يُعَادُ .

''مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوڑے تعزیراً مارے گئے، کیوں حد دو بار قائم نہیں کی جا سکتی۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 312/8)

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط۱۹۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا، وَهُوَ مَقْتُولٌ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُتَنَقِّبَةٌ؟ فَقَالَتْ : إِنْ أُرْزَإِ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ابْنُكِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ، قَالَتْ : وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ.

”اُم خلاد نامی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے نقاب کر رکھا تھا، وہ اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھنے آئی تھی، جو شہید ہو چکا تھا۔ اسے ایک صحابی نے کہا: آپ نقاب کر کے اپنے بیٹے کو ڈھونڈنے آئی ہیں؟ تو اس نے کہا: میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے، حیا نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ کے بیٹے کو دو شہیدوں کے برابر اجر ملے گا۔ اس نے پوچھا: اللہ کے رسول! وہ کیوں؟ فرمایا: اس لیے کہ اسے اہل کتاب نے شہید کیا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن أبي داود : 2488)

جواب: سند ضعیف ومنکر ہے۔

① فرج بن فضالہ جمہور کے ہاں ضعیف ہے۔

✿ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 218/1)

② عبد الخبیر بن قیس بن ثابت بن قیس منکر الحدیث ہے۔

③ قیس بن ثابت کی عدالت ثابت نہیں۔

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(المُهذّب في اختصار السّنن : 3732/7)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ سے خبر پہنچی:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ .

''اللہ تعالیٰ (غیر محرم عورت کی طرف) دیکھنے والے اور جسے دیکھا جا رہا ہے، اس پر لعنت کرتا ہے۔''

(السّنن الكبرى للبَيهقي : 13566)

جواب: روایت منقطع ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تابعی ہیں، انہیں کس نے خبر دی، معلوم نہیں ہو سکا۔ منقطع ضعیف کی قسم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَهٰى أَنْ يَمْشِيَ يَعْنِي الرَّجُلَ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو دو عورتوں کے درمیان پیدل چلنے سے منع فرمایا۔''

(سنن أبي داود : 5273)

جواب: روایت باطل و منکر ہے۔ داود بن ابی صالح مدنی منکر الحدیث ہے۔ اہل علم نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

''اس حدیث کو بیان کرنے میں داود بن ابی صالح کی متابعت نہیں کی گئی۔''

(التّاريخ الكبير : 234/3، التّاريخ الأوسط : 2131)

❀ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 416/3)

❀ امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(الضّعفاء : 545/2)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ''موضوع'' (من گھڑت) قرار دیا ہے۔

(كتاب المَجروحين : 290/1)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے بھی ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 552/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا کسی صحابی کو پیشاب کے چھینٹوں کی وجہ سے عذاب ہوا؟

جواب: کسی صحابی کے بارے میں یہ ثابت نہیں کہ وہ پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے تھے، لہٰذا اس بنا پر انہیں عذابِ قبر ہوا۔ (نعوذ باللہ!)

اس کے متعلق روایات کا تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے:

① سعید مقبری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَمَّا دَفَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا قَالَ : لَوْ نَجَا أَحَدٌ مِّنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ لَنَجَا سَعْدٌ، وَلَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً اخْتَلَفَتْ مِنْهَا أَضْلَاعُهُ مِنْ أَثَرِ الْبَوْلِ .

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا، تو فرمایا: اگر قبر کے دبوچنے سے کوئی بچ سکتا، تو وہ سعد تھا۔ اسے بھی قبر نے اس قدر دبایا کہ پسلیوں کا آپس میں اختلاط ہوگا، ایسا پیشاب کے چھینٹوں کی وجہ سے ہوا۔''

(طَبقات ابن سعد : 329/3)

سند ''ضعیف'' اور ''منقطع'' ہے۔

① سعید مقبری رحمہ اللہ تابعی براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

② ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ علامہ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ ضَعَّفَهُ أَكْثَرُ مِمَّنْ وَثَّقَهُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اس کی توثیق کرنے والوں سے تضعیف کرنے والے زیادہ ہیں۔“

(الأحکام الوسطیٰ: 2/206، 327)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ قَوْمٌ كَثِيرُونَ.

”اسے کئی محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(مَجمع الزّوائد: 2/89)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ.

”جمہور کے ہاں ضعیف ہے۔“

(طرح التّثریب: 3/4)

❁ علامہ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

”اسے جمہور نے ضعیف کہا ہے۔“

(اتحاف الخِیرۃ المَھرۃ: 4/511)

② سعد رضی اللہ عنہ کے گھر والے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ يُقَصِّرُ فِي بَعْضِ الطَّهُورِ مِنَ الْبَوْلِ.

”سعد بسا اوقات پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔“

(دلائل النُّبوۃ: 4/30، إثبات عذاب القبر کلاھما للبَیھقي: 94)

سند ”ضعیف“ ہے۔ بعض اہل سعد، کون ہے؟ کوئی پتہ نہیں! نیز ان کو خبر دینے والا بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مبہم ہے۔

③ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے موقع پر فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَدْ سَمِعْتُ أَنِينَهٗ، وَرَأَيْتُ اخْتِلَافَ أَضْلَاعِهٖ فِي قَبْرِهٖ .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میری جان ہے! میں نے سعد کے رونے کی آواز سنی ہے اور پسلیوں کا اختلاط دیکھا ہے۔''

(المَوضوعات لابن الجَوزي : 233/3)

سند ''باطل'' ہے۔ قاسم بن عبدالرحمٰن انصاری ''ضعیف'' ہے۔ عدالت ثابت نہیں۔

❁ امام یحی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''کسی کام کا نہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتِم : 113/7، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، مُضْطَرَبُ الْحَدِيثِ .

''اس کی حدیث ''ضعیف ومضطرب'' ہوتی ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتِم : 113/7)

❁ نیز امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 113/7، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ، وَآفَتُهٗ مِنَ الْقَاسِمِ .

”یہ حدیث ثابت نہیں ہے، وجہ ضعف قاسم (بن عبدالرحمٰن) ہے۔“

(المَوضوعات : 233/3)

④ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهٗ ضُمَّ فِي الْقَبْرِ ضَمَّةً حَتّٰى صَارَ مِثْلَ الشَّعْرَةِ، فَدَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُّرَفِّهَ عَنْهُ، وَذَالِكَ أَنَّهٗ كَانَ لَا يَسْتَبْرِءُ مِنَ الْبَوْلِ .

”سعد پر قبر اس قدر تنگ ہوئی کہ وہ بال کی طرح باریک ہو گئے، میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بارِ خاطر ہلکا کر دے۔اس کی وجہ یہ بنی کہ سعد پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔“

(المَوضوعات لابن الجَوزي : 234/3)

سند سخت ”ضعیف“ ہے۔

① سند ”منقطع“ ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَّقْطُوعٌ، فَإِنَّ الْحَسَنَ لَمْ يُدْرِكْ سَعْدًا .

”یہ حدیث ”منقطع“ ہے، کیوں حسن بصری نے سعد کا زمانہ نہیں پایا۔“

② ابوسفیان طریف بن شہاب صفدی جمہور کے ہاں ”ضعیف ومتروک“ ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ضغطۃ القبر ”قبر کی پکڑ“ پیشاب کے چھینٹوں کی وجہ سے نہ تھا اور اس کے متعلق تمام روایات ضعیف ہیں، جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چکے ہیں۔

فائدہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

لَهٰذَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ، وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاوَاتِ، وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ لَمْ يَنْزِلُوا الْأَرْضَ قَبْلَ ذَالِكَ، وَلَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ أُفْرِجَ عَنْهُ.

''یہ تو ایسی نیک شخصیت ہیں، کہ جن کی موت سے عرشِ الٰہی میں بھی جنبش آ گئی، ساتوں آسمانوں کے دروازے کھول دیے گئے اور ستر ہزار فرشتے جنازہ میں حاضر ہوئے، جو اس سے پہلے زمین پر نہ اترے تھے۔ پہلے ان پر قبر تنگ ہوئی، پھر کشادہ ہوگئی۔

(طَبقات ابن سعد: 430/3، سنن النّسائي: 2055، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خُلاصة الأحكام: 1042/2)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً، لَوْ كَانَ أَحَدٌ نَّاجِيًا مِّنْهَا نَجَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ.

''قبر ایک بار ضرور دبوچتی ہے، اگر اس سے کوئی بچ سکتا ہوتا، تو سعد ہوتے۔''

(مسند الإمام أحمد: 55/6، 98، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۱۱۲) نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے۔

(سِيَر أعلام النّبلاء :290/1)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

(تخريج أحاديث الإحياء، ص 1888)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

هٰذِهِ الضَّمَّةُ لَيْسَتْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي شَيْءٍ، بَلْ هُوَ أَمْرٌ يَّجِدُهُ الْمُؤْمِنُ، كَمَا يَجِدُ أَلَمَ فَقْدِ وَلَدِهٖ وَحَمِيمِهٖ فِي الدُّنْيَا، وَكَمَا يَجِدُ مِنْ أَلَمِ مَرَضِهٖ، وَأَلَمِ خُرُوجِ نَفْسِهٖ، وَأَلَمِ سُؤَالِهٖ فِي قَبْرِهٖ وَامْتِحَانِهٖ، وَأَلَمِ تَأَثُّرِهٖ بِبُكَاءِ أَهْلِهٖ عَلَيْهِ، وَأَلَمِ قِيَامِهٖ مِنْ قَبْرِهٖ، وَأَلَمِ الْمَوْقِفِ وَهَوْلِهٖ، وَأَلَمِ الْوُرُودِ عَلَى النَّارِ، وَنَحْوِ ذَالِكَ، فَهٰذِهِ الْأَرَاجِيفُ كُلُّهَا قَدْ تَنَالُ الْعَبْدَ، وَمَا هِيَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَلَا مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ قَطُّ، وَلٰكِنَّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ يَرْفُقُ اللّٰهُ بِهٖ فِي بَعْضِ ذَالِكَ أَوْ كُلِّهٖ، وَلَا رَاحَةَ لِلْمُؤْمِنِ دُوْنَ لِقَاءِ رَبِّهٖ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾، وَقَالَ : ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ، إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ﴾، فَنَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَى الْعَفْوَ وَاللُّطْفَ الْخَفِيَّ، وَمَعَ هٰذِهِ الْهَزَّاتِ، فَسَعْدٌ مِّمَّنْ نَّعْلَمُ أَنَّهٗ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّهٗ مِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَرْفَعِ الشُّهَدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، كَأَنَّكَ يَا هٰذَا تَظُنُّ أَنَّ الْفَائِزَ لَا يَنَالُهُ هَوْلٌ فِي الدَّارَيْنِ، وَلَارَوْعٌ، وَلَا أَلَمٌ، وَلَا خَوْفٌ، سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ، وَأَنْ يَّحْشُرَنَا فِي زُمْرَةِ سَعْدٍ .

''یہ تنگی اور پکڑ عذاب قبر نہیں ہے، بل کہ یہ تو ایک حالت ہے، جس کا سامنا مومن کو بہر صورت کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ دنیا میں اپنے بیٹے یا محبوب کے گم ہو جانے پر پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔ اسی طرح اسے بیماری، جان نکلنے، قبر کے سوالات، اس پر نوحہ کرنے کے اثرات، قبر سے اٹھنے، حشر اور اس کی ہولناکی اور آگ پر پیشی وغیرہ جیسے حالات کی تکلیف بھی اٹھانی پڑتی ہے یا پڑے گی۔ ان دہشت ناک حالات سے انسان کا پالا پڑ سکتا ہے۔ یہ قبر کا عذاب ہے، نہ جہنم کا۔ لیکن اللہ تعالیٰ شفقت کرتے ہوئے اپنے متقی بندے کو بعض یا سب حالات سے بچا لیتے ہیں۔ مومن کو حقیقی و ابدی راحت اپنے رب کی ملاقات کے بعد ہی حاصل ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَنْذِرْهُم يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ (مریم:۳۹) 'آپ لوگوں کو حسرت والے دن سے خبردار کر دیں۔' نیز فرمایا: ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ، إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ﴾ (المؤمن : ۱۸) 'آپ لوگوں کو تنگی اور بدحالی والے دن سے ڈرا دیں کہ جب کلیجے منہ کو آئیں گے۔' ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر، لطف و کرم اور پردہ پوشی کا سوال کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ان جھٹکوں کے باوجود سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور بلند مرتبہ شہدا میں سے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ کامیاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان کو دنیا و آخرت میں کسی قسم کی پریشانی، قلق، تکلیف، خوف اور گھبراہٹ کا سامنا نہیں ہوگا۔ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں عافیت عطا فرمائے اور ہمارا حشر (سید الانصار) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کردے۔''

(سير أعلام النّبلاء :1/290-291)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صلّٰى عَلٰى صَبِيٍّ أَوْ صَبِيَّةٍ فَقَالَ : لَوْ نَجَا أَحَدٌ مِّنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ لَنَجَا هٰذَا الصَّبِيُّ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بچے یا بچی کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا: قبر کی تنگی سے کوئی بچ سکتا ہوتا، تو یہ بچہ بچتا۔''

(الأوسط للطّبراني : 2753، المَطالب العالية لابن حَجَر : 4532، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

جواب: یہ حدیث منکر ہے، نیز اس کا مرسل ہونا راجح ہے۔

❀ اس حدیث کو علامہ ابن قیسرانی رحمہ اللہ نے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(ذخيرة الحفّاظ : 2/761)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَ النُّكْرُ .

''یہ حدیث منکر ہے۔''

(ميزان الاعتدال :1/372)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 468/3)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے بھی ''منکر'' کہا ہے۔

(عُمدة القاري : 116/2)

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مرسل ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 497/3، عِلَل الدّارقُطني : 43/12)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ صَبِيًّا دُفِنَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَوْ أَفْلَتَ أَحَدٌ مِّنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ لَأَفْلَتَ هٰذَا الصَّبِيُّ .

''ایک بچے کی تدفین کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر کے کھچاؤ سے کسی کی جاں خلاصی ہوسکتی ہوتی، تو اس بچے کی ہوتی۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 121/4، ح : 3858

جواب: سند ضعیف ہے۔ ثمامہ بن عبداللہ بن انس کا سیدنا براء بن عازب سے سماع ثابت نہیں ہوسکا۔

سوال: کیا غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے؟

جواب: غنیۃ الطالبین، شیخ عبد القادر جیلانی بن عبد اللہ بن جنکی دُوست رحمہ اللہ (488-561ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کی سند شیخ جیلانی رحمہ اللہ تک ''صحیح'' ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① محدثِ عراق عمر بن علی بن عمر قزوینی رحمہ اللہ (683-750ھ) فرماتے ہیں:

جَمِيعُ مُؤَلَّفَاتِ الْإِمَامِ الْعَارِفِ مُحْيِي الدِّينِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ ابْنِ أَبِي صَالِحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجِيلِيِّ، رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، كَكِتَابِ (الْغُنْيَةِ)، وَغَيْرِهٖ، مَعَ جَمِيعِ مَرْوِيَّاتِهٖ، أَرْوِيهَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، وَأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي السَّعَادَاتِ بْنِ مَنْصُورٍ الْأَنْبَارِيِّ الْخَطِيبِ، وَالْقَاضِي سُلَيْمَانَ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ أَحْمَدَ الْمَقْدِسِيِّ وَغَيْرِهِمْ إِجَازَةً، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ أَحْمَدَ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَارَسْتَانِيِّ كَذٰلِكَ، عَنِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلِيِّ كَذٰلِكَ.ح، وَبِرِوَايَةِ الْأَوَّلِ أَيْضًا، عَنْ نَقِيبِ النُّقَبَاءِ مَتِينِ الدِّينِ أَبِي الْقَاسِمِ هِبَةِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ ابْنِ الْمَنْصُورِ بِاللّٰهِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَغَيْرِهٖ، إِجَازَةً أَيْضًا، عَنِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ كَذٰلِكَ .

”شیخ، امام، عارف، محی الدین، ابومحمد، عبدالقادر بن ابی صالح بن عبداللہ جیلی رحمہ اللہ کی تمام تصانیف، مثلاً غنیۃ الطالبین وغیرہ اور ان کی تمام روایات میں درج ذیل سند سے بیان کرتا ہوں: میں اپنے اساتذہ ابوعبداللہ محمد بن عبد اللہ بن عمر بن ابوالقاسم، ابوبکر بن ابوالسعادات بن منصور انباری خطیب، قاضی سلیمان بن حمزہ بن احمد مقدسی وغیرہ سے اجازتاً بیان کرتا ہوں۔ وہ سب ابوالعباس احمد بن یعقوب بن عبداللہ مارستانی سے اسی طرح اجازتاً بیان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور وہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے اسی طرح۔ دوسری سند یوں ہے کہ میرے وہی تینوں اساتذہ امیر المومنین،نقیب النقباء ،متین الدین، ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن احمد بن عبدالقادر بن منصور باللہ وغیرہ سے اجازتاً روایت کرتے ہیں اور وہ شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔“

(مَشِيخة القزويني، ص 535)

اب اس سند کے تمام راویوں کی توثیق ملاحظہ فرمائیں:

(ا) علی بن عمر قزوینی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَافِظُ الْكَبِيرُ، مُحَدِّثُ الْعِرَاقِ، سِرَاجُ الدِّينِ.

”آپ بہت بڑے حافظ اور عراق کے محدث تھے۔ آپ کا لقب سراج الدین تھا۔“

(الدُّرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة: 4/211)

(ب) ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عمر بن ابوالقاسم بغدادی (707ھ) کے بارے میں خود قزوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلشَّيْخُ، الْعَالِمُ، رَشِيدُ الدِّينِ، الْمُقْرِئُ.

(مَشِيخة القزويني، ص 294)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامُ، الْعَالِمُ، الْمُحَدِّثُ، الصَّادِقُ، الْخَيِّرُ، بَقِيَّةُ السَّلَفِ، رَشِيدُ الدِّينِ، أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ، الْبَغْدَادِيُّ، الْمُقْرِئُ، الْمُحَدِّثُ، شَيْخُ الْمُسْتَنْصِرِيَّةِ.

(مُعجم الشّيوخ الكبير: 2/204)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(ج) خطیب ابوبکر انباری (710ھ) کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامُ، نَجْمُ الدِّينِ .

(العِبر في خَبَر مَن غَبَر : 26/4)

حافظ صفدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامُ، الْفَاضِلُ، نَجْمُ الدِّينِ .

(الوافي بالوفيّات : 99/17)

(د) اپنے شیخ سلیمان بن حمزہ بن احمد بن عمر قاضی (715ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ كَيِّسًا، مُتَوَاضِعًا، حَسَنَ الْأَخْلَاقِ، وَافِرَ الجَلَالَةِ، ذَا تَعَبُّدٍ، وَتَهَجُّدٍ، وَإِيثَارٍ .

”وہ دانا، متواضع، خوش اخلاق، جلیل القدر، عابد، تہجد گزار اور ایثار والے تھے۔“

(المعجم المختصّ بالمحدّثين، ص 105، مُعجم الشّيوخ الكبير :268/1)

حافظ صفدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلشَّيْخُ، الْإِمَامُ، الْمُفْتِي الْمَذْهَبِ، مُسْنِدُ الشَّامِ .

”وہ شیخ، امام، اپنے مذہب کے مفتی اور شام کے محدث تھے۔“

(الوافي بالوفيّات : 228/15)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْقَاضِي، الْمُسْنِدُ، الْمُعَمَّرُ، الرُّحْلَةُ .

”وہ قاضی تھے اور بڑی عمر کے محدث تھے۔ انہوں نے طلبِ علم میں بہت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

زیادہ سفر کیے۔''

(البِداية والنّهاية : 147/18)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مُسْنِدُ الْمِصْرِ، وَكَانَ جَيِّدَ الْإِيرَادِ لِدُرُوسِهِ .

''مصر کے محدث تھے اور اپنے اسباق بخوبی پڑھاتے تھے۔''

(الدُّرر الكامنة : 241/2، وفي نسخة : 285/2، الرقم : 1837)

(ھ) ابو العباس احمد بن یعقوب بن عبد اللہ مارستانی (639ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلشَّيْخُ، الْمُسْنِدُ، وَكَانَ صَالِحًا، خَيِّرًا، مُعَمَّرًا، وَسَمَاعُهُ صَحِيحٌ، وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا .

''وہ شیخ اور محدث تھے۔ بڑی عمر کے نیک اور دین دار شخص تھے۔ ان کا سماع صحیح تھا اور وہ پرہیز گار آدمی تھے۔''

(سِير أعلام النبلاء : 23/77-78)

حافظ ابن نقطہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ مِنْهُ، وَسَمَاعُهُ صَحِيحٌ، وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا .

''میں نے اس سے احادیث سنی ہیں۔ اس کا سماع صحیح ہے اور یہ نیک شخص تھا۔''

(تاريخ الإسلام للذّهبي : 285/14)

(و) ابو القاسم ہبۃ اللہ بن احمد بن عبد القادر بن منصور کے بارے میں قزوینی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَقِيبُ النُّقَبَاءِ، مَتِينُ الدِّينِ .

(مشيخة القزويني، ص 535)

یوں یہ ساری سند بالکل صحیح ہے اور اس سند سے غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ سے ثابت ہے۔ والحمد للہ!

② حافظ ذہبی رحمہ اللہ، احمد بن مطیع ابو العباس باجسرائی (621ھ) کے بارے میں لکھتے ہیں:

صَحِبَ الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِ كِتَابَ [الْغُنْيَةِ] تَصْنِيفَهُ .

''وہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے پاس رہے اور ان پر ان کی تصنیف غنیۃ الطالبین پڑھی۔''

(تاريخ الإسلام : 662/13، ت بشار)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ بھی غنیۃ الطالبین کو شیخ جیلانی رحمہ اللہ ہی کی تصنیف سمجھتے تھے۔

③ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی غنیۃ الطالبین کو شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

(الفتاوى الحمويّة : 477، بيان تلبيس الجهميّة : 214/1)

④ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ صَنَّفَ كِتَابَ [الْغُنْيَةِ]، وَ[فُتُوحِ الْغَيْبِ] .

''شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب نامی کتابیں تصنیف کی ہیں۔''

(البِداية والنّهاية : 420/16)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ كِتَابُ [الْغُنْيَةِ لِطَالِبِي طَرِيقِ الْحَقِّ]، وَهُوَ مَعْرُوفٌ .

''آپ کی کتاب الغنیۃ لطالبی طریق الحق معروف ہے۔''

(ذیل طبقات الحنابلۃ : 2/198-199)

نیز فرماتے ہیں:

لِلشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى كَلَامٌ حَسَنٌ فِي التَّوْحِيدِ، وَالصِّفَاتِ، وَالْقَدَرِ، وَفِي عُلُومِ الْمَعْرِفَةِ مُوَافِقٌ لِّلسُّنَّةِ،......... وَكَانَ مُتَمَسِّكًا فِي مَسَائِلِ الصِّفَاتِ، وَالْقَدَرِ، وَنَحْوِهِمَا بِالسُّنَّةِ، بَالِغًا فِي الرَّدِّ عَلٰى مَنْ خَالَفَهَا، قَالَ فِي كِتَابِهِ [الْغُنْيَةِ] الْمَشْهُورِ : وَهُوَ بِجِهَةِ الْعُلُوِّ مُسْتَوٍ عَلَى الْعَرْشِ، مُحْتَوٍ عَلَى الْمُلْكِ مُحِيطٌ عِلْمُهٗ بِالْاَشْيَاءِ : ﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ﴾(فاطر 35 : 10)، ﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾(السجدة 32 : 5)، وَلَا يَجُوزُ وَصْفُهٗ بِأَنَّهٗ فِي كُلِّ مَكَانٍ، بَلْ يُقَالُ : إِنَّهٗ فِي السَّمَاءِ عَلَى الْعَرْشِ، كَمَا قَالَ : ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰهٰ20: 5)، وَذَكَرَ آيَاتٍ وَّاَحَادِيثَ، إِلٰى أَنْ قَالَ : وَيَنْبَغِي إِطْلَاقُ صِفَةِ الِاسْتِوَاءِ مِنْ غَيْرِ تَاْوِيلٍ، وَأَنَّهٗ اسْتِوَاءُ الذَّاتِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الْعَرْشِ، قَالَ : وَكَوْنُهٗ عَلَى الْعَرْشِ مَذْكُورٌ فِي كُلِّ كِتَابٍ أُنْزِلَ عَلٰى كُلِّ نَبِيٍّ أُرْسِلَ، بِلَا كَيْفٍ، وَذَكَرَ كَلَامًا طَوِيلًا، وَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا فِي سَائِرِ الصِّفَاتِ ....

’’شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے توحید، صفاتِ باری تعالیٰ، قضاء وقدر اور علومِ معرفت کے بارے میں سنت کے موافق گفتگو فرمائی ہے۔ آپ رحمہ اللہ صفاتِ باری تعالیٰ اور تقدیر وغیرہ کے مسائل میں سنت کو لازم پکڑتے تھے اور مخالفینِ سنت کا سختی سے ردّ فرماتے تھے۔۔۔ آپ نے اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے۔ وہ تمام کائنات پر حاوی ہے اور اس کا علم تمام اشیاء کو محیط ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ﴾ (فاطر 35 : 10)، نیز فرمایا: ﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾ (السجدة 32 : 5)۔ اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ ہونے کا عقیدہ رکھنا حرام ہے، عقیدہ یہ رکھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰهٰ 20: 5)۔ شیخ رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر اور بھی کئی آیات واحادیث ذکر کی ہیں۔ پھر آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی صفتِ استواء کو بغیر تاویل کے تسلیم کیا جائے گا۔ یہ عرش پر ذاتِ باری تعالیٰ کا استواء ہے۔ شیخ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جیلانی رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہونا ہر مرسل نبی پر نازل شدہ کتاب میں درج ہے۔اس کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی گئی۔ پھر شیخ نے لمبی بحث کی ہے۔اسی طرح انہوں نے باقی صفات کے بارے میں بھی کتاب و سنت کے مطابق بات کی ہے......"

(ذيل طَبَقات الحنابلة : 2/199-200)

⑥،⑦ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (اجتماع الجُيُوش : 2/227)اور علامہ مرداوی رحمہ اللہ (الإنصاف : 3/73)نے بھی غنیۃ الطالبین کو شیخ رحمہ اللہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔

⑧ ابن مفلح مقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ فِي الْغُنْيَةِ .

"شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے۔"

(الآداب الشرعيّة :1/107)

⑨ حافظ سیوطی رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد سفیری رحمہ اللہ (956ھ) کہتے ہیں:

قَدْ قَالَ الْعَارِفُ بِاللّٰهِ الرَّبَّانِيُّ، سَيِّدِي عَبْدُ الْقَادِرِ الْكَيْلَانِيُّ فِي كِتَابِهٖ [الْغُنْيَةِ].

"عارف باللہ ربانی،سیدی عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے۔"

(شرح البخاري : 2/100)

⑩ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ (942ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الْكِيلَانِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَنَفَعَ بِهٖ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي كِتَابِ [الْغُنْيَةِ] .

”شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے۔“

(سُبُل الهُدٰى : 282/7)

⑪ علامہ ابن عماد رحمہ اللہ (1089ھ) لکھتے ہیں:

الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيلِيُّ الزَّاهِدُ، صَاحِبُ [الْغُنْيَةِ] .

”شیخ زاہد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ جنہوں نے غنیۃ الطالبین کتاب تصنیف کی ہے۔“

(شَذَرات الذَّهَب : 45/6)

⑫ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ (974ھ) نے بھی غنیۃ الطالبین کو شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

(الفَتاوى الحديثيّة : 145)

⑬ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (1014ھ) لکھتے ہیں:

وَقَعَ فِي [الْغُنْيَةِ] لِلْقُطْبِ الرَّبَّانِيِّ السَّيِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيِّ أَنَّهُ لَمَّا ذَكَرَ الْفِرَقَ الضَّالَّةَ، قَالَ : وَأَمَّا الْحَنَفِيَّةُ، فَفِرْقَةٌ مِّنَ الْمُرْجِئَةِ، وَهُمْ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ نُعْمَانَ بْنِ ثَابِتٍ .

”قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں گمراہ فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ احناف جو کہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے اصحاب ہیں، وہ (گمراہ فرقے) مرجیہ کا ایک گروہ ہیں۔“

(شرح مُسند أبي حنيفة : 454، مِرقاة المَفاتيح : 1501/4، ح : 2199)

اس کتاب کے مزید نام بھی مذکور ہیں، جیسا کہ علامہ یوسف بن حسن بن احمد بن عبدالہادی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دمشقی صالحی(معجم الکتب : 91)، **علامہ چلپی**(کشف الظّنون : 1211/2)، **علامہ زرکلی**(الأعلام : 47/4) **اور علامہ ابن رجب** رحمہم اللہ (ذیل طبقات الحنابلة : 2/198-199) **نے اسے شیخ جیلانی** رحمہ اللہ **کی کتابوں میں ذکر کرتے ہوئے اس کا نام** اَلْغُنْیَةُ لِطَالِبِي طَرِیقِ الْحَقِّ **یا** اَلْغُنْیَةُ لِطَالِبِ طَرِیقِ الْحَقِّ **ذکر کیا ہے۔حافظ سخاوی** رحمہ اللہ **نے** اَلْبُغْیَةُ فِي تَخْرِیجِ أَحَادِیثِ الْغُنْیَةِ لِلْجِیلِيِّ **نام سے کتاب لکھی ہے۔**

ہم انہی حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔منصف مزاج کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ غنیۃ الطالبین، شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ **سے تواتر سے ثابت ہے۔اس کا انکار کوئی معنی نہیں رکھتا۔**

ہمارے مطابق دنیا میں سب سے پہلے علامہ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی (1052ھ) نے اس کتاب کے شیخ جیلانی رحمہ اللہ **کی تصنیف ہونے کا انکار کیا۔**

❁ **ان کے ردّ میں علامہ عبد الحیٔ لکھنوی حنفی** رحمہ اللہ **(1304ھ) لکھتے ہیں:**

...... أَمَّا أَوَّلًا، فَلِأَنَّ نِسْبَتَهَا إِلَیْهِ مَذْکُورَةٌ فِي کُتُبِ ابْنِ حَجَرٍ وَّغَیْرِهٖ، مِنَ الْأَکَابِرِ، فَإِنْکَارُ کَوْنِهَا مِنْ تَصَانِیفِهَا غَیْرُ مَقْبُولٍ عِنْدَ الْأَوَاخِرِ .

”یہ دعویٰ کئی وجوہ سے مردود ہے، سب سے پہلے تو اس وجہ سے کہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ **کی طرف غنیۃ الطالبین کی نسبت حافظ ابن حجر** رحمہ اللہ **وغیرہ جیسے اکابر اہل علم کی کتب میں مذکور ہے، لہٰذا متاخرین کی طرف سے اس کا انکار قابل التفات نہیں......۔“**

(الرّفع والتّکمیل، ص 380)

❁ **جناب احمد رضا خان بریلوی صاحب (1921ء) لکھتے ہیں:**

”محدث دہلوی کا تو خیال ہے کہ عبد القادر جیلانی کی تصنیف ہی نہیں، مگر یہ نفی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مجرد ہے (فقط نفی ہے، اس پر کوئی دلیل نہیں، از ناقل)۔''

(فتاویٰ رضویہ:222/29)

❀ جناب احمد یار خان بدایونی بریلوی صاحب (1971ء) لکھتے ہیں:

''حضور غوث پاک غنیۃ الطالبین جلد دوم، ص:48 میں فرماتے ہیں۔۔۔''

(تفسیر نعیمی، پارہ سوم، ص:617، تحت آیت آل عمران 55:3)

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۹۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا آگ سے پکی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: شروع اسلام میں آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو لازم تھا۔ بعد میں منسوخ ہو گیا، اس بارے میں تفصیل ملاحظہ ہو؛

❁ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

اَلْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ .

”آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو ہے۔“

(صحيح مسلم :351)

اس میں اور اس سے معارض روایات میں تطبیق یہ ہے کہ بعض اہل علم کے مطابق یہ استحباب پر محمول ہے اور بعض کے نزدیک منسوخ ہے۔

❁ سیدنا عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّينَ الَّتِي يَحْتَزُّ بِهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہاتھ میں پکڑ کر بکری کی چانپ کھا رہے ہیں، تو آپ ﷺ کو نماز پڑھانے کیلئے بلایا گیا۔ آپ نے چانپ اور چھری، جس سے کھا رہے تھے، کو وہیں رکھا اور نماز پڑھانے چلے گئے، کھڑے ہوئے، نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔“

(صحيح البخاري : 5408، صحيح مسلم : 355)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ.

”رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آخری امر یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا چھوڑ دیا تھا۔“

(سنن أبي داود : 192، سنن النّسائي : 185، سندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (24) امام ابن خزیمہ (43) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (1134) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

”رسول اللہ ﷺ نے بکری کی چانپ کھائی، پھر نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔“

(صحيح مسلم : 354)

❁ سیدنا سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ أَكَلَ لَحْمًا فَلْيَتَوَضَّأْ . ”جو گوشت کھائے، وضو کرے۔“

(مسند الإمام أحمد : 180/4، وسندهٗ حسنٌ)

دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گوشت کھانے کے بعد وضو مستحب ہے۔

❁ عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّهٗ وَجَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى الْمَسْجِدِ، فَقَالَ : إِنَّمَا أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ .

”انہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا، فرمایا: میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں، اسی لئے وضو کرتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: آگ پر پکائے ہوئے سے وضو کرو۔“

(صحيح مسلم : 352)

❁ سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَرَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ : أَتَدْرِي مِمَّا أَتَوَضَّأُ؟ قَالَ : لَا، قَالَ : أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : مَا أُبَالِي مِمَّا تَوَضَّأْتَ، أَشْهَدُ لَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ لَحْمٍ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَمَا تَوَضَّأَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، انہوں نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ میں کیوں وضو کر رہا ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ کہا: میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں، اس لیے وضو کر رہا ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: مجھے اس سے کیا کہ آپ کس چیز کی وجہ سے وضو کر رہے ہیں، میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کی چانپ کھائی، پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، وضو نہیں کیا۔“

(مسند الإمام أحمد : 3464، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ:

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ : إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ، وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ قَالَ : أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ قَالَ : نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ .

”ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا ہم بکریوں کے گوشت سے وضو کریں؟ فرمایا: اگر چاہیں، تو وضو کر لیں، چاہیں، تو نہ کریں، عرض کیا: کیا اونٹ کے گوشت سے وضو کریں؟ فرمایا: ہاں، اونٹ کے گوشت سے وضو کریں۔“

(صحيح مسلم : 360)

حدیث اَلْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ عام ہے اور حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ خاص ہے۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، خواہ کچا ہو یا آگ پر پکا ہوا ہو۔

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كُنَّا نَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ، وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ .

”ہم اونٹوں کے گوشت سے وضو کیا کرتے تھے، بکریوں کے گوشت کھانے سے وضو نہیں کیا کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/45 وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) لکھتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ الْيَوْمَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتِلَافًا فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ إِلَّا الْوُضُوءَ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ خَاصَّةً .

”میرے علم کے مطابق آج اہل علم میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آگ پر پکائی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ صرف اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹتا ہے۔“

(الأوسط :1/223)

❀ علامہ دمیری (808ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُ الْمُخْتَارُ الْمَنْصُورُ مِنْ جِهَةِ الدَّلِيلِ .

اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو ٹوٹنے والا مؤقف دلیل کے اعتبار سے زیادہ مضبوط ہے۔“

(حياة الحَيوان :1/280)

❀ علامہ عبدالحئی لکھنوی (1304ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ مَذْهَبٌ قَوِيٌّ مِنْ حَيْثُ الدَّلِيلِ .

”یہ دلیل کے اعتبار سے قوی مذہب ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(التّعليق المُمَجّد، ص 60)

سوال: چھوٹا بچہ کپڑوں پر پیشاب کردے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب بچے کی غذا صرف اور صرف ماں کا دودھ ہو، تو کپڑے پر چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

❁ سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ، لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ، إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِهٖ، فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ .

''میں اپنا چھوٹا بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی، جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا، اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوایا اور متاثرہ جگہ پر چھینٹے مار دیئے، دھویا نہیں۔''

(صحيح البخاري : 223، صحيح مسلم : 287)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ، فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا، تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا۔''

(صحيح البخاري : 222، صحيح مسلم : 286)

❁ سیدنا ابو السمح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُ أَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ : وَلِّنِي قَفَاكَ، فَأُوَلِّيهِ قَفَايَ فَأَسْتُرُهُ بِهِ، فَأُتِيَ بِحَسَنٍ، أَوْ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَبَالَ عَلٰى صَدْرِهِ فَجِئْتُ أَغْسِلُهُ فَقَالَ : يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ، وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ.

''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، جب آپ غسل کا ارادہ کرتے، تو مجھے فرماتے: اپنی پیٹھ میری طرف کرلیں، میں اپنی پیٹھ سے آپ ﷺ کو پردہ کردیتا۔ ایک دفعہ سیدنا حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو لایا گیا، انہوں نے آپ کے سینہ اطہر پر پیشاب کردیا، میں اس کو دھونے کے لئے آگے بڑھا، تو آپ نے فرمایا: بچی کے پیشاب سے (کپڑے کو) دھویا جاتا ہے، جبکہ بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔''

(سنن أبي داود : 376، سنن النّسائي : 225، سنن ابن ماجه : 526، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام بخاری (التلخیص الحبیر لابن حجر: 1/186) نے ''حسن''، امام ابن خزیمہ (283 ھ)، امام حاکم (1/166)، حافظ ذہبی اور علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم: 1/546) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ صِحَّتُهٗ.

''اس کا صحیح ہونا حق ہے۔''

(البدر المُنير :1/533)

❁ سیدنا ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى بَطْنِهٖ أَوْ عَلٰى صَدْرِهٖ حَسَنٌ أَوْ حُسَيْنٌ، فَبَالَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَوْلَهٗ أَسَارِيعَ فَقُمْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: دَعُوهُ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ.

''میں رسول اللہ ﷺ کے یہاں بیٹھا تھا اور آپ کے پیٹ یا سینے پر سیدنا حسن یا حسین بیٹھے تھے، انہوں نے پیشاب کر دیا، میں نے ان کے پیشاب کی دھاریاں دیکھیں، ہم دھونے کے لیے آگے بڑھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: رہنے دیجئے، پھر پانی منگوایا اور اس پر چھینٹے لگا دیے۔''

(مسند الإمام أحمد: 348/4، شرح مَعاني الأثار للطّحاوي: 94/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَالَ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: الْبَسْ ثَوْبًا وَأَعْطِنِي إِزَارَكَ حَتّٰى أَغْسِلَهٗ، قَالَ: إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثٰى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ.

''سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھے، تو انہوں نے پیشاب کر دیا، میں نے عرض کیا: کپڑا پہن لیجئے اور اپنی تہبند مجھے دے دیجئے، میں اسے دھو دیتی ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: دھویا تو بچی کے پیشاب سے جاتا ہے، بچے کے پیشاب سے چھینٹے مارے جاتے ہیں۔''

(سنن أبي داود: 375، سنن ابن ماجه: 522، 3923، شرح مَعاني الأثار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

للطّحاوي :94/1 وسندهٗ حسنٌ مّتّصلٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (282ھ) اور امام حاکم رحمہ اللہ (166/1) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

اس حدیث کا ایک شاہد مسند احمد (339/6، وسندہٗ صحیح) میں آتا ہے۔

❁ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَضَتِ السُّنَّةُ بِأَنْ لَا يُغْسَلَ مِنْ بَوْلِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَأْكُلَ الطَّعَامَ، فَإِذَا أَكَلَ الطَّعَامَ غُسِلَ مِنْ بَوْلِهٖ .

''یہ سنت چلی آرہی ہے کہ بچے کے پیشاب سے دھویا نہیں جاتا، یہاں تک کہ وہ کھانا کھانے لگ جائے، جب کھانا کھانے لگ جائے، تو اس کے پیشاب سے بھی دھویا جائے گا۔'' (صحيح ابن حِبّان : 210/4، وسندهٗ حسنٌ)

الحاصل:

جب بچے کی غذا صرف اور صرف ماں کا دودھ ہو، تو اس کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔ بعض کا یہ کہنا کہ بچے کے پیشاب پر پانی بہادیا جائے گا، احادیث کے الفاظ ان کا رد کرتے ہیں۔ صب کا معنی نضح ہے۔ چھینٹے مارنا، نہ کہ پانی بہانا، یعنی غسل خفیف، کیوں کہ الرش، النضح اور الصب یہ تینوں الفاظ الغسل کے مقابلہ میں آئے ہیں، لہٰذا یہاں دھونا مراد نہیں، بلکہ چھینٹے مارنا ہے۔ فہم محدثین بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

سوال: حوض کوثر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا حوض حق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، صحیح اور متواتر احادیث میں اس کا ثبوت موجود ہے، خارجی اور بعض معتزلہ اس کے منکر ہیں، جہاں لوگ حساب و کتاب کے لیے کھڑے ہوں، وہیں ساقی کوثر ﷺ کا حوض ہو گا، یہ آپ کا خاصہ ہے، کسی اور نبی کا حوض نہیں ہوگا، اس کے متعلق مروی روایت ضعیف ہے، دراصل یہ جنت کا پانی ہوگا، جس سے مومنوں کی میزبانی ہوگی، اس کی مسافت ایک مہینے کی ہوگی، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، اس کی بُو کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگی، اس کے آب خورے سونے اور چاندی کے ہوں گے، جن کی گنتی آسمان کے ستاروں کے مانند ہوگی، جو اُس سے پی لے گا، اُسے کبھی پیاس نہیں لگے گی، اللہ تعالیٰ جنت میں بھی نبی کریم کو حوض عطا فرمائیں گے، جس کا نام ''الکوثر'' ہوگا، اس کے اوصاف بھی یہی ہوں گے، حوض سے صرف مومنین پئیں گے، جبکہ بدعتی اور ظالم اس کی طرف لپکیں گے تو انہیں روک دیا جائے گا، جو بھی اس کا منکر ہوگا، وہ اس سے محروم ہوگا، ان شاءاللہ!

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾(الکوثر: 1)

''(اے نبی!) ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ، مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ، وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا .

''میرے حوض کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے، اس کا پانی دودھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ سفید ہے، اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ عمدہ ہے، اس کے برتن (تعداد اور چمک میں) آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔ جو حوض سے پی لے گا، اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔''

(صحيح البخاري : 6579، صحيح مسلم : 2292)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں:

''حوض محمدی کے متعلق وارد ہونے والی احادیث کا ذکر، یہ مشہور احادیث ہیں اور ان کے طرق متعدد ہیں، بہت زیادہ ہیں۔ اگرچہ اہل بدعت کے ناک خاک آلود ہو جائیں، جو لوگ حوض کا انکار کرتے ہیں، ان کے لائق تو یہی ہے کہ ان کو حوض سے دور کر دیا جائے، جیسا کہ بعض سلف فرما گئے ہیں: جو کرامت کی تکذیب کرتا ہے، وہ اس کرامت کا حق دار نہیں بن سکتا، اگر منکرین حوض ان احادیث سے واقف ہو جائیں، جو ہم عن قریب سامنے لا رہے ہیں، تو وہ ایسی بات کبھی نہ کہیں۔''

(النّهاية في الفتن والملاحم :1/374)

شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) نقل کرتے ہیں:

مِمَّا يَجِبُ عَلٰى كُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَعْلَمَهٗ وَيُصَدِّقَ بِهٖ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى قَدْ خَصَّ نَبِيَّهٗ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَوْضِ الْمُصَرَّحِ بِاسْمِهٖ وَصِفَتِهٖ وَشَرَابِهٖ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ الشَّهِيرَةِ الَّتِي يَحْصُلُ بِمَجْمُوعِهَا الْعِلْمُ الْقَطْعِيُّ إِذْ رَوٰى ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّحَابَةِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نَيِّفٌ عَلَى الثَّلَاثِينَ مِنْهُمْ فِي الصَّحِيحَيْنِ مَا يُنِيفُ عَلَى الْعِشْرِينَ وَفِي غَيْرِهِمَا بَقِيَّةُ ذٰلِكَ مِمَّا صَحَّ نَقْلُهُ وَاشْتُهِرَتْ رُوَاتُهُ ثُمَّ رَوَاهُ عَنِ الصَّحَابَةِ الْمَذْكُورِينَ مِنَ التَّابِعِينَ أَمْثَالُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَضْعَافُ أَضْعَافِهِمْ وَهَلُمَّ جَرًّا وَأَجْمَعَ عَلٰى إِثْبَاتِهِ السَّلَفُ وَأَهْلُ السُّنَّةِ مِنَ الْخَلَفِ وَأَنْكَرَتْ ذٰلِكَ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُبْتَدِعَةِ وَأَحَالُوهُ عَلٰى ظَاهِرِهِ وَغَلَوْا فِي تَأْوِيلِهِ مِنْ غَيْرِ اسْتِحَالَةٍ عَقْلِيَّةٍ وَّلَا عَادِيَّةٍ تَلْزَمُ مِنْ حَمْلِهِ عَلٰى ظَاهِرِهِ وَحَقِيقَتِهِ وَلَا حَاجَةَ تَدْعُو إِلٰى تَأْوِيلِهِ فَخَرَقَ مَنْ حَرَّفَهُ إِجْمَاعَ السَّلَفِ وَفَارَقَ مَذْهَبَ أَئِمَّةِ الْخَلَفِ قُلْتُ أَنْكَرَهُ الْخَوَارِجُ وَبَعْضُ الْمُعْتَزِلَةِ.

”ہر مکلّف پر اس بات کا جان لینا اور اس کی تصدیق کرنا واجب ہے کہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کو خصوصی حوض عطا فرمایا ہے، صحیح احادیث میں اس کا نام، اس کی صفات اور اس کے پانی کا ذکر موجود ہے، یہ احادیث اتنی مشہور ہیں کہ ان سے علم قطعی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ احادیث تقریباً تیس صحابہ نے بیان کی ہیں، بیس ان میں سے بخاری و مسلم میں بھی ہیں اور باقی دوسری کتابوں میں، جن کی سندیں صحیح ہیں، پھر اس کے بعد اتنے ہی تابعین نے بیان کیا، پھر اس سے زیادہ بلکہ دوگنے راویوں نے بیان کیں، اسی طرح بات آگے چلتی چلی گئی۔ اس بات پر سلف اور اہل سنت کا اجماع ہے، بعد میں پھر اہل بدعت نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس کا انکار کیا اور اس کی ایسی تاویلات کیں کہ جو بنتی ہی نہ تھیں، غیر عقلی تاویلات، ان کی تاویلات کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس کا انکار بعض خوارج اور معتزلہ نے کیا ہے۔''

(فتح الباري: 467/11)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (463ھ) لکھتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ فِي حَوْضِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاتِرَةٌ صَحِيحَةٌ ثَابِتَةٌ كَثِيرَةٌ وَالْإِيمَانُ بِالْحَوْضِ عِنْدَ جَمَاعَةِ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَاجِبٌ وَالْإِقْرَارُ بِهٖ عِنْدَ الْجَمَاعَةِ لَازِمٌ وَّقَدْ نَفَاهُ أَهْلُ الْبِدَعِ مِنَ الْخَوَارِجِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَأَهْلِ الْحَقِّ عَلَى التَّصْدِيقِ بِمَا جَاءَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''حوض کے متعلق وارد ہونے والی احادیث علما کے نزدیک متواتر ہیں، ان کا اقرار کرنا لازم ہے، اہل بدعت از قسم خوارج اور معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے اور اہل حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تصدیق کرتے ہیں۔''

(التمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد: 291/2)

قاضی عیاض رحمہ اللہ (544ھ) لکھتے ہیں:

حَدِيثُ الْحَوْضِ صَحِيحٌ، وَالْإِيمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ، وَالتَّصْدِيقُ بِهٖ مِنَ الْإِيمَانِ، وَهُوَ عَلٰى وَجْهِهٖ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، لَا يُتَأَوَّلُ وَلَا يُحَالُ عَنْ ظَاهِرِهٖ، خِلَافًا لِّمَنْ لَّمْ يَقُلْ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُبْتَدِعَةِ الْبَاقِينَ لَهٗ، وَالْمُحَرِّفِينَ لَهٗ بِالتَّأْوِيلِ عَنْ ظَاهِرِهٖ، وَهُوَ حَدِيثٌ ثَابِتٌ مُّتَوَاتِرُ النَّقْلِ، رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''حوض کی حدیث صحیح ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے، اس کی تصدیق کرنا ایمان کا حصہ ہے، اہل سنت کے ہاں یہ احادیث اپنے ظاہر پر ہیں، ان کی تاویل نہیں کی جاسکتی اور نہ ان کو اپنے ظاہر سے ہٹایا جا سکتا ہے، اس کے برعکس اہل بدعت اس کی تحریف کرتے ہوئے تاویل کرتے ہیں، یہ حدیث ثابت ہے اور نقل کے اعتبار سے متواتر ہے، اس کو صحابہ کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔''

(إكمال المعلم بفوائد مسلم : 260/7)

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (792ھ) لکھتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الْوَارِدَةُ فِي ذِكْرِ الْحَوْضِ تَبْلُغُ حَدَّ التَّوَاتُرِ، رَوَاهَا مِنَ الصَّحَابَةِ بِضْعٌ وَثَلَاثُونَ صَحَابِيًّا .

''حوض کے ذکر پر مشتمل احادیث متواتر ہیں، ان کو تیس سے زیادہ صحابہ نے بیان کیا ہے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 227)

علامہ عراقی رحمہ اللہ (806ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ إِثْبَاتُ حَوْضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهٗ حَوْضٌ حَقِيقِيٌّ عَلٰى ظَاهِرِهٖ مَخْلُوقٌ مَوْجُودٌ الْيَوْمَ وَهُوَ كَذٰلِكَ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ لَا يَتَأَوَّلُونَهٗ وَيَجْعَلُونَ الْإِيمَانَ بِهٖ فَرْضًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَحَادِيثُهُ قَدْ بَلَغَتِ التَّوَاتُرَ .

”اس میں رسول اللہ ﷺ کے حوض کا اثبات ہے، یہ ایک حقیقی حوض ہے، اس کو ظاہر پر رکھا جائے گا، آج کے دن یہ ایک مخلوق ہے اور موجود ہے، اہل سنت کے ہاں اس کی یہی صفت ہے، وہ اس کی تاویل نہیں کرتے بلکہ اس پر ایمان کو فرض قرار دیتے ہیں، حوض کی احادیث تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔“

(طرح التّثريب في شرح التقريب : 296/3)

علامہ عینی حنفی (855ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِمَّا كَادَ أَنْ يَّبْلُغَ مَبْلَغَ الْقَطْعِ وَالتَّوَاتُرِ عَلٰى رَأْيِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ يَجِبُ الْإِيمَانُ بِهٖ فِيمَا حَكَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ .

”یہ حدیث علما کی ایک جماعت کی رائے کے مطابق قطعی اور متواتر ہے، جس پر ایمان واجب ہے۔ یہ بات کئی لوگوں نے بیان کی ہے۔“

(عمدة القاري : 210/12، 3/20، 135/23)

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 1196، صحيح مسلم : 1391)

② سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 3163)

③ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 3792، صحيح مسلم : 1845)

④ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 4042، صحيح مسلم : 2296)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

⑤ سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم مدنی رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 4330، صحيح مسلم :1061)

⑥ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 6576، صحيح مسلم : 2297)

⑦ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 6577، صحيح مسلم : 2299)

⑧ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 6583، صحيح مسلم : 229)

⑨ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت۔

(صحيح البخاري : 6586)

⑩ سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري :6591، صحيح مسلم : 2298)

⑪ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

(صحيح البخاري : 6593، صحيح مسلم : 2294)

⑫ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما

(صحيح البخاري : 6579، صحيح مسلم : 2292)

⑬ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 1822)

⑭ سیدنا جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 2289)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۱۵ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(صحيح مسلم : 2294)

۱۶ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

(صحيح مسلم : 2295)

۱۷ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 2300)

۱۸ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم :2301)

۱۹ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 248)

۲۰ سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 2298)

۲۱ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

(المعجم الكبير للطبراني :125/11، وسندهٗ حسنٌ)

۲۲ سیدنا عتبہ بن عبید سلمی رضی اللہ عنہ

(المعجم الكبير للطبراني : 125/17، وسندهٗ حسنٌ)

۲۳ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

(مسند الإمام أحمد : 372-371/4، وسندهٗ حسنٌ)

۲۴ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

(مسند الإمام أحمد : 384/3، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۵ سیدنا بریدہ بن خصیب اسلمی رضی اللہ عنہ

(النّهاية لابن كثير :308/1، نقلًا عن مسند أبي يعلىٰ، وسندهٗ حسنٌ)

۲۶ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(مسند الإمام أحمد :5-4/1، صحيح ابن حبان : 6476، صحيح أبي عوانة : 443، كتاب التّوحيد لابن خزيمة : 736/2، وسندهٗ حسنٌ)

۲۷۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

(تفسير ابن كثير : 485/5، نقلًا عن مسند أبي يعلىٰ، وسندهٗ حسنٌ)

۲۸۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

(صحيح ابن حبان : 6594، وسندهٗ حسنٌ)

۲۹۔ سیدنا صنابح احمسی رضی اللہ عنہ

(مسند الإمام أحمد : 351/4، وسندهٗ صحيحٌ)

۳۰۔ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ

(مسند الإمام أحمد : 243/4، وسندهٗ صحيحٌ)

نوٹ :

اس مضمون کی دیگر روایات بھی موجود ہیں، مذکورہ بالا تقریبا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی روایات کئی کئی سندوں سے موجود ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) نے کوثر کے بارے میں احادیث کو متواتر کہا ہے۔

(تفسير ابن كثير : 502/8)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) نے حوض سے متعلق احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

(النكت على صحيح البخاري : 215/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ ھ) نے حوض کی احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

(مَناهل الصّفا، ص 105)

عبد السلام بن ابی حازم ابوطالوت بیان کرتے ہیں:

شَهِدْتُ أَبَا بَرْزَةَ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ، فَحَدَّثَنِي فُلَانٌ سَمَّاهُ مُسْلِمٌ وَكَانَ فِي السِّمَاطِ فَلَمَّا رَآهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدِيَّكُمْ هٰذَا الدَّحْدَاحُ، فَفَهِمَهَا الشَّيْخُ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَحْسَبُ أَنِّي أَبْقٰى فِي قَوْمٍ يُعَيِّرُونِي بِصُحْبَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ: إِنَّ صُحْبَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ زَيْنٌ غَيْرُ شَيْنٍ، قَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِأَسْأَلَكَ عَنِ الْحَوْضِ، سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ فِيهِ شَيْئًا؟ فَقَالَ لَهٗ أَبُو بَرْزَةَ: نَعَمْ لَا مَرَّةً، وَّلَا ثِنْتَيْنِ، وَلَا ثَلَاثًا، وَلَا أَرْبَعًا، وَّلَا خَمْسًا، فَمَنْ كَذَّبَ بِهٖ فَلَا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ مُغْضَبًا.

''میں نے سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس گئے، مجھے فلاں نے بیان کیا، یعنی مسلم نے، جو کہ مسلم ایک صف میں کھڑے تھے۔ سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو جب عبید اللہ نے دیکھا، تو کہنے لگا: یہ تمہارا چھوٹے قد کا محمدی ہے۔ تو شیخ اس کی بات سمجھ گئے، تو فرمانے لگے: مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں ایک ایسی قوم میں موجود ہوں گا، جو مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پر عار دلائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے۔تو عبید اللہ ان سے کہنے لگا: محمد ﷺ کی صحبت آپ کے لئے زینت ہے، کوئی عیب نہیں۔ میں نے آپ کی طرف اس لئے ان کو بھیجا تھا کہ یہ آپ سے حوض کے متعلق پوچھ لیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کچھ فرمایا؟ فرمایا: ہاں اور یہ ایک دو تین یا چار پانچ دفعہ نہیں فرمایا، بلکہ اس سے بھی زیادہ دفعہ فرمایا: جو اس کی تکذیب کرتا ہے، اللہ اس کو حوض سے پانی نہ پلائے، یہ کہا اور غصے سے باہر نکل گئے۔"

(مسند الإمام أحمد : 421/4، سنن أبي داود : 4749، وسندهٗ حسنٌ)

اس روایت کے بہت سے شواہد بھی ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَلْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ : قُلْتُ لِسَعِيدٍ : إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهٗ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ : النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ .

"کوثر وہ خیر کثیر ہے، جو اللہ نے آپ ﷺ کو دے دی ہے، ابو بشر کہتے ہیں: میں نے سعید سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے، سعید فرمانے لگے: جنت کی نہر ہی تو وہ خیر ہے، جو اللہ نے آپ کو دے دی ہے۔"

(صحيح البخاري : 6578)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھ سے حوض کا جام پلائے، آمین یا رب العالمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۹۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: عورتوں کا ختنہ کرنے کے متعلق روایات کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: عورتوں کے ختنہ کے بارے میں کئی روایات مروی ہیں، وہ ساری کی ساری ضعیف وغیر ثابت ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

❀ سیدہ اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَخْتِنُ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَنْهِكِي فَإِنَّ ذٰلِكَ أَحْظٰى لِلْمَرْأَةِ، وَأَحَبُّ إِلَى الْبَعْلِ .

”مدینہ میں ایک عورت ختنہ کرتی تھی، اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ختنہ میں مبالغہ نہ کیا کریں، کیونکہ یہ عورت کے لیے باعث لذت اور مرد کے لیے پسندیدہ ہے۔“

(سنن أبي داود :5271)

سند ضعیف ہے۔

① عبد الملک بن عمیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② عبد الملک بن عمیر کا سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سماع کا ثبوت نہیں ملا۔

③ محمد بن حسان ”مجہول“ ہے۔

❀ اسے امام ابوداود رحمہ اللہ نے ”مجہول“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن أبي داود، تحت الحديث: 5271)

بعض اہل علم نے محمد بن حسان کو محمد بن سعید بن حسان مصلوب بھی قرار دیا ہے، یہ ''کذاب ووضاع'' راوی ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ابوداود رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو غیر ثابت قرار دیا ہے۔

(الكامِل في ضُعفاء الرّجال: 7/447)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

إِذَا أَخْفَضْتِ فَأَشِمِّي وَلَا تَنْهِكِي فَإِنَّهٗ أَسْرٰی لِلْوَجْهِ وَأَحْظٰی عِنْدَ الزَّوْجِ .

''جب بچی کا ختنہ کریں گی، تو تھوڑا حصہ کاٹنا اور مبالغہ نہ کرنا، کیونکہ یہ عورت کی شرمگاہ کے لیے خوش نما اور شوہر کے لیے زیادہ لذت کا باعث ہے۔''

(النّفقة على العِيال لابن أبي الدّنيا: 578، الأوسط للطّبراني: 2253، السّنن الكبرىٰ للبيهقي: 17562)

سند سخت ضعیف ہے۔ زائدہ بن ابی رقاد باہلی ''منکر الحدیث'' ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس کی بعض احادیث کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرّجال: 4/196)

❀ طبقات اصبہان لابی الشیخ اصبہانی (۳/۳۴۶) اور تاریخ اصبہان لابی نعیم اصبہانی (۱/۲۹۶) والی سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① ابو ہلال محمد بن سلیم راسبی ''ضعیف'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② اسماعیل بن ابی اُمیہ اگر ''ابوصلت کوفی'' ہے، تو ''متروک وکذاب'' ہے، ورنہ مجہول ونامعلوم ہے۔

❀ سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَتْ بِالْمَدِينَةِ امْرَأَةٌ تَخْفِضُ النِّسَاءَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ عَطِيَّةَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْفِضِي وَلَا تَنْهَكِي، فَإِنَّهُ أَنْضَرُ لِلْوَجْهِ وَأَحْظَى عِنْدَ الزَّوْجِ.

''مدینہ میں اُم عطیہ نامی عورت تھی، جو عورتوں کے ختنے کرتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: ختنہ کرتے ہوئے مخصوص عضو کا تھوڑا حصہ کاٹنا اور مبالغہ نہ کرنا، کیونکہ یہ عورت کے شرمگاہ کے لیے بہتر ہے اور شوہر کے لیے لذت کا باعث ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 8137، المُستدرك للحاكم : 6236، السّنن الكبرىٰ للبيهقي :17561)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبدالملک بن عمیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② عبدالملک بن عمیر کا سیدنا ضحاک بن قیس سے سماع نہیں ملا۔

③ العلاء بن ہلال رقی ''منکر الحدیث'' ہے۔

جن سندوں میں علاء بن ہلال کی متابعت ہوئی ہے، وہ سندیں بھی ضعیف ہے۔

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَتْ خَفَّاضَةٌ بِالْمَدِينَةِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا خَفَضْتِ فَأَشِمِّي ، وَلَا تَنْهَكِي ، فَإِنَّهُ أَحْسَنُ لِلْوَجْهِ، وَأَرْضٰى لِلزَّوْجِ .

''مدینہ میں ایک ختنہ کرنے والی عورت تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ جب ختنہ کریں، تو تھوڑا حصہ کاٹیں اور مبالغہ نہ کریں، کیونکہ یہ عورت کی شرمگاہ کے لیے زیادہ خوش نما اور شوہر کے لیے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 232/14)

سند ضعیف ہے۔

① ابوالبختری کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں۔

(المَعرِفة والتّاريخ للفَسوي : 208/3، كشف الأستار :3661)

② ابوتغلب عبداللہ بن احمد بن عبدالرحمٰن انصاری کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نِسْوَةٍ مَنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ : يَا نِسَاءَ الْأَنْصَارِ، اخْتَضِبْنَ عَمْسًا، وَاخْتَفِضْنَ وَلَا تَنْهَكْنَ، فَإِنَّهُ أَحْظٰى لِإِنَاثِكُنَّ عِنْدَ أَزْوَاجِهِنَّ .

''نبی کریم ﷺ انصار کی چند عورتوں کے پاس آئے اور فرمایا: اے انصار کی عورتو! علیحدہ ہو کر ختنہ کرنا، تھوڑا حصہ کاٹنا اور مبالغہ نہ کرنا، کیونکہ یہ عورتوں کے لیے شوہروں سے تعلقات کے وقت زیادہ باعث لذت ہے۔''

(مُسند البزّار : 6178، شُعَب الإيمان للبيهقي : 8279)

سند ضعیف ہے۔مندل بن علی ضعیف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ الکامل لابن عدی (۳/ ۴۵۷) والی سند جھوٹی اور باطل ہے۔

① خالد بن عمرو قرشی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② یحییٰ بن علی بن ہاشم خفاف ''مجہول الحال'' ہے۔

❁ اس حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''باطل'' اور ''موضوع'' (من گھڑت) قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 458/3)

❁ سیدنا عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَتْ بِالْمَدِينَةِ خَافِضَةٌ يُقَالُ لَهَا أُمُّ عَطِيَّةَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَشِمِّي وَلَا تَحِفِّي فَإِنَّهُ أَسْرٰى لِلْوَجْهِ وَأَحْظٰى عِنْدَ الزَّوْجِ .

''مدینہ میں اُم عطیہ نامی عورت تھی، جو ختنہ کرتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ختنہ کرتے وقت تھوڑا حصہ کاٹنا اور مبالغہ نہ کرنا، کیونکہ یہ عورت کی شرمگاہ کے لیے خوش نما اور شوہر کے لیے زیادہ باعث لذت ہے۔''

(النَّفَقة على العِيال لابن أبي الدُّنيا : 579)

سند ضعیف و منقطع ہے۔عبید اللہ بن عمرو رقی تبع تابعین میں سے ہیں، لہٰذا سند معضل ہے۔ممکن ہے کہ عبید اللہ رقی اور عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ کے درمیان عبد الملک بن عمیر کا واسطہ ہو، مگر

① عبد الملک بن عمیر مدلس ہیں۔

② عبد الملک بن عمیر کا عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

❁ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دُعِيَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلٰى طَعَامٍ فَقِيلَ : هَلْ تَدْرِي مَا هٰذَا؟ هٰذَا خِتَانُ جَارِيَةٍ، فَقَالَ : هٰذَا شَيْءٌ مَا كُنَّا نَرَاهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ .

''سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو ایک کھانے پر مدعو کیا گیا۔ (وہ گئے، تو) ان سے پوچھا گیا: کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کھانا کس مناسبت سے ہے؟ یہ ایک لڑکی کے ختنہ پر بنایا جانے والا کھانا ہے۔ تو عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے عہد نبوی میں نہیں دیکھا کہ اس موقع پر کھانا تیار کیا جاتا ہو۔ پھر انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 8382)

سند ضعیف ہے۔ حسن بصری کا سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ملا۔

❀ سیدنا شداد بن اُوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، وَمَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ .

''ختنہ مردوں کے لیے سنت ہے اور عورتوں کے لیے باعث عزت۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 26468)

سند ضعیف و مضطرب ہے۔

① حجاج بن ارطاۃ جمہور کے نزدیک ضعیف اور بالاتفاق مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ وَالْإِتِّفَاقُ عَلٰى أَنَّهٗ مُدَلِّسٌ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جمہور کے نزدیک ضعیف اور بالاتفاق مدلس ہے۔“

(التلخيص الحبير : 431/2)

② رجل مبہم ہے۔

سند میں اضطراب کی صورت یہ ہے کہ بعض طرق میں حجاج اور ابوالملیح کے درمیان ”رجل“ کا واسطہ مذکور ہے اور بعض میں نہیں۔ اسی طرح بعض طرق میں ابوالملیح براہِ راست شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، جو کہ مرسل و منقطع ہے اور بعض طرق میں ابوالملیح اپنے والد سیدنا اُسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ کا واسطہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اضطراب کی کئی وجوہ پائی جاتی ہیں۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”غیر ثابت“ قرار دیا ہے۔

(مَعرِفة السّنن والآثار : 62/13)

❁ سیدنا اُسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، وَمَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ .

”ختنہ مردوں کے لیے سنت ہے اور عورتوں کے لیے باعث عزت۔“

(مسند الإمام أحمد : 20719، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 17567)

سند ضعیف و مضطرب ہے۔ حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔ اضطراب کی صورت یہ ہے کہ اس حدیث کو حجاج کبھی اُسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ سے مرفوع بیان کرتا ہے اور کبھی اُسامہ رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان شداد رضی اللہ عنہ کا واسطہ بھی ذکر کرتا ہے، جیسا کہ اوپر والی حدیث میں بیان ہوا ہے۔

تنبیہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کرنا خطا اور وہم ہے، جیسا کہ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 647/5)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

الْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، ومَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ .

''ختنہ مردوں کے لیے سنت ہے اور عورتوں کے لیے باعث عزت۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 12009)

سند باطل ہے۔

① عبدالغفور ابوصباح واسطی ''متروک ووضاع'' ہے۔

② خلف بن عبدالحمید واسطی مجروح ہے۔اس کی توثیق ثابت نہیں۔

جس سند میں ان کی متابعت ہوئی ہے، وہ بھی باطل ہے۔

① ولید بن ولید عنسی دمشقی منکر الحدیث ہے۔

② ولید عنسی نے عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان عنسی سے باطل اور منکر روایات بیان کی ہیں۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ وَثَابِتِ بْنِ يَزِيدَ الْعَجَائِبَ .

''یہ عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان اور ثابت بن یزید سے منسوب منکر روایات بیان کرتا ہے۔''

(كتاب المَجروحين : 81/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ محمد بن عجلان مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ اس سند کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ .

”یہ سند ضعیف ہے۔“

(السّنن الکبریٰ : 17565)

تنبیہ:

اس روایت کو مرفوع بھی بیان کیا گیا ہے، لیکن اس کا موقوف ہونا ہی محفوظ ہے۔

(السّنن الکبریٰ : 17565)

❀ نیز حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَثْبُتُ رَفْعُهٗ .

”اس روایت کو مرفوع بیان کرنا ثابت نہیں۔“

(مَعرِفة السّنن والآثار : 62/13، الخِلافیّات : 224/7)

❀ المعجم الکبیر للطبرانی (۱۲۸۲۸) وغیرہ والی سند بھی ضعیف و منکر ہے۔

① سعید بن بشیر ازدی ضعیف ہے۔

② قتادہ بن دعامہ کا عنعنہ ہے۔

③ سعید بن بشیر نے قتادہ سے منسوب منکر روایات بیان کی ہیں۔

❀ محمد بن عبد اللہ بن نمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ قَتَادَةَ الْمُنْكَرَاتِ .

”سعید بن بشیر نے قتادہ سے منسوب منکر روایات بیان کی ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 7/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ تقریباً اسی طرح کی بات امام ابن حبان رحمہ اللہ نے بھی کی ہے۔

(كتاب المَجروحين :319/1)

❁ اس حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر'' اور ''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرّجال :442/1)

❁ اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ بِمَرَّةٍ .

''یہ حدیث بالکل ضعیف ہے۔''

(البَدر المُنير : 743/8)

❁ اُم مہاجر سے مروی ہے:

سُبِيتُ فِي جَوَارِي مِنَ الرُّومِ، فَعَرَضَ عَلَيْنَا عُثْمَانُ الْإِسْلَامَ، فَلَمْ يُسْلِمْ مِنَّا غَيْرِي وَغَيْرُ أُخْرٰى، فَقَالَ عُثْمَانُ : اذْهَبُوا فَاخْفِضُوهُمَا، وَطَهِّرُوهُمَا .

''میں روم سے لونڈی بن کر لائی گئی۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ہم پر اسلام پیش کیا، تو میرے اور ایک عورت کے علاوہ کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جائیں، ان دونوں (نومسلم عورتوں) کا ختنہ کریں اور انہیں پاک کریں۔''

(الأدَب المُفرَد للبُخاري : 1245، 1249)

سند ضعیف ہے۔

① اُم مہاجر مجہولہ ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

② کوفہ کی بوڑھی عورت مبہم و نامعلوم ہے۔ اگر یہ عقیلہ فزاریہ ہے، تو بھی مجہولہ ہے۔

❀ ابوملیح بن اُسامہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَتِ امْرَأَةٌ تَخْفِضُ النِّسَاءَ ....

''(عہد فاروقی میں) ایک عورت بچیوں کے ختنے کیا کرتی تھی......۔''

(مصنّف عبد الرّزّاق : 18045)

سند ضعیف و منقطع ہے۔

① عبدالرزاق بن ہمام کا عنعنہ ہے۔

② معمر کے شیوخ مبہم و نامعلوم ہیں۔

③ ابوملیح اُسامہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔

تنبیہ:

❀ اُم علقمہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں:

إِنَّ بَنَاتَ أَخِي عَائِشَةَ اخْتُتِنَّ .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجیوں کا ختنہ کیا گیا۔''

(الأدب المفرد للبخاري : 1247، وسندهٗ حسنٌ)

ہر علاقے میں مردوں کا ختنہ کیا جاتا ہے اور اس کی ضرورت ہوتی ہے، مگر شاذ و نادر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ مختون پیدا ہوتا ہے، اس کا ختنہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس کے برعکس عورتوں کے ختنہ کی ضرورت نہیں پڑتی، مگر بعض گرم علاقوں میں پیدائش کے وقت بعض بچیوں کی شرمگاہ پر کلغی نما گوشت کا کچھ حصہ ابھرا ہوا ہوتا ہے، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ کو جسم سے کاٹ دیا جاتا ہے، اسی کو عورت کا ختنہ کہتے ہیں۔ یہ بالاتفاق جائز ہے۔

(مَراتب الإجماع لابن حَزم، ص 157)

بالفاظ دیگر مردوں کا ختنہ عام ہے، جبکہ عورتوں میں ختنہ شائع نہیں، بلکہ ضرورت کے تحت ہوتا ہے، اسی لیے بہت سارے لوگ عورتوں کے ختنہ سے ناواقف ہیں۔ پھر عورتوں میں بھی ختنہ صرف گرم علاقوں کی ان بچیوں کا ہوتا ہے، جن کی شرمگاہ پر گوشت کا اضافہ ٹکڑا نمودار ہو، جسے پیدائش کے وقت ہی زائل کر دیا جاتا ہے، یہ ایک طرح کا علاج ہے۔ یہ ازدواجی تعلقات قائم کرتے وقت مرد اور عورت کے لیے زیادہ لذت کا باعث ہوتا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا، وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِي وَاتَّكَأْتُ عَلٰى أَلْيَةِ يَدِي، فَقَالَ: أَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ؟.

”میں بیٹھا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا۔ میں نے اپنے بائیں کو پیٹھ کے پیچھے کر کے اس پر ٹیک لگائی ہوئی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ ایسے بیٹھے ہوئے ہیں، جیسے مغضوب علیہم لوگ بیٹھتے تھے۔“

(سنن أبي داود: 4848)

جواب: سند ضعیف ہے، ابن جریج مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: رتن ہندی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: رتن ہندی کوئی جھوٹا دجال ہو گزرا ہے۔ اس نے صحابی ہونے کا دعوی کیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ رتن ہندی سے منسوب بہت ساری جھوٹی کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ اس کا دعوی صحابیت جھوٹا تھا، ممکن ہے، یہ گمراہ صوفیوں کی سازش ہو، جو کہ اصلا شیعہ کی پیداوار ہیں اور اسلام میں بگاڑ لانے کے درپے رہتے ہیں۔ انہوں نے بابا رتن ہندی نامی کسی شخص کا بت کھڑا کیا ہوگا۔ اہل سنت والجماعت اس سے بری ہیں۔

سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ رَجُلٌ رَآهُ غَيْرِي .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور اس وقت روئے زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والا سوائے میرے کوئی موجود نہیں۔“

(صحیح مسلم : 2340)

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَاتَ أَبُو الطُّفَيْلِ سَنَةَ مِائَةٍ وَّكَانَ آخِرَ مَنْ مَاتَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سو ہجری میں فوت ہوئے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔“

(صحیح مسلم تحت الحدیث : 2340)

علامہ ابن حجر ہیتمی (974ھ) لکھتے ہیں:

اِتَّفَقَ عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ .

”اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الفتاوی الحدیثية، ص 125)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا، لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ .

”یہ رات آپ دیکھ رہے ہیں، اس کے سو سال بعد، زمین پر موجود کوئی شخص باقی نہیں بچے گا۔“

(صحيح البخاري : 116، صحيح مسلم : 2537)

اس حدیث کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے متواتر قرار دیا ہے۔

(المجمع المؤسّس : 552/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِهٰذِهِ النُّكْتَةِ لَمْ يُصَدِّقِ الْأَئِمَّةُ أَحَدًا ادَّعَى الصُّحْبَةَ بَعْدَ الْغَايَةِ الْمَذْكُورَةِ وَقَدِ ادَّعَاهَا جَمَاعَةٌ فَكُذِّبُوا، وَكَانَ آخِرُهُمْ رَتَنْ الْهِنْدِي ...... لِأَنَّ الظَّاهِرَ كِذْبُهُمْ فِي دَعْوَاهُمْ .

”اسی وجہ سے ائمہ نے سو برس بعد کسی بھی شخص کا دعوی صحابیت قبول نہیں کیا، اس کے بعد بہت سارے لوگوں نے دعوی صحابیت کیا، محدثین نے مگر ان کی تکذیب کی، سب سے آخر میں رتن ہندی نے دعوی صحابیت کیا تھا۔......ان لوگوں کا جھوٹ واضح تھا۔“

(الإصابة في تمييز الصّحابة :8/1)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِمَّا يُؤَيِّدُ هٰذَا الْمَعْنَى اسْتِدْلَالُ الْمُحَقِّقِينَ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمُتَكَلِّمِينَ عَلٰى بُطْلَانِ دَعْوٰى بَابَا رَتْنَ الْهِنْدِيِّ وَغَيْرِهٖ مِمَّنِ ادَّعَى الصُّحْبَةَ.

''اس معنی کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ محقق محدثین اور متکلمین نے اس روایت سے بابا رتن ہندی وغیرہ کے دعویٔ صحابیت کے بطلان پر استدلال کیا ہے۔''

(مرقاۃ المفاتیح شرح المشکاۃ : 3498/8)

علامہ صغانی رحمہ اللہ (650ھ) لکھتے ہیں:

أَحَادِيثُ رَتْنٍ الْهِنْدِيِّ مَوْضُوعَةٌ، وَمَا يَحْكِي عَنْ بَعْضِ الْجُهَّالِ مِنْ أَنَّهُ اجْتَمَعَ بِالنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَسَمِعَ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامِ، وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، بِقَوْلِهٖ : عَمَّرَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَيْسَ لَهٗ أَصْلٌ عِنْدَ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَعُلَمَاءِ السُّنَّةِ، وَكُلُّهَا مَوْضُوعَةٌ، وَلَمْ يَعِشْ مِنَ الصَّحَابَةِ مِمَّنْ لَقِيَ النَّبِيَّ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَكْثَرَ مِنْ خَمْسٍ وَّتِسْعِينَ سَنَةً، وَّهُوَ أَبُو الطُّفَيْلِ، فَبَكَوْا عَلَيْهِ وَقَالُوا : هٰذَا آخِرُ مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

''رتن ہندی کی احادیث موضوع ہیں، بعض جہلا یہ جو کہتے ہیں کہ بابا رتن رسول اللہ ﷺ سے ملا تھا اور آپ سے اس نے احادیث سنی تھیں، آپ نے اس کے لئے دعا بھی کی تھی کہ اللہ تیرے عمر دراز کرے۔ اہل حدیث اور علمائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنت کے نزدیک یہ بے اصل بات ہے، اس کی تمام باتیں من گھڑت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے ملنے والوں میں سے کوئی بھی پچانوے سال سے زیادہ زندہ نہیں رہا، آخری صحابی ابو طفیل رضی اللہ عنہ تھے، ان کی وفات پر لوگ روئے اور کہا یہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرنے والے آخری شخص تھے۔''

(الموضوعات: 31)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَمَا أَدْرَاكَ مَا رَتَنْ! شَيْخٌ دَجَّالٌ بِلَا رَيْبٍ، ظَهَرَ بَعْدَ السِّتِّمِائَةِ فَادَّعَى الصُّحْبَةَ، وَالصَّحَابَةُ لَا يَكْذِبُونَ.

هٰذَا جَرِيءٌ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ، وَقَدْ أَلَّفْتُ فِي أَمْرِهٖ جُزْءً.

''آپ کو کیا معلوم کہ رتن ہندی کیا ہے؟ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ دجال بوڑھا تھا، اور چھ سو برس بعد صحابیت کا دعویٰ کرتا تھا، حالاں کہ صحابہ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ یہ بڑی جرأت کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولتا تھا، میں نے اس کے بارے میں ایک کتابچہ تحریر کیا ہے۔''

(میزان الاعتدال: 45/2)

نیز لکھتے ہیں:

مَنْ صَدَّقَ بِهٰذِهِ الْأَعْجُوبَةِ وَآمَنَ بِبَقَاءِ رَتْنٍ، فَمَا لَنَا فِيهِ طِبٌّ، فَلْيُعْلَمْ أَنَّنِي أَوَّلَ مَنْ كَذَّبَ بِذٰلِكَ، وَأَنَّنِي عَاجِزٌ مُنْقَطِعٌ مَعَهٗ فِي الْمُنَاظَرَةِ، وَمَا أَبْعَدُ أَنْ يَكُنْ جِنِّيٌّ تَبْدِي بِأَرْضِ الْهِنْدِ، وَادَّعٰى مَا ادَّعٰى، فَصَدَّقُوهُ؛ لِأَنَّ هٰذَا شَيْخٌ مُفْتَرٍ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

كَذَّابٌ ...... فَوَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ إِنَّ رِتْنَ لَكَذَّابٌ قَاتَلَهُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُ، وَقَدْ أَفْرَدْتُ جُزْءً فِيهِ أَخْبَارُ هٰذَا الضَّالِّ وَسَمَّيْتُهٗ : كَسْرُ وَثَنِ رَتَنْ .

”جوان عجوبوں کی تصدیق کرتا ہے اور رتن ہندی کے باقی رہ جانے پر یقین کرتا ہے، اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اس کی تکذیب سب سے پہلے میں کرتا ہوں، میرا اس سے مناظرہ ممکن نہیں۔ یہ بات بعید نہیں کہ وہ کوئی جن ہو، جو ہندوستان کی زمین پر ظاہر ہو گیا ہو اور اس نے وہ دعوی کر دیا ہو، پھر اس کی لوگوں نے تصدیق کر دی ہو، کیونکہ یہ بوڑھا تو بہتان باز اور کذاب تھا۔ واللہ! رتن کذاب تھا، اللہ اسے تباہ کرے، کیسا بہکا ہوا تھا! میں نے ایک کتابچہ لکھا ہے، جس میں اس گمراہ کی خبریں بیان کیں ہیں، میں نے اس کا نام رکھا ہے: رتن کے بت کا ٹوٹنا۔“

(تاریخ الاسلام : 69/14)

علامہ ابن ناصر الدین رحمہ اللہ (842ھ) لکھتے ہیں:

لَمْ يَرُجَّ أَمْرُهٗ إِلَّا عَلٰى جَاهِلٍ لَّا عَقْلَ لَهٗ .

”اس کا معاملہ سوائے جاہل و بے عقل کے، کسی شخص سے پوشیدہ نہیں۔“

(توضیح المشتبہ : 134/4)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَقَتَهُ الْعُلَمَاءُ وَكَذَّبُوهُ .

”اہل علم اس سے بیزار ہیں اور اس کی تکذیب کرتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(تبصیر المنتبه بتحریر المشتبه : 589/2)

نوٹ:

رتن ہندی کے بعد بھی بہت سارے لوگوں نے اپنے تئیں صحابی ہونے کا دعوی کیا ہے۔ان میں جبیر بن حارث، ربیع بن محمود ماردینی، سرباتک ہندی، معمر،نسطور رومی اور یسر بن عبیداللہ شامل ہیں۔ یہ سب کذاب اور دجال ہیں۔ان کا دعوی صحابیت جھوٹا ہے،ان کی تصدیق کرنے والے بھی جاہل کم عقل ظالم اور جھوٹے ہیں۔

سوال: بلی کے جھوٹے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلی کا جھوٹا پاک ہے۔اگر بلی کسی برتن میں منہ ڈال دے،تو اسے ایک بار دھونا مستحب ہے۔

① سیدہ کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءً فَجَاءَ تْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَأَصْغٰى لَهَا الْإِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ : فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ : أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ قَالَتْ : فَقُلْتُ : نَعَمْ فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ .

”سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے،تو میں نے انہیں وضو کے لیے پانی ڈال کر دیا۔بلی آئی اور پینے لگی۔انہوں نے اس کی طرف برتن جھکا دیا حتی کہ اس نے سیر ہو کر پی لیا۔انہوں نے مجھے اپنی طرف متوجہ دیکھا،تو فرمایا: بھتیجی!

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا آپ تعجب کر رہی ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں! کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: بلی پلید نہیں ہے، یہ تم پر گھومنے پھرنے والا جانور ہے۔''

(موطأ الإمام مالك : 22/1، سنن أبي داوٗد : 75، سنن النّسائي : 68، سنن التّرمذي : 92، سنن ابن ماجه : 367، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود (۶۰)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۰۴)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۹۹) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۱۶۰) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ ثَابِتٌ صَحِيحٌ . ''یہ سند صحیح ثابت ہے۔''

(الضّعفاء الكبير : 141/2)

حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع :۱/ ۱۱۸) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المطالب العالیۃ :۲/ ۱۱۱) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً .

''جب برتن میں بلی منہ ڈال دے، تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے۔''

(سنن التّرمذي :91، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ ظَاهِرَهٗ يَقْتَضِي وُجُوبَ غَسْلِ الْإِنَاءِ مِنْ وُلُوغِ الْهِرَّةِ وَلَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

يَجِبُ ذٰلِكَ بِالْإِجْمَاعِ .

”حدیث کے ظاہر کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس برتن میں بلی منہ ڈال دے، اسے دھونا واجب ہے، لیکن اجماع ہے کہ دھونا واجب نہیں۔“

(المَجموع شرح المهذّب :1/228)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

إِذَا وَلَغَ الْهِرُّ فِي الْإِنَاءِ فَاهْرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً .

”جب برتن میں بلی منہ ڈال دے، تو وہ چیز انڈیل دی جائے اور برتن کو ایک مرتبہ دھو لیں۔“ (سنن الدّارقطني : 200، وسندهٗ صحيحٌ)

④ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بلی کے بارے میں فرماتے ہیں:

هِيَ مِنْ مَتَاعِ الْبَيْتِ . ”یہ گھریلو جانور ہے۔“

(الطّهور لأبي عبيد : 210، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ میمون بن مہران رحمہ اللہ سے بلی کے جھوٹے کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، كَانَ لَا يَرٰى بِهٖ بَأْسًا وَرُبَّمَا كَفَأَ لَهُ الْإِنَاءَ، وَقَالَ : إِنَّمَا هُوَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ .

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بلی کے جھوٹے میں حرج خیال نہیں کرتے تھے، بسا اوقات تو اس کی طرف برتن جھکا دیتے، نیز فرماتے: یہ گھریلو جانور ہے۔“

(الطّهور لأبي عبيد : 209، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے بلی کے جھوٹے برتن کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يُغْسَلُ مَرَّةً . ''ایک بار دھو دیا جائے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 37/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ؛ مِثْلِ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ : لَمْ يَرَوْا بِسُؤْرِ الْهِرَّةِ بَأْسًا .

''اکثر اہل علم صحابہ، تابعین اور بعد والے ائمہ مثلاً امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ بلی کے جھوٹے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 92)

⑧ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ سُؤْرَ الْهِرَّةِ طَاهِرٌ .

''اکثر اہل علم کا کہنا ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے۔''

(شرح السّنّة : 70/2)

⑨ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِهٖ إِلَّا أَنْ يُرٰى عَلٰى فَمِهَا نَجَاسَةٌ .

''بلی کے منہ پر نجاست نہ لگی ہو، تو اس کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك : 22/1)

بلی کا جھوٹا پاک ہے، برتن میں منہ ڈال دے، تو اسے دھونا واجب نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهٗ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ .

”جس نے اُمت کے فساد کے وقت میری سنت کو تھامے رکھا، اسے سو شہیدوں کے برابر اجر ملے گا۔“

(أمالي ابن بشران: 207، 501، الكامل لابن عدي: 3/174)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔ الحسن بن قتیبہ ”متروک وضعیف“ ہے۔

❁ المدخل الی علم السنن للبیہقی (۱۵۲) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بھی ضعیف ہے۔

① حمزہ بن الحسن کا تعین وتوثیق درکار ہے۔

② محمد بن عجلان مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

فائدہ:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي لَهٗ أَجْرُ شَهِيدٍ .

”میری اُمت کی بربادی کے وقت میری سنت کو تھامنے والا شہید کے برابر اَجر کا مستحق ہے۔“ (المعجم الأوسط للطّبَراني: 5414)

سند ضعیف ہے۔

① عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

② عبدالمجید مدلس بھی ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ محمد بن صالح عدوی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۹۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِي زِينَةٍ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَائَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّينَةِ، وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوا حَتّٰى لَبِسَ نِسَاؤُهُمُ الزِّينَةَ، وَتَبَخْتَرْنَ فِي الْمَسَاجِدِ.

''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ مزینہ قبیلہ کی ایک عورت، جس نے زیب وزینت کی ہوئی تھی، اتراتی ہوئی مسجد میں داخل ہوئی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگو! اپنی عورتوں کو مسجد میں زیب وزینت کرنے اور (مسجد میں) اترا کر چلنے سے منع کریں، کیونکہ بنی اسرائیل والوں پر لعنت اسی وجہ سے کی گئی کہ ان کی عورتوں نے زیب وزینت کی اور مسجدوں میں تکبرانہ چال میں چلنے لگیں۔''

(سنن ابن ماجہ: 4001)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① موسیٰ بن عبیدہ ربذی ''ضعیف ومنکر الحدیث'' ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ .

''اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 80/5)

❀ علامہ ابناسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(الشّذا الفياح في علوم ابن الصّلاح : 508/2)

② داود بن مدرک ''مجہول'' ہے۔

(المجرد في أسماء رجال ابن ماجه للذّهبي : 865، تقريب التّهذيب لابن حجر : 1818)

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ .

''یہ سند ضعیف ہے۔''

(مِصباح الزُّجاجة : 181/4)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

إِنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، دَخَلَتْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرٰى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ.

''سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، انہوں نے باریک کپڑا پہنا ہوا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے، تو (غیر محرم کے سامنے) اس کے جسم میں سے صرف چہرہ اور ہتھیلیاں ہی نظر آنی چاہییں۔''

(سنن أبي داود: 4104)

جواب: سند ضعیف و مرسل ہے۔

① سعید بن بشیر ازدی ضعیف ہے۔

② قتادہ بن دعامہ کا عنعنہ ہے۔

③ سعید بن بشیر نے قتادہ سے منسوب منکر روایات بیان کی ہیں۔

❀ محمد بن عبد اللہ بن نمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ قَتَادَةَ الْمُنْكَرَاتِ.

''سعید بن بشیر نے قتادہ سے منسوب منکر روایات بیان کی ہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 7/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ تقریبا اسی طرح کی بات امام ابن حبان رحمہ اللہ نے بھی کی ہے۔

(كتاب المَجروحين: 319/1)

④ ولید بن مسلم ''تدلیس تسویہ'' کے مرتکب ہیں، سماع بالتسلسل چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ خالد بن دُریک نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا، لہٰذا مرسل ہے۔

✿ امام ابوداود رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

هٰذَا مُرْسَلٌ، خَالِدُ بْنُ دُرَيْكٍ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .

''یہ حدیث مرسل ہے۔خالد بن دریک نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔''

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

دَخَلَتْ عَلَيَّ ابْنَةُ أَخِي لِأُمِّي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الطُّفَيْلِ مُزَيْنَةُ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْرَضَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي وَجَارِيَةٌ، فَقَالَ : إِذَا عَرَكَتِ الْمَرْأَةُ لَمْ يَحِلَّ لَهَا أَنْ تُظْهِرَ إِلَّا وَجْهَهَا، وَإِلَّا مَا دُونَ هٰذَا ....

''میرے اخیافی بھائی عبداللہ بن طفیل رضی اللہ عنہ کی بیٹی مزینہ میرے پاس آئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو آپ نے منہ پھیرلیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور ہے بھی بچی۔فرمایا: جب بچی جوان ہو جائے، تو اس کے لیے (غیر محرم کے سامنے) اپنے جسم میں سے صرف چہرہ اور ہتھیلیاں ہی ظاہر کرنا جائز ہیں۔''

(تفسير الطّبري : 260/17)

جواب: سند ضعیف و منقطع ہے۔

① ابن جریج مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② ابن جریج نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ حسین بن داود مصیصی معروف بہ ''سنید'' ضعیف ہے۔

④ امام طبری رحمہ اللہ کا استاذ القاسم بن حسن ''غیر معروف'' ہے، اس کی توثیق ثابت نہیں۔

سوال: کیا وارث بننے کے لیے بلوغت شرط ہے؟

جواب: وارث بننے کے لیے بلوغت شرط نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

لَيْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ فِي الْخُرُوجِ إِلَّا مُضْطَرَّةً يَعْنِي؛ لَيْسَ لَهَا خَادِمٌ۔ إِلَّا فِي الْعِيدَيْنِ؛ الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ، وَلَيْسَ لَهُمْ نَصِيبٌ فِي الطُّرُقِ إِلَّا الْحَوَاشِي .

''عورتوں کے لیے گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں، مگر مجبور عورت کے لیے، جس کا خادم نہ ہو۔ البتہ عیدین عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے لیے نکل سکتی ہیں۔ نیز راستے میں ایک طرف ہو کر چلیں گی۔''

(المعجم الكبير للطبراني :13871)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① سوار بن مصعب ''ضعیف و متروک'' ہے۔

② عطیہ بن سعد عوفی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

(تَهذيب الأسماء واللّغات للنووي : 48/1، طَرح التّثريب للعِراقي : 42/3، مَجمع الزّوائد للهَيثمي : 412/10، البَدر المُنير لابن الملقّن : 463/7، عُمدة القاري

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

للعَيني : 250/6)

③ عطیہ عوفی مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی، نیز اس کا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا قَبْلَ أَنْ يُقِيمَ الْإِمَامُ صُلْبَهُ .

''جو امام کے اُٹھنے سے پہلے پہلے رکوع میں شامل ہو گیا، اس نے نماز (رکعت) کو پا لیا۔''

(صحيح ابن خزيمة : 1595، سنن الدّارقطني :346/1)

جواب: سند ضعیف و منکر ہے۔ قرہ بن عبدالرحمٰن جمہور کے نزدیک ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(القول البديع : 125)

❀ علامہ ابن مفلح مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ .

''اسے اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(الآداب الشّرعية : 180/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ اخْتُلِفَ فِيهِ.

''یہ ضعیف اور مختلف فیہ راوی ہے۔''

(التّلخيص: 407/1)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

✿ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ.

''جس عورت نے خوشبو لگائی اور (اس نیت سے) لوگوں کے پاس سے گزری کہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں، تو وہ عورت زانیہ ہے۔''

(سنن أبي داود: 4173، سنن النّسائي: 5126، سنن التّرمذي: 2786)

جواب: اس حدیث کی سند حسن ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۳۴۹۷) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا خبر واحد سے عقیدہ ثابت ہوتا ہے؟

جواب: جس حدیث کی سند صحیح اور متصل ہو، وہ حجت ہے، خواہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہو یا عمل سے، یا فضائل سے، یا ترغیب وترہیب سے۔

بعض کہتے ہیں کہ خبر واحد سے اعمال ثابت ہوتے ہیں، عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ یہ فرق بذات خود بدعی ہے، ائمہ سلف میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں رہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْاعْتِقَادِ كُلِّهِ فِي صِفَاتِ اللّٰهِ وَأَسْمَائِهٖ إِلَّا مَا جَاءَ مَنْصُوصًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ وَمَا جَاءَ مِنْ أَخْبَارِ الْآحَادِ فِي ذٰلِكَ كُلِّهٖ أَوْ نَحْوِهٖ يَسْلَمُ لَهٗ وَلَا يُنَاظَرُ فِيهِ .

''اللہ کے اسماء وصفات کے سمیت عقیدہ میں صرف وہی حجت ہے، جس کی وضاحت کتاب اللہ میں موجود ہو یا رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہو یا اجماع امت سے ثابت ہو۔ عقیدے کی تمام یا کچھ مباحث میں اگر اخبار آحاد وارد ہوں، تو اسے قبول کیا جائے گا، اس (کے قبول وعدم قبول) میں بحث ومباحثہ نہیں ہوگا۔''

(جامع بيان العلم وفضله : 942/2)

نیز فرماتے ہیں:

الَّذِي نَقُولُ بِهٖ إِنَّهٗ يُوجِبُ الْعَمَلَ دُونَ الْعِلْمِ كَشَهَادَةِ الشَّاهِدَيْنِ وَالْأَرْبَعَةِ سَوَاءٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ وَكُلُّهُمْ يَدِينُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ فِي الْاعْتِقَادَاتِ وَيُعَادٰى وَيُوَالٰى عَلَيْهَا وَيَجْعَلُهَا شَرْعًا وَدِينًا فِي مُعْتَقَدِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ جَمَاعَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ ....

''(خبر واحد کے بارے میں) ہمارا موقف یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے،لیکن یہ علم (یقینی) کا فائدہ نہیں دیتی۔جیسے گواہی دو کی ہو یا چار کی،ہوتی تو برابر ہی ہے۔اکثر فقہا اور محدثین کا یہی موقف ہے۔سب اہل علم عادل راوی کی خبر واحد کو عقیدہ میں حجت مانتے ہیں،اس کی وجہ سے عداوت اور محبت کرتے ہیں۔اہل سنت کی ایک بڑی جماعت نے خبر واحد کو عقیدہ میں دین اور شریعت مانا ہے......۔‘‘

(التّمهيد لما في الموطأ من المَعاني والأسانيد :8/1)

اس قول پر تعلیق لگاتے ہوئے علامہ عبدالسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۵۲ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْإِجْمَاعُ الَّذِي ذَكَرَهٗ فِي خَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ فِي الْإِعْتِقَادَاتِ يُؤَيِّدُ قَوْلَ مَنْ يَقُولُ : إِنَّهٗ يُوجِبُ الْعِلْمَ وَإِلَّا فَمَا لَا يُفِيدُ عِلْمًا وَّلَا عَمَلًا كَيْفَ يُجْعَلُ شَرْعًا وَّدِينًا يُّوَالٰى عَلَيْهِ وَيُعَادٰى .

’’علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے جو ذکر کیا ہے کہ عادل راوی کی خبر واحد کے عقائد میں حجت ہونے پر اجماع ہے،اس کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے:یہ علم (یقینی) کا فائدہ بھی دیتی ہے،کیونکہ جو علم اور عمل کا فائدہ نہ دیتی ہو،اسے شرع یا دین کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسے محبت اور عداوت کا معیار بنایا جا سکے؟‘‘

(المسودة في أصول الفقه، ص 245)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُفَرِّقْ هُوَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ الْبَتَّةَ بَيْنَ أَحَادِيثِ الْأَحْكَامِ وَأَحَادِيثِ الصِّفَاتِ، وَلَا يُعْرَفُ هٰذَا الْفَرْقُ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ التَّابِعِينَ، وَلَا مَنْ تَابَعَهُمْ وَلَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَإِنَّمَا يُعْرَفُ عَنْ رُؤُوسِ أَهْلِ الْبِدَعِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ.

”احادیث احکام اور احادیث صفات میں نہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کوئی فرق کیا اور نہ کسی اور محدث نے اور نہ ہی یہ فرق کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا امام سے ثابت ہے، بلکہ یہ تقسیم سراخیلِ اہل بدعت اور ان کے متبعین سے ہی ملتی ہے۔“

(مختصر الصواعق المرسلة، ص 606-607)

سوال: کیا کسی چیز میں نحوست ہے؟

جواب: اس بارے میں مختلف روایات ہیں، ان کا کیا معنی ومفہوم ہے؟ ملاحظہ ہو؛

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ.

”نحوست تین چیزوں میں ہے؛ گھوڑے، عورت اور گھر میں۔“

(صحيح البخاري: 2858، صحيح مسلم: 2225)

② ایک روایت ہے:

إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ.

”اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی، تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔“

(صحيح البخاري: 5094، صحيح مسلم: 2225)

③ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ، فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ.

”اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی، تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوتی۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 5095، صحيح مسلم : 2226)

④ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الرَّبْعِ، وَالْخَادِمِ، وَالْفَرَسِ.

''اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی، تو گھر، خادم اور گھوڑے میں ہوتی۔''

(صحيح مسلم : 2227)

⑤ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَ، فَإِنْ تَكُ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ.

''نہ چھوت ہے، نہ بدفالی ہے اور نہ مردہ کی کھوپڑی سے پرندہ نکلتا ہے، اگر (جاہلی اعتقاد کے مطابق) بدشگونی ہوتی، تو عورت، گھوڑے اور گھر میں ہوتی (اگر ان میں نہیں، تو کسی چیز میں نہیں ہو سکتی)۔''

(مسند الإمام أحمد : 174/1، سنن أبي داود : 3921، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦١٢٧) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

یاد رہے کہ ان احادیث میں نحوست سے مراد جاہلی عقائد والی نحوست نہیں ہے، بلکہ یہ نحوست بے برکتی اور اکتاہٹ کے معنی میں ہے۔ پہلی حدیث کے عموم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہر صورت گھر، عورت اور گھوڑے میں نحوست ہے، جبکہ دوسری احادیث نے پہلی حدیث کے عموم کو مقید کر دیا ہے کہ اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی، تو ان میں ہوتی۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں لازمی طور پر نحوست پائی جاتی ہے۔ اس کا ہرگز یہ بھی مطلب نہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر عورت، ہر گھر اور ہر گھوڑے میں نحوست ہے، بلکہ ان میں نحوست ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی۔ عورت میں نحوست اس صورت میں کہ وہ بد اخلاق، ناشکری اور نافرمان ہو۔ گھر میں اس طرح کہ وہ تنگ ہو یا پڑوسی برے ہوں۔ گھوڑے میں نحوست کی صورت یہ ہے کہ وہ میدان جہاد کے کام نہ آئے، یا مالک کی ضرورت پوری نہ کرے۔

سوال: ایک شخص نے حرام مال کمایا، اس کے مرنے کے بعد کیا وہ حرام مال ورثا کے لیے بھی حرام ہے؟

جواب: حرام مال صرف اس کے لیے ناجائز ہے، جس نے کمایا ہے، وارثوں کے لیے حرام نہیں، لہٰذا وارث مال استعمال کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ شیعہ تھے؟

جواب: ائمہ اسلام میں سے ایک مشہور و معروف نام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت 224 ہجری کو طبرستان میں ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ جلیل القدر، رفیع الشان، سنی امام، حافظ، ثقہ اور متقن ہیں۔ دنیا آپ کو امام المفسرین کے معزز لقب سے یاد کرتی ہے۔ آپ محدث، فقیہ، مفسر، مؤرخ، لغوی اور مجتہد مطلق کی بلند شان رکھتے ہیں۔ آپ صاحبِ تصانیف ہیں اور آپ کا شمار کبار ائمہ اسلام میں ہوتا ہے۔ تفسیر قرآن کریم میں آپ کا منفرد نام ہے۔

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

''امام طبری رحمہ اللہ نے بغداد میں سکونت اختیار کی، پھر وفات تک وہیں قیام پذیر رہے۔ آپ رحمہ اللہ ان ائمہ علما میں سے تھے، جن کی رائے کے مطابق فیصلہ دیا جاتا ہے اور لوگ معرفتِ علمی کی بنا پر ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیک وقت کئی علوم کے حامل تھے، جس میں آپ کا کوئی ہم عصر اور شریک وسہیم نہیں تھا۔ آپ کتاب اللہ کے حافظ، قراءات کے عالم، معانئ قرآن پر بصیرت رکھنے والے، احکام القرآن میں فقیہ، حدیث کے صحیح وضعیف اور ناسخ ومنسوخ ہونے کے عالم، احکام اور حلال وحرام کے مسائل میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد والوں کے اقوال کی معرفت رکھنے والے اور تاریخ دان ہیں۔ آپ کی امم وملوک کی تاریخ پر مشہور کتاب ہے اور تفسیر قرآن پر ان کی کتاب جیسی کتاب کسی نے نہیں لکھی۔ آپ کی ایک اور کتاب کا نام تہذیب الآثار ہے، اس مضمون کی کوئی کتاب نہیں دیکھی گئی، لیکن آپ اسے مکمل نہیں کر پائے۔ آپ کی فقہ کے اصول وفروعات پر بے شمار کتابیں ہیں۔ آپ نے (اسلاف) فقہا کے اقوال کو اختیار کیا، نیز بہت سے منفرد مسائل بھی آپ سے محفوظ کیے گئے ہیں۔'' (تاریخ بغداد: 163/2)

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ باتفاق علماءِ اسلام سنی مفسر اور امام ہیں۔ ان کی تفسیر اہل اسلام میں اس قدر مقبول ہے کہ ہر دور کے مسلمان قرآن فہمی کے لیے اس پر اعتماد کرتے رہے ہیں، بعد میں آنے والے مفسرین اپنی اپنی تفاسیر میں اسے بنیادی اور اساسی مصدر اور ماخذ کے طور پر استعمال کرتے آئے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تفسیر القرآن العظیم'' میں اس کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر، ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے ذکرِ خیر سے لبریز ہے۔

✿ امام الائمہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے بارے میں حافظ ابن بالویہ محمد بن احمد الجلاب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ لِي أَبُوْ بَكْرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، يَعْنِي ابْنَ خُزَيْمَةَ، بَلَغَنِي أَنَّكَ كَتَبْتَ التَّفْسِيْرَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جَرِيْرٍ، قُلْتُ : بَلٰى، كَتَبْتُ التَّفْسِيْرَ عَنْهُ إِمْلَاءً، قَالَ : كُلَّهُ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ : فِي أَيِّ سَنَةٍ؟ قُلْتُ : مِنْ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَّثَمَانِيْنَ إِلٰى سَنَةِ تِسْعِيْنَ، قَالَ : فَاسْتَعَارَهٗ مِنِّي أَبُوْ بَكْرٍ فَرَدَّهٗ بَعْدَ سِنِيْنَ، ثُمَّ قَالَ : قَدْ نَظَرْتُ فِيْهِ مِنْ أَوَّلِهٖ إِلٰى آخِرِهٖ، وَمَا أَعْلَمُ عَلٰى أَدِيْمِ الْأَرْضِ أَعْلَمَ مِنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جَرِيْرٍ، وَلَقَدْ ظَلَمَتْهُ الْحَنَابِلَةُ .

''مجھ سے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے محمد بن جریر رحمہ اللہ سے کچھ تفسیر لکھی ہے؟ میں نے کہا: جی بالکل! میں نے ان سے تفسیر لکھی ہے۔ انہوں نے دریافت کیا: مکمل؟ میں نے کہا: جی ہاں! پوچھا: کس سن میں؟ میں نے کہا: 283ھ سے لے کر 290ھ تک۔ انہوں نے مجھ سے وہ نسخہ ادھار لیا اور کئی سال بعد واپس کیا۔ پھر انہوں نے کہا: میں نے شروع سے آخر تک پوری کتاب پڑھی ہے اور میرے علم کے مطابق روئے زمین پر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ سے بڑا کوئی عالم نہیں۔ یقیناً حنابلہ نے ان پر ظلم ڈھایا ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب البغدادي : 163/2، وسندهٗ صحيحٌ)

البتہ اس تفسیر کو منکرین حدیث اور ملحدین و زنادقہ اپنے گلے کا کانٹا سمجھتے ہیں۔ اہل باطل قرآن کریم کی مَن پسند تفسیر کرنا چاہتے ہیں اور قرآنِ مجید کو اپنی خواہشات کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں، لیکن تفسیر طبری کے ہوتے ہوئے وہ اپنے ناکام اور مذموم مشن میں کبھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ان کا بُنا ہوا جال تار تار ہو جاتا ہے اور ان کی بنائی ہوئی خستہ عمارت دھڑام سے منہدم ہو جاتی ہے۔تب منکرین حدیث اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آتے ہیں اور بلا دلیل وثبوت اعتراضات شروع کر دیتے ہیں۔

مشہور منکرِ حدیث، تمنا عمادی نے ایک مضمون لکھا، جس میں یہ باور کرانے کی ناکام اور مذموم کوشش کی ہے کہ امام ابن جریر رحمہ اللہ شیعہ تھے، تا کہ اہل اسلام کے دلوں میں امام ابن جریر رحمہ اللہ کی تفسیر بے نظیر کی حیثیت محو ہو جائے، ''طلوعِ اسلام'' کو یہ بات اچھی لگی تو اس پر یوں تبصرہ کر ڈالا:

> ''علامہ تمنا نے اپنے اس مضمون میں یہ ثابت کیا ہے کہ امام ابن جریر طبری در حقیقت شیعہ تھے۔اگر یہ شیعہ تھے تو آپ خود سمجھ لیجیے کہ اہل سنت والجماعت جس تفسیر اور جس تاریخ کو اتنا معتبر سمجھتے ہیں، اس کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے اور اس بنیاد پر اٹھی ہوئی عمارتیں کس درجہ قابل اعتماد ہو سکتی ہیں۔''

(طلوعِ اسلام، ص11، 7 مئی: 1955ء)

دشمنانِ حدیث کی انتہائی کوشش ہے کہ اہل اسلام کا اس تفسیر سے اعتماد اٹھ جائے۔ یاد رہے یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا۔ان شاءاللہ!

جب بھی قرآن مجید کی تفسیر کی بات آتی ہے تو مسلمانوں کی پہلی نظر تفسیر ابن جریر پر جا پڑتی ہے۔یہ اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کے پاس معتبر، مستند ومسند، بنیادی اور اساسی تفسیری اثاثہ ہے، جسے اہل اسلام نے ہمیشہ اپنے ماتھے کا جھومر بنایا ہے۔اہل سنت والجماعت ہر دور میں اس پر نازاں رہے ہیں۔یہ عظیم القدر اور رفیع الشان تفسیر، اہل زیغ و شبہات کے ردّ میں سیف مسلول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک مغالطہ اور اس کی حقیقت:

دراصل سنی امام محمد بن جریر بن یزید طبری رحمہ اللہ کے دور میں ان کا ایک ہم نام شخص تھا، جس کا نام بھی محمد بن جریر تھا، البتہ اس کے دادا کا نام رستم تھا۔ وہ بھی بغداد میں رہتا تھا۔ اتفاق سے اس کا سن وفات بھی وہی ہے، جو سنی امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کا ہے۔ دونوں کی کنیت بھی ایک ہے، جس کی بنیاد پر ظالموں نے اشتباہ واقع کر دیا۔ محمد بن جریر بن رستم طبری نامی شخص کی صفات سنی امام محمد بن جریر بن یزید طبری رحمہ اللہ پر تھوپ دیں اور اس بنا پر واویلا شروع کر دیا کہ ابن جریر طبری ابو جعفر رحمہ اللہ شیعہ ہیں، حالانکہ محمد بن جریر بن رستم طبری ابوجعفر نامی شخص ناپاک رافضی شیعہ ہے۔ شیعہ کی معتبر کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ شیعہ شنیعہ بھی یہ فرق کرتے ہیں کہ محمد بن جریر بن یزید طبری سنی امام اور محمد بن جریر بن رستم طبری دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ امام محمد بن جریر بن یزید طبری رحمہ اللہ مفسر کو کسی نے شیعہ نہیں کہا۔

❀ معروف سوانح نگار، ناقد رجال حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ تَرَجَّمَهُ أَئِمَّةُ النَّقْلِ فِي عَصْرِهِ وَبَعْدِهِ، فَلَمْ يَصِفُوْهُ بِذٰلِكَ، وَإِنَّمَا ضَرَّهُ الْاِشْتِرَاكُ فِي اِسْمِهِ وَاسْمُ أَبِيْهِ وَنَسَبِهِ وَكُنْيَتِهِ وَمُعَاصِرَتِهِ وَكَثْرَةِ تَصَانِيْفِهِ .

”ان کے ہم عصر اور ان کے بعد والے علما نے ان کے حالات زندگی قلم بند کیے ہیں، مگر کسی نے ان کو شیعہ قرار نہیں دیا۔ یہ اشتباہ ان (محمد بن جریر بن یزید طبری سنی اور محمد بن جریر بن رستم طبری رافضی) کے نام، باپ کے نام،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نسبت، کنیت، ایک زمانے اور کثرتِ تصانیف مشترک ہونے سے واقع ہوا۔‘‘

(لسان المیزان: 5/100، 101)

❁ مؤرخِ اسلام، مفسرِ قرآن، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) وضو میں پاؤں پر مسح کے بارے میں لکھتے ہیں:

مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّ ابْنَ جَرِيرٍ اثْنَانِ؛ أَحَدُهُمَا شِيْعِيٌّ، وَإِلَيْهِ يُنْسَبُ ذٰلِكَ، وَيُنَزِّهُونَ أَبَا جَعْفَرٍ مِّنْ هٰذِهِ الصِّفَاتِ، وَالَّذِي عُوِّلَ عَلَيْهِ كَلَامُهُ فِي التَّفْسِيرِ أَنَّهُ يُوجِبُ غَسْلَ الْقَدَمَيْنِ، وَيُوجِبُ مَعَ الْغَسْلِ دَلْكَهُمَا، وَلٰكِنَّهُ عَبَّرَ عَنِ الدَّلْكِ بِالْمَسْحِ، فَلَمْ يَفْهَمْ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ مُرَادَهُ جَيِّدًا، فَنَقَلُوا عَنْهُ أَنَّهُ يُوجِبُ الْجَمْعَ بَيْنَ الْغَسْلِ وَالْمَسْحِ.

’’بعض علمائے کرام کا دعویٰ ہے کہ ابن جریر نام کے دو شخص ہیں؛ ان میں ایک شیعہ ہے، جس کی طرف یہ منسوب ہے۔ اہل علم امام ابوجعفر کو ان صفات سے پاک قرار دیتے ہیں۔ (شیعہ قرار دینے والوں کی طرف سے) امام صاحب کی جس کلام کو دلیل بنایا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں پاؤں دھونے کو واجب قرار دیا ہے، لیکن ساتھ میں وہ پاؤں کے ملنے کو بھی واجب قرار دیتے ہیں۔ البتہ ملنے کو انہوں نے ’مسح‘ کے لفظ سے بیان کیا ہے اور اکثر لوگ ان کی مراد کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکے۔ انہوں نے یہ نقل کر دیا کہ امام صاحب دھونے کے ساتھ پاؤں کا مسح کرنا بھی واجب سمجھتے ہیں (حالانکہ ’مسح‘ کا لفظ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رگڑنے اور ملنے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے اور امام صاحب کی یہی مراد تھی)۔''

(البداية والنهاية : 849/14، هجر)

معلوم ہوا کہ امام طبری رحمہ اللہ کو شیعہ کہنا یا تو ناواقفیت ہے یا پھر ہٹ دھرمی۔امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری کو اہل علم جانتے ہیں۔آپ کی تفسیر ہر دور میں متداول رہی ہے۔ہر زمانے کے علما اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں،لیکن کسی نے آپ کو شیعہ نہیں کہا۔نہ معلوم منکرین حدیث خواہ مخواہ کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں؟

❁ محمد بن علی بن محمد بن سہل المعروف بہ ابن الامام کہتے ہیں:

سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ جَرِيرٍ الطَّبْرِيَّ الْفَقِيْهَ، وَهُوَ يُكَلِّمُ الْمَعْرُوْفَ بِابْنِ صَالِحِ الْأَعْلَمِ، وَجَرٰى ذِكْرُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَجَرٰى خِطَابٌ، فَقَالَ لَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيْرٍ : مَنْ قَالَ : إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَيْسَا بِإِمَامَيْ هُدًى، أَيْش هُوَ ؟ قَالَ : مُبْتَدِعٌ، فَقَالَ لَهُ الطَّبْرِيُّ إِنْكَارًا عَلَيْهِ : مُبْتَدِعٌ، مُبْتَدِعٌ، هٰذَا يُقْتَلُ، مَنْ قَالَ : إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ لَيْسَا إِمَامَيْ هُدًى يُّقْتَلُ، يُقْتَلُ .

''میں نے امام ابوجعفر، محمد بن جریر، طبری، فقیہ رحمہ اللہ کو امام ابن صالح اعلم سے سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے سنا۔بات جاری رہی، امام محمد بن جریر رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا: جو شخص کہے کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ائمہ ہدیٰ نہیں ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ بدعتی ہے۔اس پر امام طبری رحمہ اللہ نے ان کی بات کا انکار کرتے ہوئے فرمایا: وہ بدعتی تو ہے ہی، واجب القتل بھی ہے۔پھر فرمایا: جو کہے کہ سیدنا ابوبکر اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ائمہ ہدیٰ نہیں، اسے قتل کر دیا جائے، اسے قتل کر دیا جائے۔“

(تاریخ ابن عساکر : 200/52، 201، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ أَصْحَابِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّدِّيقُ أَبُو بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ثُمَّ الْفَارُوقُ بَعْدَهٗ عُمَرُ، ثُمَّ ذُو النُّورَيْنِ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ، ثُمَّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَإِمَامُ الْمُتَّقِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ .

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سب سے فضیلت والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد عمر فاروق کا مرتبہ ہے۔ پھر سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین کا اور پھر امیر المومنین اور امام المتقین سیدنا علی بن ابو طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا درجہ ہے۔“

(صريح السنة، ص : 23)

❀ مشہور شیعہ عالم، محمد باقر مجلسی (1111ھ) نے محمد بن جریر بن رستم طبری کے بارے میں لکھا ہے:

لَيْسَ هُوَ ابْنُ جَرِيرٍ التَّارِيخِيُّ الْمُخَالِفُ .

”یہ ابن جریر وہ نہیں، جو مؤرخ اور شیعہ کے مخالف ہیں۔“

(بحار الأنوار : 40/1)

سوال: مندرجہ ذیل آیات کا معنی ومفہوم کیا ہے؟

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۞ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مریم : 5-6).

”(زکریا علیہ السلام نے دُعا کی : اے میرے ربّ) مجھے اپنی جناب سے اولاد عطا فرما، جو میری اور آلِ یعقوب کی وارث بنے۔“

❁ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾(النمل : 16)

”سلیمان علیہ السلام، داوٗد علیہ السلام کے وارث بنے۔“

(جواب): ان دونوں مقامات پر انبیا کرام کی وراثت سے مراد مال و جائیداد نہیں، بلکہ علمِ نبوت اور حکمت ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

﴿يَرِثُنِي﴾ عَلٰى مِيرَاثِ النُّبُوَّةِ، وَلِهٰذَا قَالَ : ﴿وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾ (مريم : 4)، كَمَا قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ (النمل : 16)، أَيْ فِي النُّبُوَّةِ، إِذْ لَوْ كَانَ فِي الْمَالِ لَمَا خَصَّهُ مِنْ بَيْنِ إِخْوَتِهٖ بِذٰلِكَ، وَلَمَا كَانَ فِي الْإِخْبَارِ بِذٰلِكَ كَبِيرُ فَائِدَةٍ، إِذْ مِنَ الْمَعْلُومِ الْمُسْتَقِرِّ فِي جَمِيعِ الشَّرَائِعِ وَالْمِلَلِ أَنَّ الْوَلَدَ يَرِثُ أَبَاهُ، فَلَوْلَا أَنَّهَا وِرَاثَةٌ خَاصَّةٌ لَّمَا أَخْبَرَ بِهَا، وَكُلُّ هٰذَا يُقَرِّرُهٗ وَيُثْبِتُهٗ مَا صَحَّ فِي الْحَدِيثِ .

”﴿يَرِثُنِي﴾ سے مراد میراث نبوت ہے، اسی لیے فرمایا گیا: ﴿وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾(مریم : ٤) ”وہ میرا اور آلِ یعقوب کا وارث بنے۔“ جیسا کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ الٰہی ہے:﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾(النمل : 16) ’’سلیمان، داوٗد کے وارث بنے۔‘‘ یہاں بھی نبوت میں وارث بننا مراد ہے۔ اگر اس سے مالی وراثت مراد ہوتی، تو سیدنا داود علیہ السلام انہیں ان کے بھائیوں میں سے کیوں خاص کرتے؟ نیز مالی وراثت کی بات بتانا کوئی بڑا فائدہ نہ تھا، جبکہ تمام شریعتوں اور مذہبوں میں مسلسل یہ ریت چلی آرہی ہے کہ باپ کی میراث میں اولاد وارث ہوتی ہے۔ اگر یہ میراث خاص نہ ہوتی، تو اس کی خبر دینے کی ضرورت کیا تھی؟ احادیث صحیحہ یہی پتہ دیتی ہیں۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : 213/5، سلامۃ)

❁ مزید فرماتے ہیں:

’’اسی مؤقف کو امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اختیار کیا ہے۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : 213/5، سلامۃ)

سوال: بیوہ نے دوسرا نکاح کرلیا، تو کیا اسے پہلے شوہر کی وراثت میں حصہ ملے گا؟

جواب: بیوہ کو ہر صورت پہلے شوہر کی وراثت میں حصہ ملے گا، خواہ وہ آگے نکاح کر لے اور خواہ وہ یکے بعد دیگرے کئی نکاح کرلے، تب بھی جتنے شوہروں کی بیوہ بنے گی، ان سے وراثت پائے گا۔

بعض علاقوں میں بیوہ اگر دوسرا نکاح کرلے، تو اسے پہلے شوہر کی وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے، یہ ظلم اور ناجائز عمل ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۹۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جس اخبار یا کاغذ پر قرآنی آیات یا احادیث لکھی ہوں، ان میں کھانے کی چیزیں ڈال کر بیچنا کیسا ہے؟

جواب: جن کاغذات پر قرآنی آیات یا احادیث تحریر ہوں، ان کاغذات کو ردی کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں، ان میں چیزیں ڈال کر فروخت کرنا بھی جائز نہیں، کیونکہ کھانے کے بعد لوگ ان کاغذات کو پھینک دیتے ہیں اور قرآنی آیات واحادیث پیروں تلے روندی جاتی ہیں، یا کوڑے دان میں ڈال دی جاتی ہیں۔ اس لیے قرآنی آیات اور احادیث تحریر شدہ کاغذات کو ردی کے لیے استعمال کرنا بے حرمتی ہے۔

سوال: بچوں کو خلاف ترتیب قرآن کریم کی تعلیم دینا کیسا ہے؟

جواب: بعض اساتذہ طلبا کو خلاف ترتیب قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہیں، مثلاً پہلے ''عم'' پارہ پڑھاتے ہیں، پھر ''تبارک الذی'' اور اسی طرح پیچھے کی طرف جاتے ہیں۔ اس طرح تعلیم دینا جائز ہے، اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچوں کو آسان سے مشکل کی طرف لایا جائے، کیونکہ آخری پاروں میں سورتیں اور آیات چھوٹی ہیں، تو اگر بچہ چھوٹی سورتوں اور آیات سے بڑی کی طرف جائے گا، تو اس کے لیے سیکھنا آسان ہوگا۔

سوال: ذکر الٰہی کو کسی دوسرے مقصد کے لیے استعمال کرنا کیسا ہے؟ مثلاً کسی کو پانی پلانے کا کہنا ہو، تو ''سبحان اللہ'' کہا جائے، کسی کو مخاطب کرنا ہو، تو ''لا الہ الا اللہ'' کہا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا کوئی بھی ذکر کسی مقصد کے لیے ہو؟

جواب: اللہ کے ذکر کو دوسرے مقاصد کے لیے استعمال کرنا درست نہیں۔ اسی طرح موبائیل فون پر ''گھنٹی'' کے طور پر قرآنی آیات، حدیث یا اذان کی آواز لگالینا درست نہیں، ایسا کرنا نامناسب ہے۔

سوال: کیا بھنگی یا نشئی کو زمزم کا پانی پلایا جاسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، پلایا جاسکتا ہے، کراہت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

سوال: آیات قرآنیہ کے کتبے چومنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔

سوال: قرآن یا حدیث کی کتابوں کو سرہانے کے طور پر استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔ قرآن اور حدیثی کتب کا احترام چاہیے۔

سوال: نبی کریم ﷺ کے نعلین کی شبیہ کو چومنا کیسا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے نعلین کی شبیہ بنانا بذات خود جائز نہیں، پھر اس شبیہ کو چومنا تو بالاولیٰ جائز نہیں۔ محبت کے اظہار کا یہ انداز اسلاف اُمت نے اختیار نہیں کیا۔

بعض لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب نعلین کا فرضی و مصنوعی نقشہ بنا رکھا ہے، اس کے جھوٹے فوائد بتائے جاتے ہیں، جھوٹے تجربات بیان کیے جاتے ہیں، مثلاً: جس لشکر میں یہ نقشہ ہوگا، وہ فتح یاب ہوگا، جس قافلے میں ہوگا، بہ حفاظت اپنی منزل پر پہنچے گا، جس کشتی میں ہوگا، وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گی، جس گھر میں ہوگا؛ وہ جلنے سے محفوظ رہے گا، جس مال و متاع میں ہوگا، وہ چوری سے محفوظ رہے گا اور کسی بھی حاجت کے لیے صاحب نعلین سے توسل کیا جائے، تو وہ پوری ہو کر رہے گی اور اس توسل سے تنگی فراخی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبدیل ہو جائے گی۔

نقش نعلین کے فوائد و برکات میں یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ جو شخص اس کو حصول برکت کی نیت سے اپنے پاس محفوظ رکھے گا، تو اس کی برکت سے وہ شخص ظالم کے ظلم، دشمنوں کے غلبہ، شیاطین کے شر اور حاسدین کی نظر بد سے محفوظ رہے گا، اسی طرح اگر کوئی حاملہ عورت دردزہ میں اس کو اپنے دائیں پہلو میں رکھ لے، تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و مشیئت سے اس خاتون پر آسانی فرمائے گا۔ اس نقش نعلین کی برکتوں میں سے یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس کے ذریعہ نظر بد اور جادو ٹونے سے آدمی امان میں رہتا ہے، نیز حادثات سے بچاؤ کے لیے بھی اسے اکسیر بتایا جاتا ہے۔

یہ سب خودساختہ باتیں ہیں۔ نقش نعلین سے تبرک حاصل کرنے میں ان کا سلف کون ہے؟ ایک مصنوعی نقشہ کے متعلق یہ کہنا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی مبارک جوتیوں کا نقش ہے اور پھر اس کے فوائد و برکات بیان کرنا کون سا دین ہے؟

سوال: کمرے یا دکان میں قرآنی آیات کو کسی چیز پر تحریر کر کے چسپاں کرنا کیسا ہے؟

جواب: بطور زینت اور برکت ایسا کرنا جائز اور درست ہے۔

سوال: کرنسی پر قرآنی آیت لکھنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔ البتہ اگر لکھی ہے، تو اس کرنسی کی لین دین کرنا جائز ہے۔

سوال: بغیر وضو کسی آیت کو ورق پر تحریر کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، بے وضو قرآن کریم کے مصحف کو نہیں چھو سکتا، البتہ چند آیات کو تحریر بھی کر سکتا ہے اور ہاتھ بھی لگا سکتا ہے۔ کئی احادیث کا عموم اس پر دلالت کرتا ہے۔

سوال: خواتین کا آپس میں معانقہ کرنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: عورت کا عورت سے معانقہ ومصافحہ کرنا جائز ہے، اس کے مکروہ یا حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: عورت کے لیے تنگ لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: عورت کے لیے غیر محرم کے سامنے تنگ اور چست لباس پہننا جائز نہیں کہ جس سے اعضا کی بناوٹ وغیرہ ظاہر ہوتی ہو۔ یہ حرام ہے۔

سوال: اجنبی سے چوڑی پہنوانا کیسا ہے؟

جواب: اجنبی مرد کو ہاتھ پکڑانا یا کسی بھی عضو کو مَس کرنے کی اجازت دینا ہرگز جائز نہیں، الا کہ کوئی شدید عذر ہو، مگر چوڑیاں پہننا کوئی شدید عذر نہیں۔

سوال: جس کی بیوی کو زنا سے حمل ہوا ہو، کیا وہ دوران حمل بیوی سے جماع کرسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، وہ بیوی سے دوران حمل صحبت کرسکتا ہے۔ شرعی قانون کے مطابق پیدائش کے بعد بچہ موجودہ شوہر کی طرف ہی منسوب ہوگا، زانی کی طرف نہیں۔

سوال: عورت کو کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم دلانا کیسا ہے؟

جواب: اگر کسی کالج یا یونیورسٹی میں لڑکیوں کے لیے الگ باپردہ تعلیمی نظام قائم ہے، تو وہاں تعلیم دلوانا جائز ہے۔ مخلوط نظام میں تعلیم درست نہیں۔

نہایت افسوس سے لکھنا پڑھ رہا ہے کہ ہمارا نظام تعلیم اتنا غیر شرعی ہو چکا ہے کہ کسی شریف گھرانے کی بچی کے لیے اعلیٰ تعلیم کا حصول قریب قریب ناممکن ہو چکا ہے۔ کسی بھی اہم ڈگری کو شرعی حدود میں رہ کر حاصل کرنا مشکل کردیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے، آمین!

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا تُنْزِلُوهُنَّ الْغُرَفَ وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ الْكِتَابَةَ يَعْنِي النِّسَاءَ وَعَلِّمُوهُنَّ الْمِغْزَلَ وَسُورَةَ النُّورِ.

''عورتوں کو بالا خانوں میں مت ٹھہرائیں، نیز انہیں لکھنا پڑھنا مت سکھائیں، بلکہ غزل پڑھنے اور سورت نور کی تعلیم دیں۔''

(المُستدرك للحاكم: 3494)

جواب: باطل اور جھوٹی روایت ہے۔ عبد الوہاب بن ضحاک حمصی ''متروک وکذاب'' ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''صحیح الاسناد'' کہا، تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے تردید کی:

بَلْ مَوْضُوعٌ.

''بلکہ یہ روایت من گھڑت ہے۔''

عبدالوہاب بن ضحاک کی متابعت محمد بن ابراہیم شامی نے کی ہے۔

(المُعجم الأوسط للطّبَراني: 5713)

مگر محمد بن ابراہیم شامی خود ''کذاب'' اور ''منکر الحدیث'' ہے۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس سند کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(شُعَب الإيمان، تحت الحديث: 2227)

سوال: شیعوں کا فرقہ ''واقفہ'' کون سا ہے؟

جواب: اثنا عشریہ میں ایک فرقہ ''واقفہ'' ہے۔ جو امامت کو اپنے ساتویں امام موسیٰ کاظم پر موقوف سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک باقی ائمہ معصومین نہیں ہیں۔

سوال: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک بخاری و مسلم کا کیا مقام ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ كِتَابٌ أَصَحُّ مِنَ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ بَعْدَ الْقُرْآنِ.

''آسمان کی چھت کے نیچے قرآن کے بعد صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں۔''

(الفتاوی الکبریٰ: 86/5)

سوال: بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر فقرو فاقہ کی شکایت کرنے لگا، آپ نے اسے شادی کا مشورہ دیا......''اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو إِلَيْهِ الْفَاقَةَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ.

''ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غربت کا شکوہ کیا، فرمایا: شادی کر لیں۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 382/1)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

❁ سعید بن محمد مدنی کے بارے میں امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ.

''اس کی حدیث معتبر نہیں۔''

(الجرح والتّعدیل لابن أبي حاتم: 58/4)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُقَلِّبُ الْأَخْبَارَ رَوٰى عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ بِنُسْخَةٍ مِّنْهَا أَشْيَاءُ مُسْتَقِيمَةٌ تُشْبِهُ حَدِيثَ الثِّقَاتِ وَأَشْيَاءُ مَقْلُوبَةٌ لَّا تُشْبِهُ حَدِيثَ الْأَثْبَاتِ لَا يَجُوزُ الِاحْتِجَاجُ بِخَبَرِهٖ إِذَا انْفَرَدَ .

''احادیث الٹ پلٹ کرتا تھا۔اس نے ابن منکدر سے ایک نسخہ روایت کیا تھا، جس میں چند مستقیم احادیث تھیں، جو ثقہ راویوں کی احادیث کے مشابہ تھیں اور چند مقلوب روایات تھیں، جو ثقات کی احادیث کے مشابہ نہیں تھیں۔ جب یہ منفرد ہو، تو اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔''

(كتاب المَجروحين :326/1)

❁ اللہ کا فرمان اس روایت سے مستغنی کر دیتا ہے:

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَّكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ .

(النّور : ٣٢)

''اپنے بے نکاح مردوں ،عورتوں اور پارسا غلاموں ، لونڈیوں کا نکاح کر دیں۔ وہ غریب و نادار ہوں، تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا۔ اللہ بہت وسعت والا اور علم والا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نصیحت ملاحظہ ہو:

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا: شادی کی ہے؟ عرض کیا: جی نہیں، فرمایا:

تَزَوَّجْ ، فَإِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”شادی کرلیں، اس امت کی سب سے بہترین ہستی (نبی کریم ﷺ) کی سب سے زیادہ بیویاں تھیں۔“

(صحيح البخاري : 5069)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما زیادہ شادیوں سے نیک فال لے رہے ہیں اور ایک منفرد انداز سے اپنے شاگرد کو نکاح کی ترغیب دے رہے ہیں، استدلال میں نبی کریم ﷺ کے تعددِ نکاح کو پیش کر رہے ہیں، کیوں کہ نکاح خیر و برکت کا باعث ہیں۔

مسلمان غفلت کا شکار ہے، اولاد بالغ ہو جاتی ہے، ان کی شادیاں نہیں کرتے۔ اگر پوچھا جائے، تو کہتے ہیں کہ جب یہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا، تب شادی کریں گے۔ نہ پاؤں پہ کھڑا ہوتا ہے، نہ شادی ہوتی ہے، حالاں کہ شادی ہوتی ہی پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے ہے۔ جب عمر ڈھلنے لگتی ہے، پھر جا کر شادی کرتے ہیں، مزے کی بات یہ کہ اس وقت بھی وہ پاؤں پر کھڑے نہیں ہو پاتے۔ حالات کو شادی کے لیے آڑ نہیں بنانا چاہیے۔ نکاح خیر والا عمل ہے۔ ایک مؤمن کو اس کے عوض میں ڈھیروں خیر و برکت نصیب ہو جاتی ہے۔

سوال: کیا سسر سے پردہ ہے؟

جواب: سسر سے پردہ نہیں، البتہ اگر فتنہ کا خدشہ ہو، تو احتیاط کرنی چاہیے۔

سوال: لڑکی پر پردہ کرنا کب فرض ہوتا ہے؟

جواب: جب لڑکی عمر بلوغ کو پہنچ جائے، تو اس پر غیر محرم سے پردہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور دیگر اسلامی فرائض و واجبات بھی لازم ہو جاتے ہیں۔

اسلام ہر اس لڑکے یا لڑکی کو بالغ قرار دیتا ہے، جسے احتلام ہو، زیر ناف بال اُگ آئیں یا پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائے۔

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف لابن المنذر : 4/387-388)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لڑکی کو حیض آنا بھی بلوغت کی نشانی ہے۔

سوال: قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کا کیا کیا جائے؟

جواب: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے۔اس کا احترام فرض ہے،قرآن کریم کی صیانت وحفاظت مومن کا فریضہ ہے۔اس کی توہین واہانت کفر ہے،البتہ قرآن کریم کے اوراق انتہائی بوسیدہ ہو جائیں،پڑھنے کے لائق نہ رہیں،انہیں کسی ایسی زمین میں دفن کر دیا جائے، جہاں ان کی بے حرمتی کا شائبہ نہ ہو۔یا کسی غیر آباد کنواں میں ڈال دیا جائے۔اگر ایسا ممکن نہ ہو،تو ان اوراق کو جلا دینے میں کوئی حرج نہیں، وہ خاک دفن کر دی جائے۔اس میں چونکہ قرآن کریم کی تحقیر کا قصد نہیں ہے، بلکہ اس کی حفاظت اور احترام پیش نظر ہے۔جمہور علمائے اسلام کی یہی رائے ہے۔

۞ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ أَوِ الْمُصْحَفِ أَوْ بِشَيْءٍ مِّنْهُ أَوْ سَبَّهُمَا أَوْ جَحَدَهٗ أَوْ حَرْفًا مِّنْهُ أَوْ آيَةً أَوْ كَذَّبَ بِهٖ أَوْ بِشَيْءٍ مِّنْهُ أَوْ كَذَّبَ بِشَيْءٍ مِّمَّا صُرِّحَ بِهٖ فِيهِ مِنْ حُكْمٍ أَوْ خَبَرٍ أَوْ أَثْبَتَ مَا نَفَاهُ أَوْ نَفٰى مَا أَثْبَتَهٗ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْهُ بِذٰلِكَ أَوْ شَكَّ فِي شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِإِجْمَاعٍ.

”جان لیجئے کہ جس نے قرآن یا مصحف یا اس کے ایک حصے کا استخفاف کیا، یا ان کے بارے میں کوئی توہین آمیز کلمہ کہا، یا قرآن یا اس کے کسی حصے یا آیت کا انکار کیا، یا اس کی یا کچھ حصہ کی تکذیب کی، یا اس میں موجود کسی واضح حکم یا خبر کو جھٹلایا، یا جانتے بوجھتے اس بات کو ثابت کیا، جس کی قرآن نے نفی کی، یا اس کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نفی کی، جس کو قرآن نے ثابت کیا، یا قرآن کے کسی حصہ میں شک کیا، تو وہ اہل علم کے نزدیک بالاجماع کافر ہے۔''

(الشِّفا بتعريف حقوق المصطفٰى : 304/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى وُجُوبِ تَعْظِيمِ الْقُرْآنِ الْعَزِيزِ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَتَنْزِيهِهٖ وَصِيَانَتِهٖ وَأَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنْ جَحَدَ مِنْهُ حَرْفًا مِّمَّا أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَوْ زَادَ حَرْفًا لَّمْ يَقْرَأْ بِهٖ أَحَدٌ وَهُوَ عَالِمٌ بِذٰلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مطلقاً قرآنِ عزیز کی تعظیم، تنزیہ اور حفاظت کرنا واجب ہے، نیز اجماع ہے کہ جو جان بوجھ کر قرآن کے ایک بھی حرف کہ جس پر اجماع ہو چکا ہے، کا انکار کرے یا اپنی طرف سے کوئی حرف زیادہ کرے کہ جس کی قرأت (اس سے پہلے) کسی (اہل علم) نے نہیں کی، تو وہ کافر ہے۔''

(التِّبيان في آداب حَمَلة القرآن، ص 164)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ : إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ، رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ، وَأَرْسَلَ إِلٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوا، وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ، أَنْ يُحْرَقَ .

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تین قریشیوں سے کہا: اگر تمہارا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قرآن کے کسی حصہ کے بارے اختلاف ہو جائے، تو اسے قریش کی زبان میں لکھ دینا، کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ جب صحیفوں سے نسخے تیار کر دیے گئے، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیے اور تیار کردہ نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ ہر علاقے میں بھیج دیا، اس کے علاوہ قرآن کے جتنے بھی صحائف تھے، سب کو جلانے کا حکم فرمایا۔''

(صحيح البخاري : 4987)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) لکھتے ہیں:

فِي أَمْرِ عُثْمَانَ بِتَحْرِيقِ الصُّحُفِ وَالْمَصَاحِفِ حِينَ جَمَعَ الْقُرْآنَ جَوَازُ تَحْرِيقِ الْكُتُبِ الَّتِي فِيهَا أَسْمَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَأَنَّ ذٰلِكَ إِكْرَامٌ لَّهَا، وَصِيَانَةٌ مِّنَ الْوَطْءِ بِالْأَقْدَامِ وَطَرْحِهَا فِي ضَيَاعٍ مِّنَ الْأَرْضِ .

''قرآن کو (کتابی شکل میں) جمع کرنے کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بقیہ تمام صحائف کو جلا دینے کا حکم دینے میں جواز ہے کہ ان کتب کو جلانا جائز ہے، جن میں اللہ کے نام درج ہوتے ہیں، یہ ان کتب کی عزت اور پاؤں میں روندے جانے سے حفاظت ہے۔ نیز یہ بھی جائز ہے کہ ان کتب کو غیر آباد زمینوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سپرد کر دیا جائے۔“

(شرح صحيح البخاري : 10/226)

❁ نیز اہل علم کی مختلف آراذ کر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قَوْلُ مَنْ حَرَّقَهَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ .

”ان کتب کو جلانے والوں کی بات زیادہ درست ہے۔“

(شرح صحيح البخاري : 10/226)

تنبیہ:

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم جلانا ثابت نہیں، یہ آپ رضی اللہ عنہ پر بعض لوگوں کا اتہام ہے۔آپ رضی اللہ عنہ جامع القرآن ہیں۔

❁ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھنا ثابت ہے۔

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 1/294، سنن الدّارقطني : 2/34، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو نہیں جلایا، بلکہ قرآن کے وہ نسخے جلائے، جو زوائد تھے اور اُمت کو ایک مصحف پر جمع کر دیا، ایسا انہوں نے قرآن کی حفاظت وصیانت کے لیے کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے مصحف کو مختلف علاقوں میں نشر کیا، لہٰذا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کو پھیلانے والے تھے، نہ کہ مٹانے والے۔

❁ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) نقل کرتے ہیں:

أَمَّا تَعَلُّقُ الرَّوَافِضِ بِأَنَّ عُثْمَانَ أَحْرَقَ الْمَصَاحِفَ فَإِنَّهٗ جَهْلٌ مِنْهُمْ وَعَمًى فَإِنَّ هٰذَا مِنْ فَضَائِلِهٖ وَعِلْمِهٖ فَإِنَّهٗ أَصْلَحَ وَلَمَّ الشَّعَثَ وَكَانَ ذٰلِكَ وَاجِبًا عَلَيْهِ وَلَوْ تَرَكَهٗ لَعَصٰى لِمَا فِيهِ مِنَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

التَّضْيِيعِ وَحَاشَاهُ مِنْ ذٰلِكَ ...... أَمَّا قَوْلُهُمْ إِنَّهُ أَحْرَقَ الْمَصَاحِفَ ...... أَنَّهُ أَحْرَقَ مَصَاحِفَ قَدْ أُودِعَتْ مَا لَا يُحِلُّ قِرَاءَ تُهُ، وَفِي الْجُمْلَةِ إِنَّهُ إِمَامٌ عَدْلٌ غَيْرُ مُعَانِدٍ وَلَا طَاعِنٍ فِي التَّنْزِيلِ وَلَمْ يَحْرِقْ إِلَّا مَا يَجِبُ إِحْرَاقُهُ وَلِهٰذَا لَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ أَحَدٌ ذٰلِكَ .

"روافض کا یہ اعتراض کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کو جلا دیا تھا، تو ان کی جہالت کی اور اندھا پن ہے، کیونکہ یہ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل اور علم میں سے ہے کہ انہوں نے مصلحت سے کام لیا اور بکھرے ہوئے (لوگوں) کو جمع کیا، ایسا کرنا ان پر واجب تھا، اگر وہ نہ کرتے، تو گناہ گار ٹھہرتے، کیونکہ اس میں قرآن کا ضیاع ہے اور وہ ایسا ہرگز نہ ہونے دیتے۔...... روافض کا یہ کہنا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کو جلا دیا۔...... (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کے ان نسخوں کو جلایا، جن کو پڑھنا درست نہ تھا، خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ عادل خلیفہ تھے، قرآن کریم کے دشمن یا اس پر طعن کرنے والے نہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن کے انہی نسخوں کو جلایا، جن کو جلانا واجب تھا، اسی لیے کسی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر انکار نہیں کیا۔"

(البُرهان في علوم القرآن: 240/1)

❀ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی توبہ کا واقعہ میں فرماتے ہیں کہ میری طرف غسان کے بادشاہ کا بایں الفاظ خط آیا:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ، وَلَا مَضْيَعَةٍ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ، فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا: وَهٰذَا أَيْضًا مِّنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا.

''امابعد، مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کے ساتھی (نبی کریم ﷺ) نے آپ کو چھوڑ دیا ہے، لیکن اللہ نے آپ کو رسوائی اور تنگی سے دوچار نہیں کیا، آپ ہمارے پاس آ جائیں، ہم آپ کا ساتھ دیں گے، میں (کعب رضی اللہ عنہ) نے خط پڑھ کر سوچا: یہ بھی ایک آزمائش ہی ہے، لہٰذا میں نے اسے تندور میں پھینک کر جلا دیا۔''

(صحيح البخاري: 4418، صحيح مسلم: 2769)

❀ اس حدیث کی شرح میں قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ حَرْقِ مَا فِيهِ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى لِعِلَّةٍ تُوجِبُ ذٰلِكَ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ ضرورت (مثلاً بے حرمتی سے بچاؤ) کے لیے ان اوراق کو جلانا جائز ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کا نام درج ہو۔''

(إكمال المُعلِم بفوائد مسلم: 280/8)

❀ ثقہ امام، خالد بن مہران، حذاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِذَا حُدِّثْتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ فَازْدَهِرْ بِهٖ.

''جب آپ کو رسول اللہ ﷺ سے (ثابت) کوئی حدیث بیان کی جائے، تو اسے محفوظ کر لیں۔''

(شُعَب الإيمان للبَيْهَقِي: 1488، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ اس قول کے تحت حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْ تَعْظِيمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجلَّ، وَتَعْظِيمِ رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا يُحْمَلَ عَلٰى مُصْحَفِ الْقُرْآنِ، وَلَا عَلٰى جَوَامِعِ السُّنَنِ كِتَابٌ، وَّلَا شَيْءٌ مِّنْ مَتَاعِ الْبَيْتِ وَأَنْ يُّنْفَضَ الْغُبَارُ عَنْهُ إِذَا أَصَابَهٗ وَأَنْ لَّا يَمْسَحَ أَحَدٌ يَدَهٗ مِنْ طَعَامٍ، وَلَا غَيْرِهٖ بِوَرَقَةٍ فِيهَا ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَوْ ذِكْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يُمَزِّقُهَا تَمْزِيقًا، وَلٰكِنْ إِنْ أَرَادَ بِهٖ تَعْطِيلَهَا فَلْيَغْسِلْهَا بِالْمَاءِ حَتّٰى تَذْهَبَ الْكِتَابَةُ مِنْهَا، وَإِنْ أَحْرَقَهَا بِالنَّارِ فَلَا بَأْسَ، أَحرَقَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَصَاحِفَ كَانَتْ فِيهَا آيَاتُ قُرْآنٍ وَقِرَاءَ اتٌ مَنْسُوخَةٌ، وَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَحَدٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی تعظیم میں سے ہے کہ مصحفِ قرآن اور سنن کی کتابوں پر کوئی (دوسری) کتاب یا گھر کی کوئی چیز نہ رکھی جائے، غبار آلودہ ہو، تو غبار دور کی جائے، کھانے وغیرہ والے ہاتھ ایسے ورق سے صاف نہ کیے جائیں، جس میں اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہو، نہ اسے پھاڑا جائے، بلکہ اگر اوراق ضائع کرنا مقصود ہو، تو پہلے اسے پانی سے دھولیا جائے، تاکہ لکھے ہوئے الفاظ دھل جائیں اور اگر اسے آگ سے جلا دیں، تب بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صحیفے کہ جن میں آیات قرآنیہ اور منسوخ قرائتیں تھیں، کو جلایا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا، واللہ اعلم!''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(شُعَب الإیمان، تحت الحدیث : 1488)

سوال: کیا بہنوئی سے پردہ واجب ہے؟

جواب: جی ہاں، بہنوئی سے پردہ واجب ہے۔

سوال: غیر محرم عورتوں سے بات چیت کرنا کیسا ہے؟

جواب: بقدر ضرورت جائز ہے، مگر گفتگو میں بے تکلفی مناسب نہیں۔

سوال: عورت کا گھر میں ننگے سر رہنا کیسا ہے؟

جواب: اگر گھر میں غیر محرم نہیں ہے، تو حرج نہیں۔

سوال: کیا مردوں کے لیے زعفرانی رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے؟

جواب: مرد کے لیے زعفرانی رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے، البتہ کسی کپڑے کو زعفران میں رنگ کر پہننا مردوں کے لیے ممنوع ہے۔ (بخاری: ۵۸۴۶، مسلم: ۲۱۰۱)

سوال: سیاہ رنگ کا لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، البتہ محرم میں نہ پہنا جائے، کیونکہ یہ روافض کا ماتمی لباس ہے۔

سوال: پتلون پہننا کیسا ہے؟

جواب: جو لباس ساتر ہو، وہ پہننا جائز ہے، پتلون اگر کھلی ڈھلی ہو، اس میں اعضا واضح نہ ہوں، تو پہنی جا سکتی ہے، البتہ احتراز بہتر ہے۔

سوال: مصنوعی ریشم کا کیا حکم ہے؟

جواب: مصنوعی ریشم کا استعمال جائز ہے، یہ وہ ریشم نہیں، جو مردوں کے لیے حرام ہے، حرام ریشم وہ ہے، جو ریشم کے کیڑے سے تیار ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں نرم و ملائم کپڑے کو ریشمی کپڑا کہہ دیتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا بیوی شوہر کے لیے لپ سٹک لگا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، لگا سکتی ہے۔

سوال: مرد کے لیے دنداسا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے۔

سوال: کیا غیر شادی شدہ عورت چوڑیاں پہن سکتی ہے؟

جواب: چوڑیاں پہننا زینت ہے، جسے غیر شادی شدہ لڑکیاں بھی اختیار کر سکتی ہیں، البتہ غیر محرم کے سامنے ظاہر نہ کریں۔

سوال: کیا ڈاڑھی منڈوانا اعلانیہ گناہ ہے؟

جواب: ڈاڑھی منڈوانا اعلانیہ گناہِ کبیرہ ہے۔ اس پر توبہ ضروری ہے، توبہ کی صورت یہ ہے کہ عزم بالجزم کرے کہ آئندہ ڈاڑھی منڈوانے یا کٹوانے سے باز رہے گا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ .

''اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے سوا میری تمام امت کو معاف کر دیا جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 6069، صحيح مسلم : 2990)

سوال: عورت کے چہرے پر بال اُگ آئیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کے چہرے پر بال نکل آئیں، تو انہیں زائل کرنا جائز ہے۔ البتہ ابرو کے بال بنوانے پر لعنت کی گئی ہے۔

سوال: گردن کے بال مونڈنا کیسا ہے؟

جواب: گردن کے بال زائل کیے جا سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص اس نیت سے ڈاڑھی مونڈتا ہے کہ اس کی گھنی ڈاڑھی آئے گی، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی بھی مقصد اور ارادے سے ڈاڑھی کاٹنا یا مونڈنا جائز نہیں۔ ڈاڑھی رکھنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، پھر چاہے گھنی ہو یا چھوٹی۔

سوال: ''قزع'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ''قزع'' کا معنی یہ ہے کہ سر کے بعض حصے کے بال مونڈ دینا اور بعض کو چھوڑ دینا، جیسے فوجی کٹنگ، پیالہ کٹنگ وغیرہ۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قزع'' سے منع فرمایا۔''

(صحيح البخاري : 5920، صحيح مسلم : 2120، واللفظ لهٗ)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لِأَنَّهٗ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ، وَالْقَزَعُ حَلْقُ الْبَعْضِ، فَدَلَّ عَلٰى جَوَازِ حَلْقِ الْجَمِيعِ .

''چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرما دیا ہے اور قزع سر کے کچھ حصے کو مونڈھنے کو کہتے ہیں، لہٰذا یہ پورا سر مونڈھنے کے جواز پر دلیل ہے۔''

(مجموع الفتاویٰ: 21/119)

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کیسے تھے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفیں تین طرح کی تھیں؛

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① جُمَّہ

کندھوں پر لٹکتی زلفیں۔

② لِمَّہ

کانوں کی لو سے بڑھی ہوئی زلف۔

③ وَفْرہ

کانوں کی لو تک پہنچی ہوئی زلفیں۔

لِمَّہ اور جُمَّہ ایک دوسرے کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہیں۔

❁ معروف لغوی، حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

''اہل لغت کہتے ہیں کہ جُمَّہ بال وَفرہ سے بڑے ہوتے ہیں۔ جمہ کندھوں پر لٹکتے بالوں کو کہتے ہیں۔ وفرہ وہ بال، جو کانوں کی لو تک پہنچیں اور لِمَّہ مونڈھوں کو چھوتے ہیں۔''

(شرح صحیح مسلم: 285/2)

سوال: کیا دائمی طور پر سر منڈوانا جائز ہے؟

جواب: سنت یہی ہے کہ پٹے رکھے جائیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفیں تھیں، البتہ اگر سر منڈوانے پر دوام کیا جائے، تو بھی جائز ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَّمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ : فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي ثَلَاثًا، وَكَانَ يَجُزُّ شَعْرَهُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جس نے غسل جنابت کے دوران بال برابر بھی جسم کا حصہ خشک چھوڑ دیا، اسے دوزخ میں ایسا ایسا عذاب ہوگا۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ حدیث سننے کے بعد میں نے اپنے سر سے لگالی۔آپ رضی اللہ عنہ سر منڈوا کر رکھتے تھے۔“

(حديث شعبة بن الحجاج للحافظ محمد بن المظفر بن موسى أبي الحسين البزّار : 24، المُختارة للضّياء : 453، مسند الإمام أحمد : 94/1، سنن أبي داوٗد : 249، سنن ابن ماجة : 599، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام طبری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(تهذيب الأثار [مسند علي] : 277/3)

❁ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

(المُفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 586/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(التلخيص الحبير : 142/1)

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

”یہ حدیث دلیل ہے کہ سدا بہار سر منڈوانا سنتِ تقریری ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ثابت رکھا ہے اور اس لیے بھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے ہیں، جن کے طریقے کو دل و جان سے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔“

(شرح الطّيبي : 814/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۹۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: سر کے بالوں کے بارے میں شریعت کا نکتہ نظر کیا ہے؟

جواب: سر کے بال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ جن میں ہیبت وسطوت بھی ہے اور حسن و جمال بھی۔ سنتِ رسول کے مطابق بال رکھنے سے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوش نودی حاصل ہوتی ہے، وہاں قیام دین اور غلبہ اسلام کی بہترین کوشش بھی ہے۔

آج کے مسلمان کفار کی وضع قطع اور تہذیب وتمدن کے دل دادہ ہیں۔ جب سے انہوں نے اپنے عملی امتیازات ترک کیے، مجبور ومقہور ہو کر رہ گئے ہیں، اپنا مذہبی تشخص اور اسلامی شعار کھو بیٹھے ہیں۔ ان کے اور اللہ کے باغیوں کے مابین ظاہری فرق وتمیز ختم ہوگئی ہے۔

مسلمانوں کی غفلت وسرکشی اور بدعملی کا یہ عالم ہے کہ فطرت پرست انسان انہیں ایک نظر نہیں بھاتا۔ مغلوبیت کے ماروں نے کفار کی دیکھا دیکھی مسنون بالوں سے نفرت شروع کر دی ہے، کفار بالوں سے نفرت بھی کرتے ہیں اور بالوں سے ڈرتے بھی ہیں۔

گو بالوں کا تعلق عبادات سے نہیں، معاملات سے ہے، لیکن بال رکھنے میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اختیار کرنا مستحب ضرور ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ کفار کی مشابہت میں الٹے سیدھے بال رکھنا کسی صورت درست نہیں۔

افسوس کن امر ہے کہ بعض خاصے مذہبی قسم کے لوگ بھی دین دار نوجوانوں کو سختی کے ساتھ بال کٹوانے کا حکم دیتے نظر آتے ہیں، حالانکہ مستحب امور کی ترغیب ہونی چاہیے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعض احباب یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ بڑے بالوں کو سنوارنا مشکل ہے اور اس سے طالبِ علم کا حرج ہوتا ہے۔ لیکن یہ وہم ہے، کیوں کہ دین آسان ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ چھوٹے بال سنوارنا قدرے مشکل ہے، بل کہ ان کے سنوارنے میں زیادہ اخراجات اٹھتے ہیں اور وقت کا ضیاع ہے۔

مسلمان گھرانوں میں بچپن ہی سے اسلامی آدابِ معاشرت سکھائے جائیں تا کہ بڑے ہو کر اسلامی شعار اور اسلامی طرزِ زندگی اپنا سکیں اور پوری دنیا کے سامنے اسلامی تہذیب وتمدن کا بہترین نمونہ پیش کر سکیں۔

بصد معذرت کہ یہ سنت ہمارے معاشرے میں تو متروک ہوئی ہی تھی، مدارس دینیہ سے جبراً نکال دی گئی۔ جہاں سنت کا احیا چاہیے تھا، وہاں سنت کے ساتھ استہزا ہوتا ہے۔ طلباء کو زلفیں رکھنے سے صرف روکا ہی نہیں جاتا، بل کہ کوئی رکھ لے، تو خروج بھی لگ سکتا ہے۔ چھوٹی عمر میں بالوں پر قینچی چلا دی جاتی ہے۔ اس معصوم کی فطرت کے ساتھ کھلواڑ کیا جاتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ طلبا کو مدارس سے محبت سنت کا درس ملتا، مگر یہاں تو سنت رسول کو دیس نکالا دیا جا رہا ہے۔ اسی باعث بیسیوں طلبا بدک جاتے ہیں۔ مدرسہ سے بھاگ لیتے ہیں۔ بھاگ نہ سکیں، تو ایک تنفر کی فضا ضرور بن جاتی ہے۔

اربابِ مدارس! یاد رکھیے! بال سنوارنا ایک مخصوص عمر کی نفسیات ہیں۔ آپ کاٹیں یا چھوڑیں، وہ اپنا شوق پورا کرتا رہے گا، تو کیوں نہ اس کی فطرت مارنے کے بجائے، اسے درست رخ دے دیا جائے۔ اسے متنفر کرنے کے بجائے، محبت کا درس دیا جائے۔ وہ بال سنت کے مطابق رکھے، سنت کے لئے عوام الناس میں مثال قائم ہو، یاد رکھیے کہ بال رکھنے سے ایمان بگڑے گا، نہ اسلام جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ہاں ایک اور خطا پر مبنی نظریہ بھی پایا جاتا ہے، وہ یہ کہ بال برابر رکھنے چاہییے۔ چھوٹے رکھیں، تو برابر۔ بڑے رکھیں، تو برابر۔ طرہ یہ کہ اسے اسلام کا حکم قرار دیا جاتا ہے۔ میرے بھائی! شوق سے برابر برابر کی رٹ لگائیں، اسے اسلام کے سر تو نہ تھوپیں، نبی کریم ﷺ سے صرف تین طرح کے بال رکھنا ثابت ہے، برابر وغیرہ والا نظریہ اسلام ہوتا، تو نبی کریم ﷺ، اصحاب رسول ﷺ اور ائمہ سلف ضرور تصریح کرتے، واللہ اعلم!

سوال: مرد کے لیے جوڑا باندھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: سینما کی ملازمت کا کیا حکم ہے؟

جواب: سینما فحاشی، بے حیائی اور محرمات کا اڈا ہے، اس میں کسی قسم کی ملازمت جائز نہیں، کیونکہ یہ گناہ پر تعاون ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

"نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔"

سوال: دار الحرب میں سود اور شراب کے محکموں میں ملازمت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہر حال جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

سوال: کھانے کے وقت گفتگو کرنا کیسا ہے؟

جواب: کھانے کے وقت گفتگو کرنا جائز ہے، کراہت یا حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کھانے کے وقت جوتا اُتارنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، مگر استحباب یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ، فَاخْلَعُوا نِعَالَكُمْ، فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ.

''جب (آپ کے لیے) کھانا رکھا جائے، تو جوتے اُتار لیا کریں، کیونکہ یہ آپ کے پاؤں کے لیے زیادہ راحت کا باعث ہے۔''

(سنن الدّارمي : 2125، المستدرك للحاكم : 7129)

جواب: سند باطل اور منکر ہے۔ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث تیمی ''متروک ومنکر الحدیث'' ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا، تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے تعاقب کیا:

أَحْسِبُهُ مَوْضُوعًا وَإِسْنَادُهُ مُظْلِمٌ.

''میں اسے من گھڑت سمجھتا ہوں، اس کی سند اندھیری ہے۔''

❀ مسند ابی یعلی (۳۰۲، ۴۱۸۸) میں موسیٰ بن محمد تیمی کی متابعت کی گئی ہے، مگر وہ سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① داود بن زبرقان ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② معاذ بن شعبہ کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ ابو الہیثم یا ابن ابی الہیثم کا تعین نہیں ہو سکا۔

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اس حدیث اور چند دوسری روایات کے متعلق فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هٰذِهِ أَحَادِيثُ مُنْكَرَةٌ، كَأَنَّهَا مَوْضُوعَةٌ .

''یہ احادیث منکر ہے، بلکہ من گھڑت لگتی ہیں۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 617/5)

سوال: حرام چیز کو کھاتے پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: حرام چیز کھاتے پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں۔

سوال: کھڑے ہو کر پینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جواز اور منع دونوں طرح کی احادیث ثابت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا کھڑے ہو کر پینا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کھڑے ہو کر پینے کو آپ ﷺ کی سنت بتانا اور خود کھڑے ہو کر پینا بھی، نیز تابعین وائمہ دین کا اسے جائز بتانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جن احادیث میں کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا گیا ہے، وہ یا تو منسوخ ہیں یا ان سے مراد نہی تنزیہی ہے، یعنی کھڑے ہو کر پانی پینا بہتر نہیں، البتہ کوئی پی لے، تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) احادیث میں کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِمَّا أَنْ يَّكُونَ نَهْيَ تَنْزِيهٍ، أَوْ نَهْيَ تَحْرِيمٍ، ثُمَّ صَارَ مَنْسُوخًا .

''یا تو یہ ممانعت تنزیہی ہے یا پھر تحریمی ہے جو بعد میں منسوخ ہو گئی۔''

(السّنن الكبرىٰ : 282/7)

❁ علامہ ابو عبد اللہ مازری رحمہ اللہ (۵۳۶ھ) لکھتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْأَمْرَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ بِالِاسْتِقَاءِ؛ لَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنَّهُ لَيْسَ عَلٰى أَحَدٍ أَنْ يَّسْتَقِيءَ .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے والے کو قے کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے، اس کے بارے میں اہل علم کا اتفاق ہے کہ ایسا کرنا کسی پر فرض نہیں۔''

(فتح الباري لابن حَجَر : 10/82-83)

❀ محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَا نَرٰى بِالشُّرْبِ قَائِمًا بَأْسًا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا .

''ہم کھڑے ہو کر پینے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ امام ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا یہی قول ہے۔''

(المؤطّأ لمحمّد بن حسن، ص 375)

❀ علامہ عبدالحئ لکھنوی، حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

اَلْحَقُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الْبَيْهَقِيُّ والنَّوَوِيُّ وَالْقَارِيُّ وَالسُّيُوطِيُّ وَغَيْرُهُمْ؛ أَنَّ النَّهْيَ لِلتَّنْزِيهِ، وَالْفِعْلُ لِبَيَانِ الْجَوَازِ .

''اس مسئلے میں حق بات وہی ہے جو امام بیہقی، نووی، (ملا علی) قاری، سیوطی وغیرہ نے ذکر کی ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پینا بیانِ جواز کے لیے تھا۔''

(التّعليق الممجّد على مؤطّأ محمّد، ص 375)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ بیٹھ کر پینا اولیٰ اور بہتر ہے۔

❀ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اصحابِ صفہ کو پلانے کے لیے دودھ کا پیالہ دیا، جب پلا چکے، تو فرمایا:

اُقْعُدْ، فَاشْرَبْ.

''بیٹھیے اور نوش کیجیے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

فَقَعَدْتُّ، فَشَرِبْتُ.

''چنانچہ میں نے بیٹھ کر دودھ پیا۔''

(صحيح البخاري : 6452)

لیکن کھڑے ہو کر پینا حرام نہیں، بلکہ جائز ہے۔ اسے گناہ سمجھنا یا اسے آبِ زمزم کے ساتھ خاص کرنا نصوصِ شرعیہ اور صحابہ و تابعین و ائمہ دین کے فہم سے مطابقت نہیں رکھتا۔

سوال: حرام مال سے لگائے گئے نلکے سے پانی پینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، حرام مال کا گناہ اسی پر ہے، جس نے حرام کمایا ہے، نیز حرام مال سے لگائے گئے نلکے کا ثواب نہیں ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ حلال مال سے کیا گیا صدقہ ہی قبول کرتا ہے، بہرکیف حرام مال سے لگائے گئے نلکے سے پانی پینا جائز ہے۔

سوال: لوہے اور سٹیل کے برتنوں میں کھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، کراہت یا حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: میز اور کرسی پر کھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، ممانعت ثابت نہیں، البتہ دسترخوان بچھانا اور نیچے بیٹھ کر کھانا نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے، اس میں بہتری ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ، وَلَا فِي سُكْرُجَةٍ، وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَةَ: عَلَامَ يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ.

''نبی کریم ﷺ نے کبھی شاہانہ دستر خوان پر کھانا نہیں کھایا (جس پر متکبر لوگ کھاتے ہیں) چھوٹی پلیٹ میں بھی نہیں کھایا، نیز کبھی بھی آپ ﷺ کے لیے چھنے ہوئے آٹے کی باریک روٹی نہیں پکائی گئی۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے قتادہ رحمہ اللہ سے پوچھا: کس چیز پر کھاتے تھے؟ کہا: (عام چھوٹے) دستر خوان پر۔''

(صحيح البخاري : 5415)

سوال: بعض لوگ سفر حج وعمرہ پر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ سے مٹی کی ٹکیاں لاتے ہیں، واپسی پر لوگ ان ٹکیوں سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور شفا کے لیے وہ ٹکیاں کھاتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ کی مٹی سے تبرک لینا حرام اور ناجائز ہے اور اس میں شفا خیال کرنا بھی جائز نہیں۔ یہ غلو ہے، جو ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ تبرک صرف نبی کریم ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کے ثابت آثار سے جائز ہے۔ اب نہ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ ہمارے درمیان موجود ہے اور نہ آپ ﷺ کے آثار مقدسہ۔

سوال: ٹوٹے ہوئے برتن میں کھانا پینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، کراہت پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

سوال: غیر مسلم کو سلام کہنے کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): اہل کتاب پر سلام میں پہل نہیں کرنی چاہیے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، ہاں اگر وہ سلام کہیں، تو جواب میں ''وعلیکم'' کہہ دیں گے۔

(صحيح البخاري : 6256، صحيح مسلم : 2165)

لیکن جواب میں کہا گیا سلام، سلام تحیہ نہیں، بلکہ امان ہے، جو کافر کے لیے بھی ہو سکتی ہے۔

① سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ مَرَّ بِرَجُلٍ هَيْئَتُهُ هَيْئَةُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ عُقْبَةُ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ : أَتَدْرِي عَلٰى مَنْ رَدَدْتَ؟ فَقَالَ : أَلَيْسَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟ فَقَالُوا : لَا، وَلٰكِنَّهُ نَصْرَانِيٌّ، فَقَامَ عُقْبَةُ فَتَبِعَهُ حَتّٰى أَدْرَكَهُ فَقَالَ : إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهٖ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، لٰكِنْ أَطَالَ اللّٰهُ حَيَاتَكَ وَأَكْثَرَ مَالَكَ .

''آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کا گزر ہوا، جس کی ظاہری ہیئت مسلمانوں والی تھی، اس شخص نے آپ کو سلام کہا، تو آپ نے اس کا جواب دیا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تو آپ سے غلام نے کہا: جانتے ہیں کہ آپ نے کسے سلام کہا ہے؟ تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ مسلمان نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا: جی نہیں، یہ عیسائی ہے۔ تو سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ اس عیسائی کے پیچھے گئے اور اس کے پاس پہنچ کر فرمایا: بلاشبہ اللہ کی رحمت اور برکات صرف مومنین کے لیے ہیں، لیکن اللہ تیری عمر دراز کرے اور تجھے مال کی کثرت عطا کرے۔''

(السنن الكبرى للبيهقي : 203/9، وسندهٗ حسنٌ)

② سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَلٰى كُلِّ مَنْ لَقِيَهُ، قَالَ : فَمَا عَلِمْتُ أَحَدًا سَبقَهُ بِالسَّلَامِ إِلَّا يَهُودِيًّا مَرَّةً اخْتَبَأَ لَهُ خَلْفَ أُسْطُوَانَةٍ، فَخَرَجَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو أُمَامَةَ : وَيْحَكَ يَا يَهُودِيُّ، مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ : رَأَيْتُكَ رَجُلًا تُكْثِرُ السَّلَامَ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ فَضْلٌ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ آخُذَ بِهٖ، فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ : وَيْحَكَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، يَقُولُ : إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ السَّلَامَ تَحِيَّةً لِأُمَّتِنَا، وَأَمَانًا لِأَهْلِ ذِمَّتِنَا .

”آپ رضی اللہ عنہ ہر ایک کو سلام کہا کرتے تھے، (راوی کہتے ہیں کہ) مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے سلام کہنے میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے پہل کی ہو، ہاں ایک دفعہ ایک یہودی جو ستون کے پیچھے چھپا تھا، سامنے آیا اور اس نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سلام کہا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تمہاری بربادی ہو، یہودی! ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگا: میں نے دیکھا کہ آپ کثرت سے سلام کہتے ہیں، تو میں نے جان لیا کہ یہ کوئی فضیلت والا عمل ہے، تو میں نے چاہا کہ یہ عمل میں بھی اختیار کروں، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہاری بربادی ہو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سلام کو ہماری امت کے لیے تحفہ اور اہل ذمہ کے لیے امان بنایا ہے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 109/8، ح : 7518، وسندهٗ حسنٌ)

تنبیہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں (شعب الایمان للبیہقی : ۸۳۷۸، وسندہ حسن) ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر مسلم و غیر مسلم کو سلام کہا کرتے تھے۔ جبکہ مندرجہ بالا اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے غیر مسلم کو سلام کہنے سے رجوع کر لیا تھا، یہی حدیث کے موافق ہے۔

② سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر (شعب الایمان للبیہقی : ۸۵۱۸) ابراہیم نخعی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَعَلَّهٗ لَمْ يَبْلُغْهُ مَا بَلَغَ غَيْرَهٗ مِنَ السُّنَّةِ، وَمُتَابَعَةُ السُّنَّةِ أَوْلٰى .

”ممکن ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو غیر مسلم کو سلام کہنے کی ممانعت کا علم نہ ہو سکا ہو۔ لہٰذا حدیث کا اتباع ہی اولیٰ ہے۔“

③ محمد بن کعب کے قول (مصنف ابن ابی شیبہ : ۲۵۷۵۰) کی سند ضعیف ہے، مسعودی مختلط ہے، یزید بن ہارون نے بعد از اختلاط روایت لی ہے۔

④ سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا ابو درداء اور سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم اہل شرک کو سلام کہا کرتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 25752)

سند ضعیف ہے۔

۱۔ اسماعیل بن عیاش کی اہل حجاز سے روایت ضعیف ہوتی ہے، محمد بن عجلان مدنی ہیں، نیز اسماعیل بن عیاش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۲۔ محمد بن عجلان مدلس ہیں، ان کا ابو درداء وغیرہ سے سماع کا مسئلہ ہے۔

⑤ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اہل کتاب کو خط میں ”سلام علیک“ لکھتے تھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنف ابن أبي شيبة : 25748)

سند ضعیف ہے۔اس میں ''رجل''مبہم ہے،نیز سفیان ثوری کی تدلیس ہے۔

⑥ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا قصہ (مستدرک حاکم:۴۹۴۶) مجہول رواۃ پر مشتمل ہے۔

⑦ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے قول کی سند پر آگاہی نہیں ہو سکی۔

فائدہ:

مشرکین،کفار اور مومنین ایک ساتھ بیٹھے ہوں،تو سلام کہہ سکتے ہیں۔

(صحيح البخاري : 6254، صحيح مسلم : 1798)

لیکن نیت مسلمانوں کو سلام کرنے کی ہوگی،کیونکہ کفار کو سلام کہنا جائز نہیں۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے مسلمانوں کی جماعت کو سلام کہا،جس میں عیسائی بھی موجود تھا،تو اس پر اعتراض ہوا،اس نے کہا:میں نے نیت میں صرف مسلمانوں کو مراد لیا ہے،نیز اسے کہا گیا کہ تجھے یہ الفاظ کہنے چاہیے تھے کہ السلام علی من اتبع الہدیٰ۔آیا اسے پہلے الفاظ (یعنی السلام علیکم) کہنا چاہیے تھا یا دوسرے الفاظ (یعنی السلام علی من اتبع الہدیٰ)؟ تو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے جواب دیا:

لَا يُجْزِىءُ فِي السَّلَامِ إِلَّا اللَّفْظُ الْأَوَّلُ، وَلَا يُسْتَحَقُّ الرَّدُّ إِلَّا بِهِ، وَيَجُوزُ السَّلَامُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَفِيهِمْ نَصْرَانِيٌّ إِذَا قَصَدَ الْمُسْلِمِينَ فَقَطْ، وَأَمَّا السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى فَإِنَّمَا شُرِعَ فِي صُدُورِ الْكُتُبِ إِذَا كُتِبَتْ لِلْكَافِرِ، كَمَا ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ.

''سلام کہنے میں صرف پہلے الفاظ ہی جائز ہیں،اسی طرح سلام کا جواب بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہی الفاظ میں دیا جائے گا، مسلمانوں کی جماعت میں عیسائی موجود ہو، تو مسلمانوں کی نیت کر کے سلام کہا جا سکتا ہے۔ اب رہے السلام علی من اتبع الھدیٰ کے الفاظ، تو یہ صرف ان خطوط کے آغاز میں مشروع ہے، جو کفار کو لکھے جائیں، جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے۔''

(الحاوي للفَتاوي :297/1)

اگر کوئی کہے کہ کافر کو سلام میں پہل کیونکر درست ہے؟ تو اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''مفسرین کرام نے کہا ہے کہ یہاں سلام سے مراد تحیۃ الاسلام نہیں ہے، بلکہ اس کا معنی ہے کہ اسلام قبول کرنے والا عذاب الٰہی سے سلامت رہے، اسی لیے تو اس (آیت) کے بعد (والی آیت میں) ہے کہ تکذیب اور روگردانی کرنے والے کے لیے عذاب ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري :38/1)

بعض سلف کا کہنا ہے کہ کافر کو ''سلام علیک'' بھی کہہ سکتے ہیں، تو اس سلام سے مراد تحیۃ الاسلام نہیں ہے، بلکہ یہ کفار کے لیے (قبول اسلام کے ذریعہ) عذاب الٰہی سے حفاظت کی دعا ہے۔

فائدہ:

اگر مسلمان کو خط لکھا جائے تو اس میں السلام علیکم ہی کہا جائے گا، جیسا کہ کاتب مغیرہ، وراد ثقفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ : سَلَامٌ عَلَيْكَ، أَمَّا بَعْدُ !

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا: سلام علیک، اما بعد!“

(صحیح مسلم : 593)

الحاصل:

غیر مسلم کو تحیۃ الاسلام یعنی السلام علیکم نہیں کہہ سکتے، نہ پہل کرتے ہوئے اور نہ ہی اس کے سلام کے جواب میں۔ اگر وہ سلام کہے، تو جواب میں صرف ”وعلیکم“ کہا جا سکتا ہے، کیونکہ کفار السام علیکم کہتے ہیں یا اسلو با السلام علیکم کہہ کر نیت میں ہلاکت کی دعا کرتے ہیں، لہٰذا ”وعلیکم“ کہہ کر ان پر وہی لوٹا دی جائے۔

سوال: بعض لوگ مصافحہ کے بعد اپنا ہاتھ چومتے ہیں، کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ قرآن وسنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

❀ فقہائے احناف نے اسے مکروہ قرار دیا ہے:

مَا يَفْعَلُهُ الْجُهَّالُ مِنْ تَقْبِيلِ يَدِ نَفْسِهٖ إِذَا لَقِيَ غَيْرَهٗ فَمَكْرُوْهٌ.

”بعض جہلا دوسرے سے ملتے وقت اپنا ہاتھ چومتے ہیں، یہ مکروہ ہے۔“

(درِ مختار، ص 659، البِناية شرح الهداية : 12/198، مِنحة السّلوك، ص 415، تبيين الحقائق شرح كنز الدّقائق : 6/25، البحر الرّائق : 8/226)

سوال: کیا فاسق کو سلام کہا جا سکتا ہے؟

جواب: فاسق اور کبیرہ گناہ کے مرتکب مسلمان کو سلام کہا جا سکتا ہے۔

سوال: ریڈیو پر کہے گئے سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟

جواب: ریڈیو پر کہے گئے سلام کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ، أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا .

''جب کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملے، تو اسے سلام کہے، پھر اگر (چلتے چلتے) کوئی درخت، دیوار یا پتھر دونوں کے درمیان حائل ہو جائے، تو دوبارہ ملتے وقت پھر سلام کہے۔''

(سنن أبي داود: 5200)

(جواب): یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

(سوال): بوقت سلام پیشانی پر ہاتھ رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں، اسلامی شعار یہ ہے کہ ملاقات کے وقت سلام کیا جائے، مصافحہ یا معانقہ بھی مسنون ہے، مگر پیشانی پر ہاتھ رکھنا ثابت نہیں۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارٰی، فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ، وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ .

''یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار مت کریں، یہود انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں۔''

(سنن التّرمذي: 2695)

(جواب): سند ضعیف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① ابن لہیعہ ضعیف، مدلس اور مختلط ہے۔

② ابن لہیعہ کا عمرو بن شعیب سے سماع نہیں ہے۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 417)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

❀ ابن لہیعہ کی متابعت یزید بن ابی حبیب نے کی ہے۔

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 7380)

یہ متابعت مفید نہیں، کیونکہ اس سند میں ابو مسیّب سلم بن سلام واسطی مجہول ہے۔ نیز سند میں اور بھی خرابیاں ہیں۔

سوال: شادی کے موقع پر مکان پر رنگین بتیوں سے چراغاں کرنا کیسا ہے؟

جواب: تھوڑی بہت کی گنجائش ہے، مگر نکاح کو آسان سے آسان بنانا چاہیے۔

سوال: مقابلہ حسن قرأت منعقد کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: طلبا میں تجوید قرآن کا ذوق پیدا کرنے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے مقابلہ حسن قرأت کے پروگرام منعقد کرنا مستحسن ہیں۔

سوال: مکان کی تعمیر کرتے وقت بکرا ذبح کر کے اس کا خون بنیادوں میں ڈالنا اور گوشت غربا میں تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ بدعقیدگی، توہم پرستی اور بدعت ہے، اس کا کوئی شرعی جواز نہیں۔

سوال: جب کوئی شخص حج کر کے آئے، تو تبرک حاصل کرنے کے لیے اس کی پیشانی کا بوسہ لینا کیسا ہے؟

جواب: تبرک صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ خاص ہے، غیر نبی سے تبرک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر تبرک کی نیت نہ ہو، تو بوسہ لینا جائز ہے۔

سوال: کیا نام تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: شرعاً کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا ایک شخص اپنے کئی نام رکھ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: عبدالرحمٰن یا عبدالرحیم نام رکھنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفات کی طرف نسبت کر کے نام رکھنا بہت اچھا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ .

”اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔“

(صحیح مسلم: 2132)

سوال: پتنگ بازی کا مقابلہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: پتنگ بازی جان لیوا کھیل ہے۔ اس سے ہر سال کتنی ہی اموات ہوتی ہیں، یہ شرعاً وقانوناً جرم ہے اور اس کا مقابلہ منعقد کرانا کسی صورت جائز نہیں۔

سوال: کیا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل سب سے زیادہ ہیں؟

جواب: بلا شبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب متواتر احادیث سے ثابت ہیں، لیکن اس امت کے سب سے افضل انسان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ ہے، ان کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت ہے۔ یہ اہل سنت کی ترتیب ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

”اتنے فضائل کسی صحابی کے وارد نہیں ہوئے، جتنے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے وارد ہوئے ہیں۔“

(المستدرك للحاكم : 108/3، وسندهٗ صحيحٌ)

امام اہل سنت رحمہ اللہ کے اس قول کے دو مطلب ہو سکتے ہیں؛

① جتنی روایات علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں مروی ہیں، اتنی کسی اور صحابی کے بارے میں نہیں ہیں، یہ ملی جلی روایات ہیں، بعض صحیح ہیں اور بعض ضعیف وموضوع۔

❁ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا كُذِبَ عَلٰى أَحَدٍ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ كَمَا كُذِبَ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

”امت میں اتنا جھوٹ کسی پر نہیں بولا گیا، جتنا علی رضی اللہ عنہ پر بولا گیا ہے۔“

(الجَعديات للبَغوي : 2556، الشّريعة للآجُرّي : 2531/5، وسندهٗ صحيحٌ)

② اصحاب ثلاثہ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

رافضیت اور ناصبیت دو انتہائیں ہیں، ایک گروہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل قرار دیتا ہے تو دوسرا گروہ ان کی خلافت کا سرے سے ہی منکر ہے۔ اہل سنت مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق دیتے ہیں۔ وہ انہیں اسلام کا چوتھا خلیفہ برحق تسلیم کرتے ہیں اور ان کے متعلق کسی قسم کی بری رائے رکھنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ننگے سر بازار جانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، ممانعت یا کراہت پر دلیل معلوم نہیں۔

سوال: غسل خانے کا فرش پختہ ہے، اس میں پیشاب کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: گابھن گائے قصاب کو فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ گابھن گائے کو ذبح کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا ممتحن نالائق طلبا کی امتحان میں معاونت کرسکتا ہے؟

جواب: جائز نہیں، اس سے محنتی طلبا کی حق تلفی ہوگی۔

سوال: ہندوؤں کے تہواروں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز اور حرام ہے۔ یہ ان کے کفر اور گناہ پر معاونت ہے، نیز مسلمانوں کی مداہنت کی دلیل ہے، جو کہ ہرگز درست نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾ (الفُرقان : ۷۲)

''اللہ والے گناہ کی محفلوں میں شرکت نہیں کرتے۔''

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱) فرماتے ہیں:

''اچھی طرح سمجھ لیں کہ سلف صالحین میں کوئی بھی ان خرافات میں شرکت نہیں کرتا تھا، حقیقی مومن تو وہی ہوتا ہے، جو سلف صالحین کا خوشہ چین ہو، جن اسلاف نے اللہ کے انعام یافتہ انبیائے کرام، صدیقین، شہدا اور نیک و پارسا سے دین حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا لطف و کرم کرتے ہوئے ہمیں ان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بنادے۔وہ جُود وکرم کرنے والا ہے۔“

(الأمر بالإتباع والنّهي عن الابتداع، ص 152)

سوال: موذی جانوروں کو مارنا کیسا ہے؟

جواب: جو جانور اذیت پہنچائے، اسے مارنا جائز ہے، بلاوجہ مارنا درست نہیں۔

سوال: گرگٹ کو مارنا کیسا ہے؟

جواب: گرگٹ کو مارنا کارِثواب ہے۔

❁ سیدہ اُم شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ، وَقَالَ: كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر (آگ میں ڈالے جانے کے بعد) پھونکتا تھا (تاکہ آگ تیز ہو جائے)۔“

(صحيح البخاري: 3359، صحيح مسلم: 2237)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذٰلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذٰلِكَ.

”جس نے گرگٹ کو پہلی چوٹ میں مارا، اس کے لیے سو نیکیاں ہیں اور جس نے دوسری چوٹ میں مارا اس کے لیے پہلی سے کم نیکیاں ہیں اور جس نے تیسری چوٹ میں مارا، اس کے لیے دوسری سے کم نیکیاں ہیں۔“

(صحيح مسلم: 2240)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۹۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اخبار بینی کے وقت مردوں اور عورتوں کی تصاویر دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: عورت کی تصویر فتنہ ہے، لہٰذا اسے دیکھنے سے اجتناب ضروری ہے۔

سوال: گناہ کو جائز کہنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا گناہ کہ جس کا گناہ ہونا متفق ہو، اس کو جائز سمجھنا الحاد اور ارتداد ہے، ایسے شخص سے توبہ کرائی جائے گی، توبہ کر لے، تو درست، ورنہ ارتداد لازم آئے گا، البتہ جس عمل کے گناہ ہونے میں اختلاف ہو، اس میں یہ فتویٰ نہیں آئے گا۔

سوال: عورت کے لیے ناک اور کان چھیدنا کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کے لیے ناک اور کان چھیدوانا جائز ہے۔ کئی عمومی دلائل سے اس کی رخصت ملتی ہے، اسے تخلیق میں بگاڑ قرار دینا درست نہیں۔

سوال: ریشم کے مصلیٰ پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: کیڑے سے جو ریشم تیار کی گئی ہو، اس کے مصلیٰ پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال: جعلی سرٹیفکیٹ بنوا کر ملازمت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، یہ دھوکہ اور حق تلفی ہے، یقیناً اس کے لیے رشوت بھی دی جاتی ہے، جو کہ حرام اور ناجائز ہے۔

سوال: ریڈیو پر قرآن کریم کی تلاوت اور تفسیر سننا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے، ریڈیو، ٹیلی ویژن، کمپیوٹر اور موبائل وغیرہ سہولتیں ہے، ان سے جائز استفادہ کرنا چاہیے۔

سوال: ٹی وی پر اسلامی نشریات سننا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: انگریزی کی تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی بھی زبان سیکھنا اعزاز ہے، انگریزی بین الاقوامی زبان ہے، اسے سیکھنا وقت کی ضرورت ہے، مسلمانوں کو انگریزی زبان اور فنون سیکھنے چاہیے، مگر اسلامی شعائر میں مداہنت کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

سوال: بچوں کو کھلونے دلانا کیسا ہے؟

جواب: بچوں کو کھلونے دلانا جائز ہے۔

سوال: بچوں کو تصاویر کے ذریعے تعلیم دینا کیسا ہے؟

جواب: تصویر کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے، نہ کہ اسے حصول تعلیم کا ذریعہ بنانا چاہیے۔

سوال: کسی ڈاڑھی منڈے کو منبر پر وعظ کے لیے بٹھانا کیسا ہے؟

جواب: ڈاڑھی منڈوانا اعلانیہ گناہ ہے اور مسجد کا منبر ایک دینی منصب ہے، جس پر کسی اعلانیہ فاسق کو فائز نہیں کیا جا سکتا، اس میں شعائر اسلامیہ کی توہین ہے۔

سوال: لا الہ الا اللہ کے وسیلہ سے دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: ''لا الہ الا اللہ'' کلمہ طیبہ اور کلمہ حق ہے، اس میں توحید باری تعالیٰ کا کمال پایا جاتا ہے، لہٰذا اس کے وسیلے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جا سکتی ہے۔

سوال: سانپ، بندر اور ریچھ وغیرہ پالنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز نہیں۔ یہ حرام جانور ہیں۔

سوال: ہاتھ میں چین والی گھڑی باندھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اگر چین سونے کی ہے، تو مردوں کے لیے ناجائز ہے۔

سوال: جو نائی لوگوں کی ڈاڑھیاں مونڈتا ہے، اس سے حجامت بنوانا کیسا ہے؟

جواب: بنوائی جا سکتی ہے۔ ڈاڑھی مونڈنے کا گناہ نائی کے سر ہے۔

سوال: کسی جائز کام کے لیے کسی کی سفارش کرنا کیسا ہے؟

جواب: مشروع و مستحب ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَهٗ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا﴾

(النّساء : ٨٥)

”جو کسی نیکی اور بھلائی پر سفارش کرے، اسے اس میں کچھ حصہ ملے گا اور جس نے برائی کی سفارش کی، اسے بھی برائی کا حصہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

❁ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا .

”(دوسروں کی جائز اُمور میں) سفارش کر کے اجر حاصل کریں۔“

(صحيح البخاري : 6027، صحيح مسلم : 2627)

سوال: بے بی ٹیسٹ ٹیوب (مصنوعی طریقہ تولید) کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): مصنوعی طریقہ تولید کی دور حاضر میں سات صورتیں ہیں۔

① شوہر اور غیر عورت کا مادہ تولید لے کر بیوی کی رحم میں رکھا جائے۔

② غیر مرد اور بیوی کا مادہ تولید بیوی کی رحم میں رکھا جائے۔

③ شوہر اور بیوی کا مادہ تولید لے کر کسی غیر عورت کے رحم میں رکھا جائے۔

④ غیر مرد اور غیر عورت کا مادہ تولید لے کر بیوی کی رحم میں رکھا جائے۔

⑤ شوہر اور بیوی کا مادہ تولید لے کر دوسری بیوی کی رحم میں رکھا جائے۔

⑥ شوہر اور بیوی کا مادۂ تولید افزائش کے لئے ٹیوب میں رکھا جائے، اس کے بعد بیوی کے رحم میں منتقل کر دیا جائے۔ رحم مادر میں ارتقائی مراحل سے گزرے اور بچہ پیدا ہو جائے، اس طریقہ تولید کو طبی اصطلاح میں (Test tube fertilization) کہا جاتا ہے۔

⑦ شوہر کا مادہ تولید سرنج کے ذریعہ بیوی کی رحم تک پہنچا دیا جائے۔

پہلی پانچ صورتیں ناجائز اور حرام ہیں۔ ان میں کئی شرعی قباحتیں موجود ہیں۔

آخری دو صورتیں کو مرض اور عذر کی بنا پر بالکل درست اور جائز تسلیم کیا گیا ہے۔ بچہ باپ کا جزو ہوتا ہے۔ لیکن باپ کی طرف نسبت کے لئے شرط ہے کہ نکاح شرعی کے بعد تعلق قائم ہو، یہی وجہ ہے کہ بیوی کی ناجائز اولاد زانی یا خاوند کی طرف منسوب نہیں ہوتی۔ گویا دو جہ سے بچے کی نسبت باپ کی طرف ہو سکتی ہے۔

① وجود کا حصہ ہونا

② نکاح شرعی کے بعد تعلق قائم ہونا

اس سائنسی طریقہ علاج میں یہ دونوں وجوہات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں، لہٰذا اس سے پیدا ہونے والی اولاد کی نسبت ماں باپ کی طرف درست ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناسب ہوگا کہ مسئلہ رضاعت کواس کی دلیل بنالیا جائے، رضاعت کے رشتے دودھ کی وجہ سے ثابت ہوتے ہیں، بچہ ایک عورت کا دودھ پیتا ہے اور وہ بچے کا جزو بدن بنتا ہے، اس دودھ میں رضاعی باپ کے اجزاء بھی شامل ہوتے ہیں، اسی لئے باپ کی طرف بھی نسبت رضاعت قائم ہوجاتی ہے۔یعنی وہ رضاعی باپ بن جاتا ہے۔

بے بی ٹیسٹ ٹیوب جو کہ ایک انسان کا اپنا نطفہ ہے اور بچے نے پرورش بھی اس کی بیوی کے رحم میں پائی ہے، شریعت کی دونوں قیود نکاح شرعی اور ماں باپ کے وجود کا حصہ ہونا، اس میں موجود ہیں، لہٰذا اس طریقہ میں کوئی قباحت نہیں۔

طریقہ علاج توقیفی نہیں ہوتا، جو بھی بہتر ہو اپنایا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اصول شریعت سے متصادم نہ ہو، ٹیسٹ ٹیوب بے بی چوں کہ اصول شریعت سے ممنوع نہیں لہٰذا اس سے پیدا ہونے والا بچہ حلال اور صحیح النسب ہوگا۔

سائنسی طریقہ تولید کے صحیح ہونے پر ایک اور دلیل ملاحظہ ہو:

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”عتبہ بن ابی وقاص (کافر) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ میرے نطفے سے ہے، آپ اس کو اپنی نگہداشت میں لے لینا، فتح مکہ کے سال سعد رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اٹھالیا اور دعوی کیا کہ یہ بچہ میرے بھائی عتبہ کا ہے، عبد بن زمعہ نے احتجاج کیا کہ یہ بچہ تو میرے باپ زمعہ کی لونڈی سے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے، لہٰذا میرے باپ کی اولاد ہے۔جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوا، سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، انہوں نے مجھے وصیت کی تھی کہ اسے اپنی پرورش میں لے لوں، عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، یہ میرے باپ کی لونڈی کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بچہ ہے اور اس نے میرے باپ کے بستر پر جنم لیا ہے۔لہٰذا یہ میرے باپ زمعہ ہی کا بیٹا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبد بن زمعہ! یہ لڑکا آپ کے پاس رہے گا، پھر فرمایا: بچہ اس کا ہوگا، جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی رجم ہو گا۔ نبی کریم ﷺ نے محسوس کیا کہ اس لڑکے کی مشابہت عتبہ کے ساتھ ہے، اس لئے ام المومنین، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جو زمعہ کی بیٹی تھیں اور اس لڑکے کی بہن بنتی تھیں، کو حکم دیا کہ اس لڑکے سے پردہ کریں، لہٰذا وہ لڑکا تاوقت وفات سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ نہیں سکا۔"

(صحيح البخاري : 2053، صحيح مسلم : 1457)

ذرا غور فرمائیں کہ اس مشابہت کے باوجود نبی کریم ﷺ نے نومولود کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا، حالانکہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ تھی، مقصود یہ قاعدہ سمجھانا تھا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہو، البتہ زانی کو کوڑے ضرور لگیں گے۔

جبکہ بے بی ٹیسٹ ٹیوب باپ کے بستر پر پیدا ہوتا ہے، نطفہ بھی اسی کا ہوتا ہے، تو اس کی نسبت کیوں کر نہ درست ہوگی؟

بیسیوں چیزیں، جو فطرت سے ہٹ کر ہیں، مثلاً آپریشن کے ذریعے بچے کی پیدائش، بچے کو حقیقی ماں کے بجائے دوسری ماں کا دودھ پلانا، بچے کی پرورش گائے، بکری یا ڈبے کے دودھ پر کرنا وغیرہ۔ہم انہیں جائز کہتے ہیں، لہٰذا عذر کی وجہ سے سائنسی طریقہ تولید کو اختیار کرنا فطرت سے ہرگز بغاوت نہیں، بلکہ بہترین طریقہ علاج ہے۔

سوال: کسی ملک میں ویزا کی مدت سے زائد قیام کرنا کیسا ہے؟

جواب: ویزا ایک معاہدہ ہوتا ہے، جس کی خلاف ورزی درست نہیں، پھر کسی غیر ملک میں بغیر اجازت اقامت پذیر ہونا قانونی جرم ہے، لہٰذا احتراز ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: خنزیر کے بالوں سے بنائے گئے برش کا کیا حکم ہے؟

جواب: خنزیر نجس العین ہے، اس کے کسی جزو سے انتفاع حلال نہیں، لہٰذا خنزیر کے بالوں یا کھال سے بنی کسی چیز کا استعمال جائز نہیں۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''خنزیر کی حرمت میں پورے کا پورا خنزیر داخل ہے، یعنی اس کے تمام ظاہری اور باطنی اجزا۔ ذرا تدبر کیجیے کہ کیسے خنزیر کے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کی حرمت کی طرف اشارہ کر دیا، چونکہ خنزیر میں زیادہ چیز گوشت ہے، اس لیے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کو حرام کر دیا، کسی اور چیز کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے برعکس (احرام کے حالت میں) شکار (کی حرمت میں) یہ نہیں کہا کہ تم پر شکار کا گوشت حرام کیا گیا ہے، بلکہ خود شکار کو حرام کیا ہے، اس میں شکار کے جانور کو قتل کرنا اور اسے کھانا دونوں شامل ہیں۔ جبکہ جب (خنزیر کی) تجارت کو حرام کیا، تو پورے خنزیر کا ذکر کیا اور اس کی حرمت گوشت کے ساتھ خاص نہیں کی، تاکہ بیع کی حرمت زندہ اور مردہ خنزیر کو شامل ہو۔''

(زاد المَعاد: 5/674)

❁ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

''فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ ''مگر جس جانور کو تم ذبح کر لو (وہ حلال ہے)۔'' خنزیر کو ذبح نہیں کیا جاتا۔ دباغت (چمڑے کو رنگنا) سے زیادہ تطہیر ذبح میں ہے، کیونکہ ذبح کا عمل جانور کے گوشت اور دیگر تمام اجزا پر ہوتا ہے، جبکہ دباغت کا عمل (بعض جزوی) اختلاف کے ساتھ صرف جلد پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔لہٰذا جب خنزیر کی جلد میں ذبح کا عمل اثر نہیں کرتا، تو اس میں دباغت کا عمل بالاولیٰ اثر نہیں کرتا (اس لیے اس کے چمڑے کو رنگنا جائز نہیں)۔''

(المَسالك في شرح مؤطإ الإمام مالك : 310/5)

سوال: امتحان میں نقل کرنا کیسا ہے؟

جواب: امتحان میں نقل کرنا جائز نہیں، اس میں دوسروں کی حق تلفی ہے۔

سوال: میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، انسانی ضرورت ہے اور بہترین ہنر ہے۔

سوال: حسن بن عمارہ بجلی راوی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: حسن بن عمارہ بجلی ''ضعیف ومتروک'' اور ''مدلس'' ہے۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، ضَعَّفَهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُهُ، وَتَرَكَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ .

''محدثین کرام کے ہاں ضعیف ہے، اسے امام شعبہ رحمہ اللہ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے متروک قرار دیا ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 638)

❁ امام زکریا بن یحییٰ ساجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ مَتْرُوكٌ، أَجْمَعَ أَهْلُ الْحَدِيثِ عَلٰى تَرْكِ حَدِيثِهٖ .

''ضعیف الحدیث اور متروک ہے۔اس کی حدیث کے ترک کرنے پر محدثین کا اجماع ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 322/8، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ سہیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِإِجْمَاعٍ مِّنْهُمْ .

”محدثین کا اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔“

(الرّوض الأنف : 345/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ وَتَرْكِهٖ .

”اس کے ضعیف و متروک ہونے پر اجماع ہے۔“

(شرح النّووي : 112/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَدُ الْفُقَهَاءِ الْمُتَّفَقِ عَلٰى ضَعْفِ حَدِيثِهِمْ .

”ان فقہا میں سے تھا، جن کی حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔“

(فتح الباري : 634/6)

امام احمد بن حنبل (الجامع فی العلل ومعرفۃ الرجال بروایۃ المروذی، ص ۱۰۶)، امام فلاس (تاریخ بغداد للخطیب : ۳۲۲/۸، وسندہ صحیح) امام ابو حاتم رازی (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : ۳/ ۲۸)، امام مسلم (الکنی : ۲۹۵۴)، امام دارقطنی (الضعفاء والمتروکون : ۱۸۶)، امام یعقوب بن شیبہ (تہذیب التہذیب لابن حجر : ۲/ ۳۰۸) اور امام بیہقی رحمہم اللہ (السنن الکبریٰ : ۲/ ۲۲۷) نے ”متروک الحدیث“ قرار دیا ہے۔

اسے امام سفیان بن عیینہ، امام یحییٰ بن معین، امام ابوزرعہ، امام ابن حبان، امام جوزجانی، امام صالح جزرہ، امام ابن عدی، امام ابن سعد، امام یعقوب بن سفیان فسوی اور امام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بزار وغیرہم رحمہم اللہ نے ''ضعیف ومجروح'' قرار دیا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً قَالُوا: وَمَا هِيَ تِلْكَ الْفِرْقَةُ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي.

''یہ اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ایک کے علاوہ باقی سارے جہنم میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: وہ فرقہ کون سا ہوگا؟ فرمایا: جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

(تاريخ واسِط للنّهشل، ص 196، الضّعفاء الكبير للعُقَيلي: 262/2، المُعجم الصّغير للطّبراني: 724، الأباطيل والمَناكير للجورقاني: 283)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن سفیان واسطی کے بارے میں امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلٰى حَدِيثِهٖ.

''اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔''

علامہ جورقانی نے اگرچہ عبداللہ بن سفیان کی توثیق کی ہے، مگر یہ توثیق معتبر نہیں، علامہ جورقانی متاخر ہیں۔ اگر اس راوی کو ثقہ بھی مان لیا جائے، تو بھی اس کی یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اہل علم نے اس کی اس حدیث پر کلام کیا ہے۔

❀ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لَهٗ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَصْلٌ، وَإِنَّمَا يُعْرَفُ هٰذَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِ الْأَفْرِيقِيِّ .

''اس حدیث کی یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیثوں میں کوئی اصل نہیں، بلکہ یہ حدیث عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی کی حدیثوں میں معروف ہے۔''

(الضّعفاء الکبیر: 262/2)

سوال: انجکشن لگا کر مویشیوں کا دودھ نکالنا کیسا ہے؟

جواب: شرعی طور پر کوئی قباحت نہیں، مگر طبی طور پر نقصان دہ ہے، البتہ انتہائی ناگزیر حالت میں جائز ہے، کیونکہ اگر بھینس یا گائے کا دودھ نہ نکالا جائے، تب بھی یہ جانور کے لیے مضر ہے، لہٰذا دودھ نکالنے کے لیے انجکشن کا استعمال جائز ہے۔

سوال: حاجات طلب کرنے اور مصائب دور کرنے کے لیے ''سیہون شریف'' کی طرف سفر کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبروں کی تعظیم میں غلو بہت سے اعتقادی اور اخلاقی فتنے جنم دے چکا ہے۔ قبروں اور مزارات پر مشرکانہ عقائد واعمال اور کافرانہ رسوم ورواج اس قدر رواج پا رہی ہیں کہ بعض لوگوں نے اولیا وصالحین کی قبریں سجدہ گاہ بنالی ہیں۔

لوگ طلبِ حاجات کے لیے ان قبروں کی طرف سفر کرتے ہیں، ان پر مراقبہ اور مجاہدہ کرتے نظر آتے ہیں، مشکلات میں ان کی پکار کرتے ہیں اور ان سے فریادیں کرتے ہیں، ان سے ڈرتے ہیں اور انہی سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں۔ ان پر چڑھاوے دیتے ہیں، منت اور نذرانے پیش کرتے ہیں۔ وہاں موجود مجاور زائرین کو صاحبِ قبر کے متعلق جھوٹی حکایات اور کرامات سناتے ہیں۔

لوگ جہالت کے باعث ان کی باتوں میں آجاتے ہیں اور اپنا ایمان برباد کر بیٹھتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، شیطان نے قبر پرستی اور اولیا پرستی کے حوالے سے وہ تمام وسائل و ذرائع مہیا کر رکھے ہیں، جن کی بنیاد پر شرک و بدعت کی گاڑی چلتی ہے اور ایمان کے سودے ہوتے ہیں۔

قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا بھی انھی وسائل میں سے ہے۔ یہ منکر اور بدعت ہے۔ مشرکین اپنے بتوں کی دیکھ بھال اور نگرانی اسی طرح کرتے تھے۔

❀ سنان بن ابی سنان دؤلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ سَمِعَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ ـ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ : لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللّٰهِ مَكَّةَ، خَرَجَ بِنَا مَعَهٗ قِبَلَ هَوَازِنَ، حَتّٰى مَرَرْنَا عَلٰى سِدْرَةِ الْكُفَّارِ، سِدْرَةٌ يَّعْكُفُونَ حَوْلَهَا، وَيَدْعُونَهَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ، قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اجْعَلْ لَّنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، إِنَّهَا السُّنَنُ، هٰذَا كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى : اِجْعَلْ لَّنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ، قَالَ : إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّكُمْ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ .

”میں نے صحابی رسول سیدنا ابو واقد رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا، تو آپ ہمیں اپنے ساتھ قبیلہ ہوازن کی طرف لے گئے۔ ہم کفار کی ایک بیری کے درخت کے پاس سے گزرے، جس کے پاس وہ مجاوری کرتے تھے اور اسے ”ذاتِ انواط“ کا نام دیتے تھے۔ ہم نے کہا: اللہ کے رسول! جس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طرح کفار کی ذاتِ انواط ہے، اسی طرح ہمارے لیے بھی ایک ذاتِ انواط مقرر کر دیجیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! یہ سابقہ اُمتوں کے طریقے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی معبود بنا دیں، جیسے کفار کے معبود ہیں اور اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: آپ لاعلم لوگ ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے پر ضرور چلیں گے۔“

(صحيح ابن حبان: 6702، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

صَارَ حَدِيثُ الْفِرَقِ بِهٰذَا التَّفْسِيرِ صَادِقًا عَلٰى أَمْثَالِ الْبِدَعِ الَّتِي تَقَدَّمَتْ لِلْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى، وَأَنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تَبْتَدِعُ فِي دِينِ اللّٰهِ مِثْلَ تِلْكَ الْبِدَعِ، وَتَزِيدُ عَلَيْهَا بِبِدْعَةٍ لَّمْ تَتَقَدَّمْهَا وَاحِدَةٌ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ.

”اس تفسیر کے ساتھ فرقوں والی حدیث ان بدعات پر صادق آتی ہے جن کا ارتکاب یہود و نصاریٰ پہلے سے کرتے آرہے ہیں، نیز معلوم ہوا کہ یہ اُمت بھی اللہ کے دین میں ایسی بدعات کا ارتکاب کرے گی بلکہ ایک زائد ایسی بدعات میں بھی مبتلا ہوگی، جن کا ارتکاب یہود و نصاریٰ نے نہیں کیا۔“

(الاعتصام: 245/2)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ الْعُكُوفُ عِنْدَ الْقَبْرِ، وَالْمُجَاوَرَةُ عِنْدَهٗ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَسَدَانَتُهُ، وَتَعْلِيقُ السُّتُورِ عَلَيْهِ، كَأَنَّهُ بَيْتُ اللّٰهِ الْكَعْبَةُ .

”قبر پر اعتکاف، اس کی مجاوری، اس کی خدمت، اس پر خانہ کعبہ بیت اللہ کی طرح چادریں چڑھانا، سب حرام ہے۔“

(اقتضاء الصّراط المستقیم، ص 267)

۞ نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا الْعُكُوفُ وَالْمُجَاوَرَةُ عِنْدَ شَجَرَةٍ أَوْ حَجَرٍ، تِمْثَالٍ أَوْ غَيْرِ تِمْثَالٍ، وَالْمُجَاوَرَةُ عِنْدَ قَبْرِ نَبِيٍّ أَوْ غَيْرِ نَبِيٍّ، أَوْ مَقَامِ نَبِيٍّ أَوْ غَيْرِ نَبِيٍّ، فَلَيْسَ هٰذَا مِنْ دِينِ الْمُسْلِمِينَ، بَلْ هُوَ مِنْ جِنْسِ دِينِ الْمُشْرِكِينَ .

”کسی شجر و حجر یا مورتی وغیرہ کے پاس اعتکاف کرنا اور کسی نبی یا غیر نبی کی قبر یا نبی یا غیر نبی کے مقام پر مجاور بن کر بیٹھنا، ان کاموں کا مسلمانوں کے دین سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ مشرکین کے دین سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔“

(اقتضاء الصّراط المستقیم، ص 365)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

مِنْهَا تَعْظِيمُهَا الْمُوقِعُ فِي الِافْتِتَانِ بِهَا، وَمِنْهَا اتِّخَاذُهَا عِيدًا، وَمِنْهَا السَّفَرُ إِلَيْهَا، وَمِنْهَا مُشَابَهَةُ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ بِمَا يُفْعَلُ عِنْدَهَا، مِنَ الْعُكُوفِ عَلَيْهَا، وَالْمُجَاوَرَةِ عِنْدَهَا، وَتَعْلِيقِ السُّتُورِ عَلَيْهَا وَسَدَانَتِهَا، وَعُبَّادُهَا يُرَجِّحُونَ الْمُجَاوَرَةَ عِنْدَهَا عَلَى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْمُجَاوَرَةِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَيَرَوْنَ سَدَانَتَهَا أَفْضَلَ مِنْ خِدْمَةِ الْمَسَاجِدِ .

''قبر پرستی کی خرابیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ان کی ایسی تعظیم کی جاتی ہے جو انسان کو شرک و بدعت میں مبتلا کر دیتی ہے۔اسی طرح انہیں میلہ گاہ بنانا، ان کی طرف سفر کرنا،قبروں کے پاس وہ کام بھی کیے جاتے ہیں جو بت پرستی سے مشابہ ہیں، مثلاً ان پر اعتکاف کرنا، ان کے پاس مجاور بن کر بیٹھنا، ان پر پردے لٹکانا، ان کی خدمت کے لیے وقف ہونا وغیرہ۔قبر پرست قبروں کی مجاوری کو بیت اللہ کی مجاوری پر ترجیح دیتے ہیں اور ان کا یہ نظریہ ہے کہ قبروں کی خدمت بیت اللہ کی خدمت سے افضل ہے۔''

(إغاثة اللّهفان :197/1)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) ابوالوفاء ابن عقیل (513ھ) سے نقل کرتے ہیں:

''جب جہلا اور کند ذہنوں پر شرعی احکام پر عمل کرنا مشکل ہوا تو انہوں نے شریعت کے مقرر کردہ شعائر چھوڑ کر خود ساختہ امور کی تعظیم شروع کر دی۔ان امور میں ذرا سہولت تھی۔جس کی وجہ سے وہ شرعی احکام کی پابندی سے نکل گئے۔ان وضعی اور ان خود ساختہ امور کی وجہ سے وہ کافر ٹھہرے،مثلاً قبروں کی ممنوع تعظیم و تکریم کرنا (انہیں سجدہ روا سمجھنا،ان پر نذر و نیاز دینا وغیرہ)،ان پر چراغ جلانا، انہیں بوسہ دینا، ان پر پھول نچھاور کرنا،مردوں سے حاجات طلب کرنا،قبروں پر چارٹ آویزاں کرنا کہ مولا! میرا فلاں کام کر دے، برائے تبرک قبروں کی مٹی حاصل کرنا،قبروں پر خوشبو چھڑکنا، ان کی طرف

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ثواب کی نیت سے سفر کا اہتمام کرنا، لات وعزی کے پجاریوں کی تقلید میں قبر کے درختوں کے ساتھ کپڑے باندھنا (وغیرہ)۔ یہ لوگ یقین رکھتے ہیں کہ جو ''مشھد الکف'' پر حاضری نہیں دیتا، بروز بدھ مسجد ملموسہ کی اینٹیں نہیں چھوتا، جنازہ اٹھاتے وقت ابوبکر صدیق، محمد اور علی کا نعرہ نہیں لگاتا۔ وہ ہلاک وبرباد ہوگا۔ وہ بھی ہلاک ہوگا، جو اپنے باپ کی قبر پر چونا گچ عمارت کھڑی نہ کرے، جو اپنے کپڑے کو دامن تک نہ پھاڑے، جو قبر پر عرقِ گلاب نہ چھڑکے۔''

(إغاثة اللّهفان من مَصايد الشّيطان: 1/195)

سوال: قرعہ اندازی کا کیا حکم ہے؟

جواب: حقوق میں قرعہ اندازی نہیں، البتہ زائد مراعات میں قرعہ اندازی جائز ہے۔

سوال: طلبا کو پڑھائی میں سستی اور کوتاہی پر جسمانی سزا دینا کیسا ہے؟

جواب: تادیب کے لیے تھوڑی بہت سزا دینا درست ہے، لیکن مار مار کر بچوں کو زخمی کر دینا، انہیں تعلیم سے متنفر کر دینا اور ان کی صلاحیتوں کو ضائع کر دینا ظلم اور ناحق ہے۔ ایسا رویہ اپنی اولاد کے ساتھ رکھنا بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ دوسروں کے بچوں کے ساتھ رکھا جائے۔

بعض مدرسین ذہنی مریض ہوتے ہیں، وہ بچوں کی تربیت کرنے سے قاصر رہتے ہیں، حقیقت میں وہ معلم نہیں ہوتے، بلکہ تخریب کار ہوتے ہیں، جو بچوں کو زدوکوب کر کے اپنی نااہلی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں، دراصل وہ بچوں کی نفسیات کو نہیں سمجھتے۔ بچے کسی بھی قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، یہ امانت ہیں، انہیں ضائع ہونے سے بچانا چاہیے، ان کی ذہنی تربیت کیجیے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مانگیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ویسے بھی ہمارے ہاں شرح ناخواندگی میں اضافہ ہو رہا ہے، اس پرفتن دور میں بہت کم بچے مدارس دینیہ کا رُخ کرتے ہیں، جو آتے ہیں، انہیں مار کر بگا دیا جاتا ہے، یا کم از کم وہ ذہنی دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں، یہ شدید نقصان ہے۔

معلمین کو چاہیے کہ بدلتے حالات پر بھی نظر رکھیں، ہر دور میں ایک جیسا برتاؤ مناسب نہیں اور نہ ہی مار پیٹ ہر مسئلے کا حل ہے۔

❁ شمیسہ عتکیہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں:

ذُكِرَ أَدَبُ الْيَتِيمِ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ : إِنِّي لَأَضْرِبُ الْيَتِيمَ حَتّٰى يَنْبَسِطَ .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں یتیم بچے کو تادیباً مارنے کے بارے میں ذکر کیا گیا، تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں یتیم بچے کو مارتی ہوں، یہاں تک کہ وہ لیٹنے لگ جاتا۔''

(الأدب المُفرد للبخاري : 142، البِرّ والصِّلة للحسين بن حرب : 209، مُعجم ابن المقرئ : 456، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَضْرِبُ وَلَدَهٗ عَلَى اللَّحْنِ وَلَا يَضْرِبُهُمْ عَلَى الْخَطَأِ .

''آپ رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو غلط اعراب پڑھنے پر مارتے تھے، خطا پر نہیں مارتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 25650، جامع بَيان العِلم وفضله لابن عبد البرّ : 2229، الجامع لأخلاق الرّاوي وآداب السّامع للخطيب : 1085، واللفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يَضَعُ فِي رِجْلَيَّ الْكَبْلَ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَيُعَلِّمُنِي الْقُرْآنَ وَالسُّنَنَ .

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مجھے قرآن وسنت کی تعلیم دیتے، آپ رضی اللہ عنہ (سزا کے طور پر) میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیتے۔“

(سنن الدّارمي : 572، حلية الأولياء لأبي نعيم : 326/3، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 12183، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اسماء بن عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ لِابْنِ سِيرِينَ : عِنْدِي يَتِيمٌ، قَالَ : اصْنَعْ بِهٖ مَا تَصْنَعُ بِوَلَدِكَ، اضْرِبْهُ مَا تَضْرِبُ وَلَدَكَ .

”میں نے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے عرض کیا: میری پرورش میں ایک یتیم ہے۔ فرمایا: اس کے ساتھ وہی سلوک روا رکھیں، جو آپ اپنی اولاد کے لیے رکھتے ہیں، جس بات پر اپنے بچوں کو مارتے ہیں، اس پر اسے بھی مار سکتے ہیں۔“

(الأدب المُفرد للبُخاري : 140، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کسی مرض کے علاج کے لیے انسان یا حیوان کو داغ دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ علاج کا ایک طریقہ ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ؛ شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَيَّةِ نَارٍ، وَأَنْهٰى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ .

”(کامل) شفاء تین چیزوں میں ہے: ① شہد کا گھونٹ ② سنگی لگوانا اور ③ آگ سے داغنا، لیکن میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے روکتا ہوں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحیح البخاري : 5680)

❁ ایک روایت میں ہے:

مَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ .

''میں آگ سے داغنا پسند نہیں کرتا۔''

(صحیح البخاري : 5683، صحیح مسلم : 2205)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک طبیب بھیجا۔ اس نے ان کی ایک رگ کاٹ کر آگ سے داغ دیا۔''

(صحیح مسلم : 2207)

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں:

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی ایک رگ میں تیر لگا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے تیر کے پھالے کے ساتھ ان کو داغا۔ ان کے ہاتھ میں ورم آ گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ داغ دیا۔''

(صحیح مسلم : 2208)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُوِيتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ .

''مجھے ذات الجنب کی بیماری میں داغ دیا گیا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے۔''

(صحیح البخاري :5721)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ اكْتَوٰى مِنَ اللَّقْوَةِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”آپ رضی اللہ عنہما نے لقوہ میں داغنے کا کہا۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 63/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ ...... يَنْهٰى عَنِ الْكَيِّ، ثُمَّ اكْتَوٰى بَعْدُ.

”آپ رضی اللہ عنہ پہلے داغنے سے منع کیا کرتے تھے، بعد میں قائل ہو گئے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 65/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ان لوگوں کی صفات بیان فرمائیں جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ان کی تعداد ستر ہزار ہو گی۔

هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَلَا يَكْتَوُونَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ.

”یہ وہ لوگ ہوں گے، جو دم کا مطالبہ نہیں کریں گے، نہ بدفالی اور بدشگونی کریں گے، نہ داغ لگوائیں گے۔وہ خاص اپنے رب پر بھروسہ کریں گے۔“

(صحيح البخاري : 5705، صحيح مسلم : 218)

حاصل کلام یہ ہے کہ آگ سے داغنے سے شفا حاصل ہوتی ہے۔خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو داغ دے کر اس کا جواز پیش کیا ہے۔جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے روکنے کی بات ہے، تو یہ نہی و ممانعت اختیاری اور تنزیہی ہے، یعنی اس سے بچنا بہتر ہے، لیکن اگر کوئی اور چارہ نہ ہو، تو ایسا کر لیا جائے۔یہ عمل قابل مواخذہ نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داغنے کو پسند نہ کرنے سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی، دوسری بات یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اکتویٰ کو ناپسند کیا ہے، یعنی کسی کو کہہ کر داغ لگوانے کو آپ ﷺ پسند نہیں کرتے تھے۔ باقی نبی اکرم ﷺ کا کسی کو کہہ کر داغ نہ لگوانے والوں کی تعریف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ افضل اور اولیٰ یہ ہے کہ داغ لگوانے سے اجتناب کیا جائے۔

سوال: اگر شراب کی بوتل کو اچھی طرح صاف کر لیا جائے، تو کیا اسے استعمال میں لایا جا سکتا ہے؟

جواب: استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا کسی جانور کی آنکھ انسان کو لگانا جائز ہے؟

جواب: اگر میڈیکل میں ایسا ممکن ہے، تو جائز ہے۔

سوال: اڈنٹی کارڈ بنوانا کیسا ہے؟

جواب: طلبا کے لیے اڈنٹی کارڈ بنائے جاتے ہیں، تاکہ سفر کے دوران ٹرانسپورٹ والے ان سے کرایہ میں رعایت کریں۔ اس کا استعمال جائز نہیں۔ ریاست کو کوئی حق نہیں کہ کسی کی املاک میں ناجائز تصرف کرے، مسافر سے جتنا کرایہ طے ہے، اس میں رعایت کرنا یا نہ کرنا مالک کا اختیار ہے، اسے کوئی پابند نہیں کر سکتا۔ ٹیکس کی رعایت میں سٹوڈنٹس کو رعایت دلانا جائز نہیں۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی شر پسند سٹوڈنٹس گاڑیوں کو نقصان پہنچاتے ہیں، ڈرائیوروں کو زدوکوب کرتے ہیں، کئی ڈرائیور جان کی بازی بھی ہار گئے، گاڑیوں کے شیشے توڑ دیے جاتے ہیں، حتی کہ گاڑیوں کو آگ تک لگا دی جاتی ہے۔ یہ جرأت اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ ریاست نے ایک ناجائز معاملہ کو قانونی جواز دیا، جس کا سٹوڈنٹس نے ناجائز فائدہ اٹھایا، ان حادثات سے بچنے کے لیے گاڑیوں کے مالکان مجبوراً طلبا کو گاڑیوں پر سوار کر لیتے ہیں، بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کئی تو اپنی اصل سواریاں چھوڑ دیتے ہیں۔

پھر کئی دفعہ طلبا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے، ڈرائیور تنگ آ کر ان پر بس چڑھا دیتا ہے، یوں دشمنی کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ ان تمام مفاسد کی وجہ حکومت کی اڈ نٹی کارڈ والی پالیسی ہے۔

سوال: کیا دینی تنظیموں کا نام ''انگریزی'' زبان میں رکھا جا سکتا ہے؟

جواب: عصری، قومی اور بین الاقوامی ضرورت ہے، لہٰذا جائز ہے۔

سوال: کیا ورزش کی نیت سے فٹبال کھیلنا جائز ہے؟

جواب: فٹبال کھیلنا بہترین ورزش ہے، بشرطیکہ اُمور دینیہ کا نقصان نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: دودھ پیتے بچے کا ستر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُورًا، وَبُرْهَانًا، وَنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ، وَلَا بُرْهَانٌ، وَلَا نَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ، وَفِرْعَوْنَ، وَهَامَانَ، وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ.

"جس نے پانچ نمازوں پر محافظت کی، تو روز قیامت یہ نمازیں اس کے لیے نور، برہان اور نجات بن جائیں گی۔ جس نے ان پر محافظت نہ کی، تو اس کے نور، برہان اور نجات میں سے کچھ نہ ہوگا اور وہ روز قیامت قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔"

(مسند الإمام أحمد: 6576)

جواب: اس حدیث کی سند حسن ہے۔ اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۴۶۷) نے "صحیح" قرار دیا ہے۔

❀ حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو 'جید' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(التّرغيب والتّرهيب :217/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَنَدُهُ جَيِّدٌ .

''اس کی سند جید ہے۔''

(تنقيح التّحقيق :300/1)

سوال: آلات موسیقی کو توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو آلات موسیقی کسی دوسرے کی ملکیت ہیں، انہیں توڑنا حکومت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے، یہ عوام کا کام نہیں، ورنہ فتنہ وفساد برپا ہوگا۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُجْرَحُ فِي جَسَدِهٖ جِرَاحَةً فَيَتَصَدَّقُ بِهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَ مَا تَصَدَّقَ بِهٖ .

''جس شخص کے جسم میں کوئی زخم کر دیا گیا اور اس نے (اپنا قصاص) معاف کر دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کی معافی کے بقدر اس کے گناہ معاف کر دے گا۔''

(مسند الإمام أحمد :22701، 22794، السّنن الكبرىٰ للنّسائي :11081)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① مغیرہ بن مقسم مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② عامر شعبی کا سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

سوال: سیاہ خضاب کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): سیاہ خضاب لگانا مباح ہے، حرمت کا قول درست نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں؛

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَى عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَقَدْ سَوَّدَ شَيْبَهُ، فَهُوَ مِثْلُ جَنَاحِ الْغُرَابِ، فَقَالَ :مَا هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ : أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أُحِبُّ أَنْ تَرٰى فِيَّ بَقِيَّةً، فَلَمْ يَنْهَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ ذٰلِكَ، وَلَمْ يَعِبْهُ عَلَيْهِ.

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے سیاہ خضاب لگا رکھا ہے، جیسا کہ کوئے کے پر، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، ابوعبداللہ! یہ کیا؟ تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا، امیر المومنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے جوان دیکھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے انہیں منع کیا، نہ معیوب جانا۔“

(المُستدرك للحاكم : 454/3، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): مندرجہ ذیل حدیث کا مفہوم واضح کریں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ، كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.

”آخری زمانے میں ایک قوم ایسی ہو گی جو کبوتر کے پوٹے کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی۔ یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔“

(سنن أبي داوٗد : 4213، سنن النّسائي : 138/8، ح : 5078، مسند الإمام أحمد :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

273/1، المُعجم الكبير للطّبراني : 413/12، التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة : 909، المُختارة للضّياء : 233/10، ح : 244، شرح السّنّة للبَغوي : 3180، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اس حدیث کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ .

''یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

(سير أعلام النُّبلاء : 339/4)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''جید'' کہا ہے۔

(تخريج إحياء علوم الدين :143/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''قوی'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 499/6)

❁ مسند اسحاق بن راہویہ (النُّكت الظِّراف على الأطراف لابن حَجَر : 424/4]) میں یہ الفاظ ہیں:

يَخْضِبُونَ لِحَاهُمْ بِالسَّوَادِ .

''وہ اپنی ڈاڑھیوں کو سیاہ خضاب لگائیں گے۔''

جواب: بعض احباب اس حدیث سے سیاہ خضاب کی ممانعت وحرمت پر دلیل لیتے ہیں، لیکن ان کا یہ استدلال کمزور ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلافِ امت اور محدثین کرام میں سے کوئی بھی سیاہ خضاب کی ممانعت وحرمت کا قائل نہیں۔ دوسری یہ کہ اہل علم نے اس حدیث کا یہ معنی ومفہوم بیان نہیں کیا، بلکہ بعض اہل علم نے اس سے سیاہ خضاب کی حرمت و کراہت کے استدلال کا ردّ کیا ہے۔ اہل علم کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

① مشہور محدث، امام ابوبکر ابن ابو عاصم رحمہ اللہ (287ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُ لَا دَلَالَةَ فِيهِ عَلٰى كَرَاهَةِ الْخِضَابِ بِالسَّوَادِ، فِيهِ الْإِخْبَارُ عَنْ قَوْمٍ هٰذَا صِفَتُهُمْ.

”اس حدیث میں سیاہ خضاب کی کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔اس میں تو ایک قوم کے بارے میں خبر دی گئی ہے، جن کی نشانی یہ ہو گی۔“

(فتح الباري لابن حَجَر : 354/10)

② امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (321ھ) لکھتے ہیں:

عَقَلْنَا بِذٰلِكَ أَنَّ الْكَرَاهَةَ إِنَّمَا كَانَتْ لِذٰلِكَ، لِأَنَّهُ أَفْعَالُ قَوْمٍ مَّذْمُومِينَ، لَا لِأَنَّهُ فِي نَفْسِهِ مَذْمُومٌ، وَقَدْ خَضَبَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّوَادِ، مِنْهُمْ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ.

”اس سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ کراہت اس لیے ہے کہ حدیث میں سیاہ خضاب قابل مذمت لوگوں کا فعل ہے۔اس لیے نہیں کہ سیاہ خضاب لگانا فی نفسہٖ مذموم ہے۔“

(شرح مشكل الآثار : 313/9، ح : 3699)

③ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (597ھ) فرماتے ہیں:

”آپ کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے سیاہ خضاب استعمال کیا ہے۔ان میں سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما، سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ بہت سے تابعین کرام بھی ایسا کرتے تھے۔بعض لوگوں نے اسے اس لیے مکروہ سمجھا ہے کہ اس میں ایک قسم کا دھوکا ہے۔رہی یہ بات کہ سیاہ خضاب کے ذریعے دھوکے کا ارادہ نہ بھی ہو تو اس کا استعمال

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حرمت کے درجے تک پہنچ جائے اور اس کے استعمال کنندہ پر جنت کی خوشبو سے بھی محرومی کی وعید صادق آ جائے، تو یہ بات آج تک کسی اہل علم نے نہیں کہی۔ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس معنیٰ کا احتمال ہے کہ وہ اپنے کسی غلط عقیدے یا عمل کی بنا پر جنت کی خوشبو سے محروم رہیں گے، سیاہ خضاب کی بنا پر نہیں۔ یہ خضاب تو ان کی ایک نشانی ہے جو رسولِ اکرم ﷺ نے ان کی پہچان کے لیے بتلائی ہے، جس طرح خارجیوں کے بارے میں آپ ﷺ فرمایا کہ ان کی نشانی سر کے بالوں کو منڈانا ہے۔ اس کے باوجود سر کے بالوں کو منڈانا حرام نہیں۔''

(المَوضوعات: 55/3)

ثابت ہوا کہ مذکورہ حدیث میں موجود وعید سیاہ خضاب کی وجہ سے نہیں۔

④ شارحِ ترمذی، علامہ محمد عبدالرحمٰن، مبارک پوری رحمہ اللہ (1353ھ) فرماتے ہیں:

اَلِاسْتِدْلَالُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَلٰى كَرَاهَةِ الْخَضْبِ بِالسَّوَادِ لَيْسَ بِصَحِيحٍ.

''اس حدیث سے سیاہ خضاب کے مکروہ ہونے کی دلیل لینا صحیح نہیں۔''

(تُحفة الأحوَذي: 55/3)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ جُلَسَائِنَا خَيْرٌ؟ قَالَ: مَنْ ذَكَّرَكُمُ اللّٰهَ رُؤْيَتُهٗ، وَزَادَ فِي عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهٗ، وَذَكَّرَكُمْ بِالْآخِرَةِ عَمَلُهٗ.

''پوچھا گیا: اللہ کے رسول! بہترین دوست کون ہے؟ فرمایا: جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے، جس کی گفتگو سے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل سے آخرت یاد آئے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(مسند أبي يعلى : 2437)

جواب: روایت غیر محفوظ ہے۔ مبارک بن حسان پر کلام ہے، نیز اس کی بعض روایات غیر محفوظ ہیں۔ اس روایت کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 29/8)

سوال: مونچھوں کے بارے میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: ''شارب'' سے مراد مونچھوں کے وہ بال ہیں، جو اوپر والے ہونٹ سے نیچے آ جائیں اور عموما کھانے پینے والی چیز سے مَس ہوں۔ چالیس دن سے پہلے پہلے مونچھیں کاٹنا ضروری ہے، اس سے زیادہ تاخیر کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ مونچھیں بڑھانا ممنوع ہے۔ خلاف فطرت عمل ہے۔ کفار سے مشابہت ہے۔ مونچھیں کاٹنے کا حکم ہے۔ بڑی بڑی مونچھیں رکھنا اسلامی تہذیب کے منافی ہے۔

افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ کتنے لوگ بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں، ہر وقت انہیں تاؤ دیتے رہتے ہیں، حتی کہ انہیں اس حالت میں موت آ جاتی ہے، ان کے مرنے کے بعد ان کی مونچھیں کاٹی جاتی ہیں۔ کاش مسلمان اپنا ظاہر شریعت کے مطابق کر لیں۔ ہر وقت اپنے آپ کو موت کے لیے تیار رکھیں۔

مونچھیں کاٹنا فطرت ہے:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ .

''پانچ چیزیں فطرت ہیں؛ ختنہ کروانا، لوہے کا استعمال (زیر ناف بالوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفائی کے لئے)، بغلوں کے بال اکھاڑنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں پست کرنا۔“

(صحيح البخاري : ٥٨٨٩، صحيح مسلم : ٢٥٧)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ؛ قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ . قَالَ زَكَرِيَّا : قَالَ مُصْعَبٌ : وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ .

”دس خصائل فطرت ہیں: (١)مونچھیں کاٹنا، (٢)داڑھی بڑھانا، (٣) مسواک کرنا، (٤)وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانا، (٥)ناخن کاٹنا، (٦) انگلیوں کے جوڑ دھونا، (٧)بغلوں کے بال نوچنا، (٨) زیر ناف بال مونڈنا، (٩) استنجا کرنا۔ دسویں چیز راوی (مصعب) بھول گئے ہیں، کہتے ہیں: شاید وہ کلی ہو۔“ (صحيح مسلم : ٢٦١)

مونچھیں نہ کاٹنا غیر مسلموں کا عمل:

❀ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّونَ عَثَانِينَهُمْ وَيُوَفِّرُونَ سِبَالَهُمْ، قَالَ : فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قُصُّوا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوا عَثَانِينَكُمْ وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ .

”ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اہل کتاب داڑھی منڈواتے اور مونچھیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بڑھاتے ہیں، فرمایا: آپ مونچھیں کٹوا کر اور داڑھی بڑھا کر یہود ونصاریٰ کی مخالفت کریں۔“

(مسند أحمد : ٥/٢٦٤ـ٢٦٥، المُعجم الكبير للطّبراني : ٨/٢٣٧، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔(فتح الباري : ١٠/٣٥٤)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُمْ يُوفُونَ سِبَالَهُمْ وَيَحْلِقُونَ لِحَاهُمْ، فَخَالِفُوهُمْ .

”مجوس مونچھیں بڑھاتے اور داڑھی منڈواتے ہیں، آپ ان کی مخالفت کیجیے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٨/٥٦٦ـ٥٦٧، المُعجم الأوسط للطّبراني : ١٠٥١، ١٦٤٥، السّنن الكبرٰى للبيهقي : ١/١٥١، شُعَب الإيمان للبيهقي : ٦٠٢٧، واللّفظ لهٗ وسندهٗ صحيحٌ)

❀ اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٥٤٧٦) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَلْ هُوَ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ صَدُوقٌ لَا بَأْسَ بِهٖ .

”اکثر محدثین کے نزدیک ”صدوق، لا باس بہ“ ہے۔“

(ميزان الاعتدال : ٤/١٤٦)

مشرکین اور مجوس کی مخالفت کا حکم:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحٰى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ .

”مشرکین کی مخالفت کریں، داڑھی بڑھائیں اور مونچھیں پست کریں۔“

(صحيح البخاري : ٥٨٩٢، صحيح مسلم : ٢٥٩)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ ایک روایت میں ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَأَوْفُوا اللِّحٰى .

''مشرکین کی مخالفت کریں، مونچھیں پست کریں اور داڑھی بڑھائیں۔''

(صحيح مسلم : ٢٥٩)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوسَ .

''مونچھیں کاٹ کر اور داڑھی بڑھا کر مجوس کی مخالفت کریں۔''

(صحيح مسلم : ٢٦٠)

مونچھیں کاٹنا ضروری ہے:

❁ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا .

''جو (زائد) مونچھیں نہ کاٹے، وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔''

(سنن النّسائي : 13، سنن التّرمذي : 2761، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۴۷۷) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 337/10)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللِّحٰى .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مونچھیں پست کریں اور داڑھی بڑھائیں۔''

(صحيح البخاري : ٥٨٩٣، صحيح مسلم : ٢٥٩)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا۔''

(صحيح مسلم : ٢٥٩)

❁ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ شَارِبِي وَفٰى فَقَصَّهُ لِي عَلٰى سِوَاكٍ .

''میری مونچھیں بڑھی ہوئیں تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک رکھ کر انہیں کاٹ دیا۔''

(سنن أبي داود : 188، شمائل التّرمذي : 167، وسندهٗ صحيحٌ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:

❁ شرحبیل بن مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ خَمْسَةً مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُمُّونَ شَوَارِبَهُمْ وَيُعْفُونَ لِحَاهُمْ وَيَصُرُّونَهَا؛ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ، وَالْحَجَّاجَ بْنَ عَامِرٍ الثُّمَالِيَّ، وَالْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ الْمَازِنِيَّ، وَعُتْبَةَ بْنَ عَبْدٍ السُّلَمِيَّ، كَانُوا يَقُمُّونَ مَعَ طَرَفِ الشَّفَةِ .

''میں نے پانچ صحابہ کو دیکھا کہ وہ مونچھیں کاٹتے تھے، داڑھی بڑھاتے اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رنگتے تھے؛ سیدنا ابوامامہ باہلی، سیدنا حجاج بن عامر شمالی، سیدنا مقدام بن معدی کرب، سیدنا عبداللہ بن بسر مازنی، سیدنا عتبہ بن عبد سلمی۔ سبھی ہونٹ کے کنارے سے مونچھیں کاٹتے تھے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : ٢٦٢/١٢ ، مسند الشّاميين للطّبراني : ٥٤٠، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ١٥١/١، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔(مَجمع الزّوائد : ١٦٧/٥)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُحْفِي شَارِبَهٗ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ الْجِلْدِ .

''آپ رضی اللہ عنہ مونچھیں تراشتے تھے، یہاں تک کہ جلد کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 231/4، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عبیداللہ بن عمر عمری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِنَافِعٍ : أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَأْخُذُ مِنْ شَارِبِهٖ؟ قَالَ : يَأْخُذُ مِنْ هَا هُنَا، وَهَا هُنَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : يَعْنِي أَعْلَاهُ وَأَسْفَلَهٗ .

''میں نے نافع رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مونچھے کاٹتے تھے، فرمایا: (جی ہاں) یہاں اور یہاں سے کاٹتے تھے، یعنی اوپر اور نیچے سے۔''

(الأحاد والمَثاني لابن أبي عاصم :741، وسندهٗ صحيحٌ)

مونچھیں مونڈنا یا کاٹنا:

مونچھوں کو کاٹنا چاہیے یا مونڈنا؟ اس بارے میں درست مؤقف یہی ہے کہ کاٹنے اور مونڈنے میں اختیار ہے۔ اس بارے میں وارد دلائل میں یہی تطبیق ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام مالک بن انس رحمہ اللہ مونچھیں صاف کرنے کو مثلہ خیال کرتے تھے۔

(الموطأ : 922/2)

یہ امام رحمہ اللہ کا اجتہاد ہے۔

❁ عبیداللہ بن عمر قواریری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَوْمًا وَّقَدْ حَلَقَ شَارِبَهٗ، فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ : رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ أَسْنَانِي كُلَّهَا وَقَعَتْ، فَأَوَّلْتُ أَنَّ أَبْنَائِي يَمُوتُونَ وَأَبْقٰى .

”ایک دن امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تشریف لائے، آپ نے اپنی مونچھیں مونڈ رکھی تھیں، مسکرائے اور کہنے لگے: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سارے دانت گر گئے ہیں، اس کی تعبیر یہ ہے کہ میرے بیٹے وفات پا جائیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا۔“

(تاريخ ابن أبي خيثمة : 933، وسندهٗ صحيحٌ)

مونچھیں کاٹنے کی مدت:

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الْإِبِطِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، أَنْ لَّا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیں لینے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال صاف کرنے کی آخری حد چالیس دن رکھی ہے کہ اس سے زیادہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تاخیر نہ کی جائے۔‘‘(صحیح مسلم : ۲۵۸)

جمعہ کے دن مونچھیں کاٹنا:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَقُصُّ شَارِبَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ .

’’آپ رضی اللہ عنہ ہر جمعہ اپنے ناخن تراشتے تھے اور مونچھے کاٹتے تھے۔‘‘

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 244/2، وسندهٗ صحيحٌ)

مونچھوں کو تاؤ دینا:

❁ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ فَتَلَ شَارِبَهُ .

’’سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب پریشان ہوتے، تو اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے تھے۔‘‘

(العِلَل لأحمد برواية ابنه عبد الله : 73/2، طبقات ابن سعد : 248/3، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مونچھیں اس حد تک بڑھی ہوئی نہ تھیں کہ غیر مسلموں سے مشابہت لازم آئے۔ بسا اوقات چھوٹی مونچھوں کو بھی تاؤ دیا جا سکتا ہے۔ دراصل شریعت نے بے ہودہ مونچھوں سے منع کیا ہے۔

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ أَجِدْ إِلَّا أُضْحِيَّةً أُنْثٰى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ : لَا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''میرے پاس صرف ایک بکری ہے (جو میں نے کسی کو دودھ کے لے عاریۃً دے رکھا ہے) کیا میں اس کی قربانی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، آپ اپنے بال مونڈھ لیں، ناخن تراش لیں، مونچھیں کاٹ لیں اور زیر ناف بال صاف کر لیں، آپ کو پوری قربانی کا ثواب مل جائے گا۔''

(مسند أحمد : ١٦٩/٢، سنن أبي داوٗد : ٢٧٨٩، سنن النسائي : ٤٣٦٥، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۹۱۴) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۲۳/۴) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: استرے یا بلیڈ سے مونچھیں مونڈنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ اسے مثلہ قرار دینا درست نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَقْلُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتّٰى يَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِيَتِهَا .

''عورت کی دیت مرد کی دیت کی طرح ہے، یہاں تک دیت کی مقدار تہائی دیت کو پہنچ جائے۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 17756، سنن النّسائي : 4805، سنن الدّارقطني : 3128)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابن جریج کا عنعنہ ہے۔

سوال: مغنیہ کی کمائی کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: مغنیہ کی کمائی حرام ہے، کیونکہ گانا آلات موسیقی سے گایا جاتا ہے، جن کا استعمال حرام ہے، لہٰذا حرام اور باطل پر وصول ہونے والی اُجرت بھی حرام ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى تَحْرِيمِ أُجْرَةِ الْمُغَنِّيَةِ لِلْغِنَاءِ وَالنَّائِحَةِ لِلنَّوْحِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ گلوکارہ کا گانے پر اور نوحہ کرنے والی کا نوحہ پر اُجرت لینا حرام ہے۔''

(شرح مسلم: 231/10)

سوال: کیا دشمن کی شہادت قبول ہے؟

جواب: دشمن کی دشمن کے خلاف شہادت قبول نہیں۔

سوال: حرام خوری کی کیا سزا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور مؤمن بندوں کو حلال اور طیب رزق کھانے کا حکم فرمایا ہے۔حرام خوری کبیرہ گناہ ہے۔حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی، نیز حرام خوری کافر قوموں کا شیوہ اور باعث لعنت کام ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (البقرة: ١٧٢)

''اہل ایمان! ہمارے دیے گئے رزق میں سے پاکیزہ اشیا کھاؤ اور اللہ کا شکر بجالاؤ، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو تو۔''

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کو فرماتے سنا:

قَاتَلَ اللّٰهُ اليَهُودَ، إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ، فَأَكَلُوا ثَمَنَهٗ .

”اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام جانوروں کی چربی حرام کی، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھانا شروع کر دی۔“

(صحيح البخاري : 2236، صحيح مسلم : 1207)

❁ رسولِ کریم ﷺ نے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، النَّارُ أَوْلٰى بِهٖ .

”اے کعب بن عجرہ! جو گوشت حرام سے پروان چڑھا ہو، یقیناً وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جہنم ہی اس کو زیادہ لائق ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 321/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (4514) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (422/4) نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سنن ترمذی (614، وسندہ حسن) کے الفاظ ہیں:

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهٗ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهٖ .

”اے کعب بن عجرہ! جو گوشت حرام سے پلا ہو، آگ ہی اس کی مستحق ہوگی۔“

اس حدیث کو امام ترمذی نے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: مندرجہ ذیل اشعار کی کیا حقیقت ہے؟

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي ...... وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً ا مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ...... كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

جواب: یہ اشعار سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں۔ ان کی سند معلوم نہیں۔

سوال: کیا بے نماز کی شہادت قبول ہے؟

جواب: بے نماز کی شہادت قبول نہیں۔ نماز چھوڑنا کفر وفسق ہے۔

سوال: کسی سے دودھ کے لیے گائے یا بھینس عاریۃً لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اگر نابالغ بچہ کسی بالغ کو تحفہ دے، تو اسے قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، کوئی وجہ کراہت معلوم نہیں ہوتی۔

سوال: بنک کی ملازمت سے ریٹائرمنٹ میں ملنے والی رقم کا کیا حکم ہے؟

جواب: سودی بنک کی ملازمت جائز نہیں اور اس سے ملنے والی تنخواہ اور ریٹائرمنٹ بھی جائز نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة: 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔‘‘

(صحیح مسلم: 1598)

سوال: کافروں کے شراب کے کاروبار میں ملازمت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

سوال: کیا فتویٰ پر اُجرت لینا جائز ہے؟

جواب: لی جاسکتی ہے۔ دینی اُمور پر اُجرت لینا جائز ہے۔

سوال: قادیانی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: قادیانی مرتد کافر ہیں، ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

سوال: باز کے ذریعہ کیے گئے شکار کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر باز کو شکار کی تعلیم دی گئی ہو اور اسے بسم اللہ پڑھ کر چھوڑ دیا جائے، تو اس کا شکار حلال ہے، خواہ شکار کیا گیا جانور ذبح سے پہلے مر جائے۔

سوال: غیر اللہ کو متصرف کائنات سمجھنے والے کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ کو بغیر تاویل کیے متصرف کائنات سمجھنے والا کافر و مشرک ہے، اس کا ذبیحہ حلال نہیں۔

سوال: مچھلی دریا سے پکڑی اور اسے حوض میں ڈال دیا گیا، تو وہ مرگئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ مچھلی حلال ہے۔

سوال: چور کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: حلال ہے۔

سوال: مسلمان نے گولی مار کر ہرن گرایا اور کافر نے اسے ذبح کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کافر اہل کتاب میں سے ہے، تو ذبیحہ حلال ہے، ورنہ حرام ہے۔

سوال: پانی میں دوائی ڈالی، مچھلیاں مر گئیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ مچھلیاں حلال ہیں۔

سوال: پانی خشک ہونے سے مرنے والی مچھلیوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: حلال ہیں۔

سوال: ''قرش'' مچھلی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مچھلیوں کی تمام انواع واقسام حلال ہیں۔

سوال: ''ہدہد'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ہدہد کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں، لہٰذا حلال ہے۔ جس روایت میں ہے کہ ''نبی کریم ﷺ نے چار چیزوں کو مارنے سے منع فرمایا؛ چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا۔'' (سنن ابی داود : ۵۲۶۷) وہ ضعیف ومضطرب ہے۔ اہل علم نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۱)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: کیا بوقت ذبح ''بسم اللہ واللہ اکبر'' عربی میں کہنا ضروری ہے؟

جواب: ذبح کے وقت تکبیر عربی میں کہنا ہی مشروع ہے۔ غیر عربی میں کہنے کے جواز پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: کیا حلال جانور میں سات اعضا حرام ہیں؟

جواب: ذبح کے وقت بہنے والا خون بالاتفاق حرام ہے۔ اس کے علاوہ حلال جانور کے تمام اعضا واجزا حلال ہیں، جبکہ احناف کے نزدیک حلال جانور میں سات اجزا حرام ہیں۔

❀ علامہ ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

اَلْمَكْرُوهُ تَحْرِيمًا مِّنَ الشَّاةِ سَبْعٌ الْفَرْجُ وَالْخُصْيَةُ وَالْغُدَّةُ وَالدَّمُ الْمَسْفُوحُ وَالْمَرَارَةُ وَالْمَثَانَةُ وَالذَّكَرُ .

''بکری کے سات اعضا کو کھانا مکروہ تحریمی (حرام) ہے؛ ا۔ شرمگاہ ۲۔ کپورے ۳۔ غدود ۴۔ دم مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون) ۵۔ مرارہ (پتہ) ۶۔ مثانہ ۷۔ اگلی شرمگاہ۔ (العُقود الدُّرِّيّة : 5/1)

❀ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

''سات چیزیں حلال جانور کی کھانی منع ہیں، ذکر، فرج مادہ، غدود، حرام مغز جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پشت کے مہرہ میں ہوتا ہے، خصیہ، پتہ یعنی مرارہ جو کلیجہ میں تلخ پانی کا ظرف ہے۔''

(تذکرۃ الرشید:174/1)

۞ مولانا احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''حلال جانور کے بعض اجزا حرام ہیں، جیسے خون، پتہ، فرج، خصیہ وغیرہ۔''

(تفسیر نور العرفان، ص547)

۞ یہی بات احمد رضا خان بریلوی صاحب نے بھی کہی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ:234/20)

اب احناف کے دلائل ملاحظہ ہوں:

۞ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا؛ الْمَرَارَةَ، وَالْمَثَانَةَ، وَالْمَحْيَاةَ، وَالذَّكَرَ، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالدَّمَ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری سے سات چیزیں ناپسند کرتے تھے: ۱۔ پتہ ۲۔ مثانہ ۳۔ پچھلی شرمگاہ ۴۔ اگلی شرمگاہ ۵۔ کپورے ۶۔ غدود ۷۔ خون (بوقت ذبح بہتا ہوا۔)''

(المُعجم الأوسط للطَّبَراني : 9480)

اس کی سند موضوع من گھڑت ہے:

① یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن عباد واسطی ''کذاب ووضاع'' ہے۔

② یحییٰ بن عبدالحمید حمانی جمہور کے ہاں ''ضعیف'' ہے۔

۞ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ. ''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(البَدر المُنير : 224/3)

③ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم بھی جمہور کے ہاں ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

✿ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَکْثَرُ عَلٰی تَضْعِیفِہٖ .

''اکثر محدثین اسے ''ضعیف'' قرار دیتے ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 20/2)

✿ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعًا؛ الدَّمَ، وَالْحَیَا، وَالْأُنْثَیَیْنِ، وَالْغُدَّۃَ، وَالذَّکَرَ، وَالْمَثَانَۃَ، وَالْمَرَارَۃَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری سے سات اعضا کو ناپسند کرتے تھے: ۱۔(بوقت ذبح بہنے والا) خون ۲۔شرمگاہ ۳۔کپورے ۴۔غدود ۵۔اگلی شرمگاہ ۶۔مثانہ ۷۔پتہ۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 8771، السّنن الکبری للبیھقي : 7/10)

یہ روایت کئی وجہ سے ضعیف اور باطل ہے:

① مرسل ہے۔مجاہد تابعی براہ راست رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں۔

② واصل بن ابی جمیل ضعیف ہے۔

✿ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا شَيْءَ . ''یہ کچھ نہیں ہے۔''

(الجرح والتّعدیل لابن أبي حاتم : 30/9، وسندہٗ صحیحٌ)

امام ابن شاہین (الضعفاء:666) اور حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے الضعفاء میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ذکر کیا ہے۔امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات:559/7) کے علاوہ کسی نے اسے ثقہ نہیں کہا۔

❀ حافظ ابن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاصِلٌ لَّمْ تَثْبُتْ عَدَالَتُهٗ . ''واصل کی عدالت ثابت نہیں۔''

(فيض القدير للمَناوي : 100/2)

❀ مجاہد اس روایت کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے موصولا بھی بیان کرتے ہیں۔

(الکامل لابن عدي : 12/5، السَّنن الکبرٰی للبیهقي : 710)

لیکن یہ روایت بھی موضوع من گھڑت ہے۔عمر بن موسی وجیہی باتفاق ائمہ ضعیف منکر الحدیث اور متروک ہے۔امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لَا يَصِحُّ وَصْلُهٗ . ''اس کا موصول ہونا درست نہیں۔''

(السّنن الکبری للبیهقي : 810)

ثابت ہوا کہ حلال جانور میں سوئے دم مسفوح (بوقت ذبح بہنے والا خون) کے کوئی چیز حرام نہیں ہے۔سات اجزا کو حرام کہنے والوں کا نظریہ خطا پر مبنی ہے، کیوں کہ ان کی حرمت پر کوئی ثقہ دلیل موجود نہیں ہو سکی۔

فائدہ:

① اوجھڑی کھانا جائز ہے، احناف مگر اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں:

❀ مولانا عبدالحئی لکھنوی صاحب فرماتے ہیں:

''اوجھڑی کا کھانا مکروہ ہے۔''(مَجموع الفتاوی : 297/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ احمد رضا خان بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''اوجھڑی کھانا مکروہ ہے۔'' (ملفوظات:4/358)

② بعض حضرات نے حلال جانور میں 22 چیزیں مکروہ یا حرام قرار دی ہیں۔

گردے کے متعلق مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں:

''بعض روایات میں گردہ کی کراہت لکھتے ہیں اور کراہت تنزیہ پر حمل کرتے ہیں۔''

(تذکرۃ الرشید:1/174)

ہم کہتے ہیں کہ اوجھڑی اور گردے کے مکروہ ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

❁ احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ المتوفی 150ھ نے فرمایا: خون تو بحکم قرآن حرام ہے اور باقی چیزیں میں مکروہ سمجھتا ہوں۔''

(فتاوی رضویہ:20/234)

یہ امام صاحب سے ثابت نہیں ہوسکی۔

فائدہ:

❁ علامہ سمرقندی حنفی (۵۴۰ھ) لکھتے ہیں:

نَقُولُ: الْحَيَوَانُ إِذَا ذُبِحَ إِنْ كَانَ مَأْكُولَ اللَّحْمِ يَطْهُرُ بِجَمِيعِ أَجْزَائِهِ إِلَّا الدَّمَ.

''ہم کہتے ہیں: ماکول اللحم جانور کو ذبح کیا جائے، تو اس کے تمام اعضا پاک ہیں، سوائے دمِ مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والے خون) کے۔''

(تحفة الفقهاء: 1/70)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحاصل:

حلال جانور میں ذبح کے وقت بہنے والے خون کے علاوہ اس کا کوئی بھی عضو حرام یا مکروہ نہیں۔

سوال: جس جانور کو قبلہ رخ کر کے ذبح نہ کیا گیا، کیا اس کا گوشت کھانا جائز ہے؟

جواب: اس کا گوشت حلال ہے، حرمت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: بوقت ذبح جانور کی گردن کٹ گئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: حلال ہے، کوئی وجہ کراہت نہیں۔

سوال: چیل وغیرہ کو بندوق سے مارنا کیسا ہے؟

جواب: چیل وغیرہ موذی جانور ہیں، ان کا مارنا ثواب ہے، بلکہ انہیں حرمین میں بھی مارنا جائز ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ، وَقَالَ ابْنُ هَاشِمٍ : فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ؛ الْفَأْرَةُ وَالْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ .

”پانچ جانور ایسے ہیں، جنہیں قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں، خواہ انہیں قتل کرنے والا (حرم کے اندر) حالت حل میں ہو یا حالت احرام میں ہو۔ (۱) چوہیا (۲) چیل (۳) کوا (۴) بچھو (۵) کاٹنے والا کتا۔“

(صحيح البخاري : 1828، صحيح مسلم : 1199، المنتقى لابن الجارود : 440)

سوال: شارک پرندے کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): شارک کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں، لہٰذا حلال ہے۔ معاملات میں جب تک حرمت پر دلیل نہ آجائے، ان میں اصل اباحت (حلت) ہوتی ہے۔

(سوال): کچا گوشت کھانا کیسا ہے؟

(جواب): کچا گوشت مضرِ صحت ہے، لہٰذا کچا نہیں کھانا چاہیے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة : ١٩٥)

''اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔''

(سوال): مندرجہ ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ الذَّكَاةَ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ .

''سن لیجئے کہ حلق اور گلا کاٹنے سے ذبح ہوتا ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 4754)

(جواب): سند سخت ضعیف ہے۔

① سعید بن سلام عطار ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② عبداللہ بن بدیل خزاعی ''ضعیف'' اور ''کثیر الغلط'' ہے۔

③ زہری کا عنعنہ ہے۔

④ محمد بن سلیمان بن الحارث واسطی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَإِحْدٰى وَعِشْرِينَ، كَانَ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ .

”جو آدمی (اسلامی مہینے کی) سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو سنگی لگواتا ہے، اسے ہر مرض سے شفا ہوگی۔“

(سنن أبي داود : 3861، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 34/9، المستدرك للحاكم : 110/4، مختصراً)

جواب: روایت ضعیف ہے۔ سہیل بن ابی صالح آخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے، سعید جمحی کا ان سے قبل از اختلاط روایت کرنا ثابت نہیں۔

مہینے کے خاص دنوں میں سینگی لگوانے کے استحباب پر جتنی روایات مروی ہیں، ساری کی ساری کو ائمہ علل نے ضعیف قرار دیا ہے۔

❀ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

لَا يُثْبِتُ فِي كَرَاهَةِ الْحِجَامَةِ فِي يَوْمٍ بِعَيْنِهِ، وَلَا فِي اسْتِحْبَابِهِ فِي يَوْمٍ بِعَيْنِهِ حَدِيثًا .

”آپ رحمہ اللہ کسی مخصوص دن میں سینگی لگوانے کی کراہت یا استحباب کے بارے میں مروی کسی حدیث کو ثابت نہیں سمجھتے تھے۔“

(سؤالات البَرذَعي : 757/2)

❀ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ سے مذکورہ بالا روایت کے بارے میں سوال ہوا، تو آپ رحمہ اللہ نے اسے بھی ضعیف قرار دیا۔

(سؤالات البَرذَعي : 759/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ ثَابِتٌ فِي التَّوْقِيتِ فِي الْحِجَامَةِ يَوْمًا بِعَيْنِهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِيهَا أَحَادِيثُ أَسَانِيدُهَا كُلُّهَا لَيِّنَةٌ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خاص دن میں سینگی لگوانے کے متعلق کچھ ثابت نہیں، اس بارے میں مروی تمام احادیث کی سندیں ضعیف ہیں۔''

(الضّعفاء الکبیر: 454/3)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ صَحِيحٌ .

''ان احادیث میں کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(المَوضوعات: 215/3)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ لَمْ يَصِحَّ مِنْهَا شَيْءٌ .

''ان احادیث میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(فتح الباري: 150/10)

❁ نیز مذکورہ بالا حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

لٰكِنَّهٗ مَعْلُولٌ .

''مگر یہ روایت معلول (ضعیف) ہے۔''

(فتح الباري: 150/10)

❁ علامہ ابن قیم اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَدِ اتَّفَقَ الْأَطِبَّاءُ عَلٰى أَنَّ الْحِجَامَةَ فِي النِّصْفِ الثَّانِي مِنَ الشَّهْرِ ثُمَّ فِي الرُّبُعِ الثَّالِثِ مِنْ أَرْبَاعِهٖ أَنْفَعُ مِنَ الْحِجَامَةِ فِي أَوَّلِهٖ وَآخِرِهٖ.

''اہل طب کا اتفاق ہے کہ مہینے کے شروع اور آخر کی بہ نسبت نصف مہینے کے بعد سینگی لگوانا زیادہ مفید ہے، اس کے بعد تیسرے ہفتے میں مفید ہوتی ہے۔''

(زاد المَعاد لابن القیم : 54/4، فتح الباري : 150/10)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَهٰى أَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن ابن ماجه : 1564)

جواب: سند ضعیف ہے۔ قاسم بن مخیمرہ کا سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَسْمَعْ أَنَّهٗ سَمِعَ مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''مجھے نہیں معلوم کہ قاسم بن مخیمرہ نے کسی ایک بھی صحابی سے سماع کیا ہو۔''

(تاریخ ابن معین بروایة الدّوري : 2111)

یہ چھٹے طبقے کا راوی ہے، لہٰذا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا اسے تیسرے طبقے میں ذکر کرنا درست نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ عبداللہ بن ابی ساریہ ازدی کہتے ہیں:

جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ وَقَدْ صُلِّيَ عَلٰى عُمَرَ، فَقَالَ : لَئِنْ كُنْتُمْ سَبَقْتُمُونِي بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ لَا تَسْبِقُونِي بِالثَّنَاءِ .

''سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی جا چکی تھی، فرمایا: آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ تو مجھ سے پہلے پڑھ لی ہے، اب ثناء میں تو مجھ سے پہل نہ کریں۔''

(تاريخ المدينة لابن شبة : 939/3، طَبَقات ابن سعد : 369/3، تاريخ دِمَشق لابن عَساكر : 458/44)

جواب: روایت سخت ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن ابی ساریہ ازدی کون ہے؟ معلوم نہیں۔

② سالم بن عبدالواحد مرادی کا ضعف ہی راجح ہے۔

③ اس روایت میں نماز جنازہ کے متصل بعد دعا کا ذکر نہیں۔ اس روایت میں ثناء کا ذکر ہے، دعا کا ذکر کتب حدیث میں نہیں ملا۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا .

''اللہ! میری قبر کی بت کی طرح پوجا نہ ہو۔''

(مسند الحميدي : 1055)

جواب: سند ضعیف ہے۔ سہیل بن ابی صالح آخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے، حمزہ بن مغیرہ کوفی کا ان سے قبل از اختلاط بیان کرنا معلوم نہیں ہو سکا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ اسی طرح کی روایت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(عِلَل الدّارقطني : 221/2)

یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے۔اس کا موقوف ہونا ہی صحیح ہے، مگر اس کی سند ضعیف ہے۔

① سفیان بن عیینہ کا عنعنہ ہے۔

② اعمش کا عنعنہ ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلٰى جَنَازَةٍ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ، وَإِذَا انْصَرَفَ سَلَّمَ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھتے ،تو ہر تکبیر پر رفع الیدین کرتے تھے، جب نماز مکمل کرتے ،تو سلام پھیرتے۔“

(عِلَل الدّارقطني : 21/13، ح : 2908)

جواب: یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے۔اس کا موقوف ہونا راجح ہے، کیونکہ عمر بن شبہ اس روایت کو مرفوع بیان کرنے میں منفرد ہیں، ثقات کی ایک جماعت اس روایت کو موقوف بیان کرتی ہے، لہٰذا جماعت کی بیان کردہ روایت کو ترجیح ہو گی ،جیسا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

موقوف روایت کی سند ”صحیح“ ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ أَلَا فَزُورُوهَا، فَإِنَّهُ يُرِقُّ الْقَلْبَ، وَتُدْمِعُ الْعَيْنَ، وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ.

''میں نے آپ کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، سنئے! اب قبروں کی زیارت کیا کریں، اس سے دل نرم ہوتا ہے، آنکھ اشک بار ہوتی ہے اور یہ (قبریں) آخرت یاد دلاتی ہیں۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 376/1)

جواب: سند حسن ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا مسلم بن حارث تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ جب آپ نمازِ مغرب سے فارغ ہوں، تو سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِي مِنَ النَّارِ.

''اے اللہ! مجھے جہنم سے پناہ دے۔''

اگر آپ نے یہ دعا پڑھ لی اور اسی رات فوت ہو گئے، تو جہنم سے پناہ لکھ دی جائے گی، جب آپ نمازِ فجر پڑھ لیں، تو یہی دعا پڑھ لیں، اگر اس دن فوت ہو گئے، تو جہنم سے پناہ لکھ لی جائے گی۔''

(سنن أبي داود: 5079)

جواب: سند ضعیف ہے۔ حارث بن مسلم بن حارث تابعی ''مجہول'' ہے۔ اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۱۷٦/٦) میں ذکر کیا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(سؤالات البرقاني : 490)

حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تُعْرَفُ لَهٗ حَالٌ .

''اس کی حالت معلوم نہیں۔''

(بَيان الوهم والإيهام : 647/4)

لہٰذا یہ ''مجہول الحال'' ہے۔

سوال: عبادت کیا ہے؟

جواب: عبادت کی جامع ترین تعریف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کی ہے۔

فرماتے ہیں:

''عبادت ایک جامع لفظ ہے جو اللہ تعالیٰ کے تمام پسندیدہ ومحبوب، ظاہری و باطنی اقوال وافعال کو شامل ہے، چنانچہ نماز، زکوۃ، روزہ، حج، سچائی، امانت کی ادائیگی، والدین سے حسن سلوک، رشتہ داروں سے نیکی، وعدوں کو پورا کرنا، نیکی کا حکم، برائی سے روکنا، کفار و منافقین سے جہاد، پڑوسیوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور زیردست انسانوں اور جانوروں کے ساتھ بھلائی، نیز دعا، ذکر، تلاوت وغیرہ سب عبادات ہیں، اسی طرح اللہ ورسول سے محبت، اللہ کا ڈر، اس کی طرف رجوع، خالص اسی کی عبادت، اس کے حکم پر ڈٹ جانا، اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا، اس کی قضا اور قدر پر راضی ہونا، اس پر توکل کرنا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی رحمت کی امید اور اس کے عذاب کا خوف وغیرہ بھی عبادات ہیں۔‘‘

(العُبودیّۃ، ص 8)

عبادت کی اقسام:

اس جامع تعریف سے معلوم ہوا کہ عبادت اقوال اور ظاہری و باطنی اعمال سب کو محیط ہے، لہٰذا عبادات قولی بھی ہیں، عملی بھی ہیں اور اعتقادی بھی، یعنی عبادت دل سے بھی ہوتی ہے، زبان سے بھی اور دوسرے اعضا سے بھی۔

اعتقادی عبادات:

یہ عبادت اس عقیدے پر مشتمل ہوتی ہے کہ تمام مخلوقات اللہ ہی کی تخلیق ہیں، اسی کے پاس تصرف ہے اور اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، نیز صرف وہی ذات اس قابل ہے کہ اس کے لیے محبت، رجاء، خوف، خشوع، رجوع، توکل اور اخلاص کا مظاہرہ کیا جائے، یہی دلی عبادت ہے۔

قولی عبادت:

یہ عبادت اللہ و رسول پر ایمان کی گواہی، قرآن کریم کی تلاوت، ہر حال میں ذکرِ الٰہی، دعا اور راست گوئی وغیرہ پر مبنی ہے، اسے ہی زبانی عبادت کہتے ہیں۔

عملی عبادت:

اس میں طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، جہاد فی سبیل اللہ اور اعضائے جسمانی سے صادر ہونے والے واجب اور مستحب اعمال شامل ہیں، اسے بدنی عبادت بھی کہتے ہے۔

قبولیتِ عبادت کے لیے دو ضروری شرطیں ہیں: اخلاص اور اتباعِ سنت۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: نبی کریم ﷺ کے سایہ کے متعلق درج ذیل روایات بلحاظ سند کیسی ہیں؟

جواب: ملاحظہ ہو؛

❀ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ إِذَا أَنَا بِظِلِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلٌ .

”ایک دوپہر اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ آ رہا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 132/6، 162، طبقات ابن سعد : 126/8)

سند ضعیف ہے۔ سمیہ بصریہ مجہولہ ہے۔ اسے شمیسہ عتکیہ قرار دینا وہم ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی، دوران نماز آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک آگے بڑھایا، پھر پیچھے کھینچ لیا، نماز سے فارغ ہوئے، تو ہم نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! آپ نے اس نماز میں ایک ایسا کام کیا ہے، جو اس سے پہلے نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر جنت پیش کی گئی، اس میں مَیں نے انگوروں کی بیل دیکھی، جس کے خوشے (گچھے) قریب قریب تھے، دانے کدو جتنے تھے، میں نے ان سے کھانے کا ارادہ کیا، تو جنت کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ ہوا، وہ پیچھے ہٹ گئی، پھر میرے اور آپ کے درمیان جہنم لائی گئی، حَتّٰی رَأَيْتُ ظِلِّي وَظِلَّكُمْ (یہاں تک کہ میں نے آپ کا اور اپنا سایہ دیکھا)، میں نے آپ کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کرنا چاہا، تو وحی ہوئی کہ انہیں اپنی جگہ کھڑا رہنے دیں، آپ نے اسلام قبول کیا، انہوں نے بھی اسلام قبول کیا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ہجرت کی اور انہوں نے بھی ہجرت کی، آپ نے جہاد کیا اور انہوں نے بھی جہاد کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے لیے سوائے نبوت کے آپ پر کوئی فضیلت نہیں دیکھی۔"

(صحيح ابن خزيمة : 892)

سند ضعیف ہے۔ زر بن حبیش کا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ لَمْ يَلْقَ أَنَسًا، وَلَا يَصِحُّ لَهُ عَنْهُ رِوَايَةٌ .

"زر بن حبیش کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں، نیز ان سے بیان کردہ روایت ثابت نہیں۔"

(عِلَل الدّارقطني : 83/12، ح : 2449)

سوال: سجدہ تلاوت کی دعا کیا ہے؟

جواب:

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، میں نے سجدہ کیا، تو اس درخت نے میرے ساتھ سجدہ کیا، میں نے سنا کہ وہ درخت یہ دعا پڑھ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَّضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَّاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا، وَّتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ .

"اللہ! اس سجدہ کے بدلہ میں میرے لیے اپنے ہاں اجر و ثواب لکھ لے اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعہ مجھ سے (گناہوں کا) بوجھ اتار دے اور اسے میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا لے اور میری طرف سے اسے اسی طرح قبول فرما، جس طرح تو نے اپنے بندے داود سے قبول فرمایا تھا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ تلاوت کیا اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

(سنن التّرمذي : 579، 3424، سنن ابن ماجه : 1053، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے، امام ابن خزیمہ (۵۶۲)، امام ابن حبان (۲۷۶۸)، حافظ خلیلی (تہذیب التہذیب: ۲/۲۷۶) اور امام حاکم رحمہم اللہ (۱/ ۲۱۹، ۲۲۰) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

فائدہ:

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سجدۂ تلاوت میں یہ دعا پڑھتے تھے:

سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ .

''میرا چہرہ اس ذات کے لیے سجدہ ریز ہوا، جس نے اسے پیدا کیا اور اس نے اپنی قوت وطاقت سے اس کے کانوں اور آنکھوں کو قابلِ سماعت وبصارت بنایا۔''

(سنن أبي داوٗد : 1414، سنن النّسائي : 1130، سنن التّرمذي : 850، 3425، مسند أحمد : 30/6، المُستدرك للحاكم : 220/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 325/2)

سند ''ضعیف'' ہے، اس میں ''رجل'' ''مبہم'' کی زیادتی موجود ہے، یہ ''المزید فی متصل الاسانید'' ہے۔ خالد الحذاء کا ابو العالیہ سے سماع کی تصریح کرنا تو درکنار، سماع ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت نہیں، لہٰذا سند ''ضعیف'' ہے۔

سوال: بجو حلال ہے یا حرام؟

جواب: بجو حلال ہے۔ یہ چیر پھاڑ کرنے والے عادی درندوں میں سے نہیں ہے۔ اگر اسے درندوں کے زمرہ میں ذکر کر دیا گیا ہے، تو بھی حدیث سے اس کی استثنیٰ ہو جائے گی، لہٰذا بجو کی حلت میں کوئی شبہ نہیں۔

❁ عبدالرحمٰن بن ابو عمار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الضَّبُعِ فَقَالَ: كُلْهَا قَالَ: قُلْتُ: آكُلُهَا قَالَ: نَعَمْ، كُلْهَا بِأَمْرِي قُلْتُ: صَيْدٌ هِيَ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَعَمْ.

''میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بجو (کھانے) کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: کھالیں، میں نے (پھر) پوچھا: کیا میں اسے کھالوں؟ فرمایا: جی ہاں! میں حکم دیتا ہوں کہ اسے کھالیں، میں نے پوچھا: کیا یہ شکار ہے؟ فرمایا: جی ہاں! میں نے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں!۔''

(مسند الإمام أحمد: 3/297-318-322، سنن أبي داوٗد: 3801، سنن النّسائي: 2839، سنن التّرمذي: 851، سنن ابن ماجه: 3236، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۳۸) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۶۴۵، ۲۶۴۶) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۹۶۵) نے ''صحیح'' قرار دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۴۵۲/۱) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، ابن جریج نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے، نیز متابعت بھی ہوئی ہے، ابن جریج تک بہت سارے طرق ہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ وَرَدَ فِي حِلِّ الضَّبُعِ أَحَادِيثُ لَا بَأْسَ بِهَا .

''بجو کی حلت پر کئی احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں کوئی علت نہیں۔''

(فتح الباري : 658/9)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلضَّبُعُ يُبَاحُ أَكْلُهَا لِلْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَنَّ كُلَّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ قَالَ، وَالْأَكْثَرُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهٖ يَقُولُونَ .

''بجو کھانا جائز ہے، کیونکہ اس کی حلت کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث منقول ہے، اسی طرح جن صحابہ کو ہم جانتے ہیں، وہ بھی اسی کے قائل ہیں، نیز اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے۔''

(الأشراف : 391/1)

❁ مشہور لغوی امام، ابو منصور ازہری رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلضَّبُعُ لَا يُعَدُّ مِنَ السِّبَاعِ الْعَادِيَةِ، وَلِذٰلِكَ وَرَدَتِ السُّنَّةُ بِإِبَاحَةِ لَحْمِهَا .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''بجو کو عادی درندوں میں شمار نہیں کیا جاتا، اسی لیے حدیث میں اس کے گوشت کی حلت وارد ہوئی ہے۔''

(تهذيب اللُّغة : 71/2)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا تُعَدُّ الضَّبُعُ مِنَ السِّبَاعِ لُغَةً وَلَا عُرْفًا .

''لغوی اور عرفی اعتبار سے بجو کو درندوں میں شمار نہیں کیا گیا۔''

(إعلام المؤقعين : 90/2)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرج ذیل روایت کا تحقیقی جائزہ درکار ہے!

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ (الزخرف : 61)، قَالَ : هُوَ خُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

”وہ قیامت کی نشانی ہیں۔“ اس کی تفسیر قیامت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 317/1، المُعجم الكبير للطّبراني : 12740)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6817) نے صحیح، امام حاکم رحمہ اللہ (254/2) نے صحیح الاسناد اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

(لُباب النّقول ص 189)

جواب: سند ضعیف ہے۔ مصدع ابو یحییٰ منکر روایات بیان کرتا تھا، اس کا تفرد قبول نہیں، اس روایت میں بھی منفرد ہے۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تمام انبیائے کرام آپس میں علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں جدا جدا ہیں، لیکن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دین ایک ہے، میں سب سے بڑھ کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوں، کیونکہ میرے اوران کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا، وہ نازل ہونے والے ہیں، جب ان کو دیکھو، تو (ان نشانیوں سے) ان کو پہچان کر لینا، وہ درمیانی قد والے ہیں اور رنگ ان کا سرخ وسفید ہوگا، ہلکے زرد رنگ کے لباس میں ہوں گے، ایسے محسوس ہوگا، جیسے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہو، حالانکہ نمی (پانی) لگا نہیں ہوگا، آپ لوگوں سے اسلام کی خاطر لڑائی کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، مسیح دجال کو ہلاک کریں گے، جزیہ ختم کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا سارے ادیان ختم کر دے گا، زمین میں امن قائم ہو جائے گا، حتی کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ مل کر چریں گے، بچے سانپوں سے کھیلیں گے، لیکن وہ انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے، آپ زمین میں چالیس سال رہیں گے، پھر فوت ہو جائیں گے، پھر آپ علیہ السلام پر مسلمان جنازہ پڑھیں گے۔''

(مسند أحمد : 437/2، سنن أبي داود : 4324، مسند الطيالسي : 335)

جواب: سند ضعیف ہے۔ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قتادہ نے عبدالرحمن بن آدم سے سماع نہیں کیا۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 173)

مذکورہ بالا الفاظ صرف قتادہ بیان کرتے ہیں، وہ مدلس ہیں۔ عبدالرحمن بن آدم سے سماع بھی ثابت نہیں۔ بعض الفاظ کو بیان کرنے میں ان کی متابعت نہیں ہوئی۔

سوال: کیا روز قیامت حافظ قرآن کو تاج پہنایا جائے گا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❀ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : تَعَلَّمُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ . قَالَ : ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ : تَعَلَّمُوْا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ؛ فَإِنَّهُمَا الزَّهْرَاوَانِ يُظِلَّانِ صَاحِبَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ غَيَايَتَانِ أَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، وَإِنَّ الْقُرْآنَ يَلْقٰى صَاحِبَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يَنْشَقُّ عَنْهُ قَبْرُهٗ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ، فَيَقُوْلُ لَهٗ : هَلْ تَعْرِفُنِي؟ فَيَقُوْلُ : مَا أَعْرِفُكَ فَيَقُوْلُ : أَنَا صَاحِبُكَ الْقُرْآنُ الَّذِي أَظْمَأْتُكَ فِي الْهَوَاجِرِ وَأَسْهَرْتُ لَيْلَكَ، وَإِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ مِنْ وَّرَاءِ تِجَارَتِهٖ، وَإِنَّكَ الْيَوْمَ مِنْ وَّرَاءِ كُلِّ تِجَارَةٍ فَيُعْطَى الْمُلْكَ بِيَمِيْنِهٖ، وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهٖ، وَيُوضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ، وَيُكْسٰى وَالِدَاهٗ حُلَّتَيْنِ لَا يُقَوَّمُ لَهُمَا أَهْلُ الدُّنْيَا فَيَقُوْلَانِ : بِمَ كُسِيْنَا هٰذَا؟ فَيُقَالُ : بِأَخْذِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ : اقْرَأْ وَاصْعَدْ فِي دَرَجِ الْجَنَّةِ وَغُرَفِهَا، فَهُوَ فِي صُعُوْدٍ مَا دَامَ يَقْرَأُ، هَذًّا كَانَ، أَوْ تَرْتِيْلًا .

''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا، آپ نے فرمایا: سورت بقرہ سیکھیں! اسے سیکھنا باعث برکت اور چھوڑنا باعث حسرت ہے۔ جادوگر کا جادو اس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اثر انداز نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ لمحہ بھر خاموش رہے، پھر فرمایا: سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران سیکھیں! یہ نور ہیں، روز قیامت اپنے پڑھنے والوں پر بادل یا چھتری کی طرح سایہ فگن ہوں گی، یا پھر قطار باندھے پرندوں کی ٹولیوں کی طرح۔ قیامت کے دن قاری قرآن کی قبر شق ہوگی، تو قرآن اس سے نحیف و نزار (یا اداس) آدمی کی شکل میں ملے گا اور پوچھے گا: مجھے پہچانتے ہو؟، قاری جواب دے گا: نہیں۔ قرآن کہے گا: میں قرآن ہوں۔ میں نے گرمی میں تجھے پیاسا رکھا، راتوں کو جگایا، ہر تاجر نفع حاصل کرنے کے لئے تجارت کرتا ہے، آج آپ تمام تجارتوں سے بے نیاز ہو گئے، چنانچہ قاری کے دائیں ہاتھ میں بادشاہت اور بائیں ہاتھ میں ہمیشگی کا پروانہ دیا جائے گا، عزت و وقار کی تاج پوشی ہوگی اور اس کے والدین کو دو قیمتی لباس پہنائے جائیں گے، جن کے سامنے متاع دنیا حقیر ہوگی۔ قاری کے والدین عرض کریں گے: یہ لباس ہمیں کیوں پہنایا گیا ہے؟ بتایا جائے گا: آپ کے بیٹے نے قرآن سیکھا ہے اس لئے۔ پھر قاری سے کہا جائے گا: قرآن پڑھتے جائیں اور جنت کے بلند و بالا درجات پر چڑھتے جائیں، چنانچہ جب تک تلاوت کرتا رہے گا، درجات چڑھتا جائے گا، وہ چاہے تیز پڑھے یا آہستہ۔''

(مسند الإمام أحمد: 348/5، سنن الدّارمي: 3334، سنن ابن ماجه: 3781 مختصراً، المُستدرك للحاكم: 560/1 مختصراً)

سند ضعیف ہے۔ بشیر بن مہاجر غنوی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے، نیز یہ منکر روایات بھی بیان کرتا تھا۔

❀ مذکورہ حدیث ذکر کرنے کے بعد حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدِيثٌ، أَسَانِيدُهَا كُلُّهَا مُتَقَارِبَةٌ .

''اس باب میں نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں۔ تمام سندیں (ضعف میں) قریب قریب ہیں۔''

(الضّعفاء الکبیر: 143/1)

سوال: کیا سونے سے پہلے مسبحات کی تلاوت کرنا مسنون ہے؟

جواب: اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❀ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَّرْقُدَ وَيَقُوْلُ : إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ.

''نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے سَبَّحَ سے شروع ہونے والی سورتیں تلاوت کرتے تھے، فرماتے: ان میں ایک آیت ہے، جو ہزار آیات سے افضل ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 128/4، سنن أبي داود : 5057، سنن التّرمذي : 2921، شُعَب الإيمان للبيهقي : 2273)

سند ضعیف ہے، بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے تھے، اوپر تک سماع کی تصریح نہیں کی۔

کہا جاتا ہے کہ بقیہ بن ولید کی بحیر بن سعد سے روایت صحیح ہے، کیونکہ ان کے پاس بحیر کا نسخہ موجود تھا۔ یہ روایت بھی بقیہ عن بحیر سے ہے۔

عرض ہے کہ یہ ثابت نہیں کہ بقیہ کے پاس بحیر بن سعد کی کوئی کتاب تھی۔

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: (۲/۲۶۴) کے حوالہ سے کہا جاتا ہے کہ بقیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پاس بحیر بن سعد کی کتاب تھی، یہ بات درست نہیں، کیوں کہ اس کی سند میں امام ابن عدی کا استاذ فضل بن عبداللہ بن سلیمان مجہول ہے۔

اسی بنیاد پر حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ نے یہ دعویٰ کیا بقیہ کی بحیر بن سعد سے روایت سماع پر محمول ہے۔ جس بنیاد پر یہ کہا گیا، وہ بنیاد ضعیف ہے۔

لہٰذا یہ ثابت نہیں کہ بقیہ بن ولید کے پاس بحیر کی کوئی کتاب تھی۔

جس روایت میں بقیہ کی متابعت ہوئی ہے، وہ مرسل ہے۔

سوال: روایت: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ کی تحقیق درکار ہے!

جواب: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ ”میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے۔“

یہ حدیث سخت ”ضعیف“ ہے، اس کی ساری کی ساری سندیں ”ضعیف“ ہیں۔

۱۔ حدیثِ جابر:

(المُؤتلَف للدّارقطني : 4/1787، جامع بَيان العلم وفضلِه لابن عبدالبرّ : 1760)

سند ”ضعیف وساقط“ ہے:

① اعمش ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② سلام بن سلیمان مدائنی ”ضعیف“ ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجَر : 2704)

③ حارث بن غصین کو حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ”مجہول“ کہا ہے۔

❀ غرائب مالک للدارقطنی (کما فی التلخیص لابن حجر: ۴/۴۶۳) والی سند بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ضعیف ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جَمِيلٌ لَا يُعْرَفُ، وَلَا أَصْلَ لَهُ فِي حَدِيثِ مَالِكٍ وَلَا مَنْ فَوْقَهُ .

''جمیل مجہول ہے، اس حدیث کی مالک اور اس سے اوپر والے راویوں سے کوئی حقیقت نہیں۔''

(التّلخيص الحَبير : 190/4)

۲۔ حدیث عمر:

(الكامل لابن عدي : 1057/3 ، المَدخل للبيهقي : 151 ، الكِفاية للخطيب، ص 95)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① عبدالرحیم بن زید عمی ''متروک'' ہے۔

② اس کا باپ زید عمی جمہور ائمہ کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 110/10)

❀ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(نتائج الأفكار : 253)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ حدیث ابن عمر:

(مسند عبد بن حُمَید : 783)

سند سخت ''ضعیف'' ہے، حمزہ بن ابی حمزہ جزری ''متروک، متہم بالوضع'' ہے۔

(تقریب التّہذیب لابن حجَر : 1519)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادُهٗ لَا يَصِحُّ .

''یہ سند ثابت نہیں۔''

(جامع بَیان العلم وفضلِه : 1759)

۴۔ حدیثِ اَبی ہریرہ:

(مسند القُضاعي : 1346)

① جعفر بن عبد الواحد الہاشمی ''کذاب'' ہے۔

(التّلخیص الحَبیر لابن حجَر : 191/4)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ بَلَايَا جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ .

''یہ حدیث جعفر بن عبد الواحد کی مصیبتوں میں سے ہے۔''

(میزان الاعتدال : 413/1)

② اعمش کا عنعنہ بھی ہے۔

۵۔ حدیثِ ابنِ عباس:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ أَصْحَابِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ فَأَيُّمَا أَخَذْتُمْ بِهِ اهْتَدَيْتُمْ، وَاخْتِلَافُ أَصْحَابِي لَكُمْ رَحْمَةٌ .

”میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، جس کا دامن پکڑ لو گے، ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے، میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے باعثِ رحمت ہے۔“

(المَدخل للبيهقي : 152، الكِفاية للخطيب، ص 95)

سند سخت ”ضعیف“ ہے۔

① سلیمان بن ابی کریمہ جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

اس کی متابعت مندل بن علی عنزی نے کی ہے۔(التلخیص لابن حجر:۱۹۱/۴) مگر مندل بھی جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

② جویبر بن سعید ازدی سخت ”ضعیف“ ہے۔

③ ضحاک بن مزاحم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں کیا۔

(اتّحاف المَهرة لابن حجَر : 248/7)

۶۔ حدیثِ جواب بن عبید اللہ:

إِنَّ مَثَلَ أَصْحَابِي كَمَثَلِ النُّجُومِ، هٰهُنَا وَهٰهُنَا، مَنْ أَخَذَ بِنَجْمٍ مِّنْهَا اهْتَدٰى، وَبِأَيِّ قَوْلِ أَصْحَابِي أَخَذْتُمْ، فَقَدِ اهْتَدَيْتُمْ .

”میرے صحابہ کی مثال (آسمان کے) اُن ستاروں کی طرح ہے، جس نے ان ستاروں میں سے ایک کی پیروی کی، اس نے ہدایت پائی، میرے کسی بھی صحابی کے قول کو اختیار کر لیں گے، ہدایت پائیں گے۔“

(المَدخل للبيهقي : 153)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سند سخت ''ضعیف'' ہے، جو یبر متروک ہے۔ اسے امام نسائی (الکامل لابن عدی: ۱۲۱/۲) اور امام دارقطنی رحمہم اللہ (الضعفاء والمتروکون: ۱۴۷) وغیرہ نے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

❀ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس سند کے بارے میں لکھتے ہیں:

هٰذَا مُرْسَلٌ أَوْ مُعْضَلٌ .

''یہ سند مرسل یا معضل ہے۔''

(مُوافقة الخُبْر الخَبَر: 146/1)

۷۔ حدیثِ انس:

مَثَلُ أَصْحَابِي مَثَلُ النُّجُومِ يُهْتَدٰى بِهَا،فَإِذَا غَابَتْ تَحَيَّرُوا .

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، جن سے راہنمائی لی جاتی ہے، جب یہ غروب ہو جائیں گے، تو لوگ بھٹک جائیں گے۔''

(مُسند بن أبي عمر نقلًا عن المَطالب لابن حجَر : 4156)

سند سخت ''ضعیف'' ہے:

① زید عمی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

② یزید رقاشی ''ضعیف'' ہے۔ (تقریب التہذیب: ۷۶۸۳) اسے امام نسائی اور امام حاکم رحمہم اللہ نے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

(تهذيب التّهذيب لابن حجَر :270/11)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مَجمع الزّوائد: 105/1)

③ سلام بن سلیم طویل ''متروک'' ہے۔

(تقریب التّہذیب: 2702)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(المَطالب العالیة: 146/4)

الحاصل:

یہ روایت ساری کی ساری سندوں سے ''ضعیف وغیر ثابت'' ہے۔

اہل علم کی تحقیقات:

محدثین واہل علم اس حدیث کو ضعیف وغیر ثابت قرار دیتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں؛

۱۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(المُنتخب من العِلَل للخلّال: 69)

۲۔ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَتْنُهٗ مَشْهُورٌ وَأَسَانِيدُهٗ ضَعِيفَةٌ، لَمْ يَثْبُتْ فِي هٰذَا إِسْنَادٌ .

''اس حدیث کا متن مشہور اور ساری کی ساری سندیں ضعیف ہے، ان میں کوئی بھی سند ثابت نہیں۔

(المَدخل إلى السّنن الكبرىٰ: 154)

۳۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هٰذِهِ الرِّوَايَةُ لَا تَثْبُتُ أَصْلًا بِلَا شَكٍّ أَنَّهَا مَكْذُوبَةٌ .

''یہ روایت سرے سے ثابت ہی نہیں، اس کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں۔''

(الإحكام في أصول الأحكام : 83/6)

❀ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ مَكْذُوبٌ مَوْضُوعٌ بَاطِلٌ لَمْ يَصِحَّ قَطُّ .

''یہ قطعی طور پر جھوٹی، من گھڑت، باطل اور غیر ثابت روایت ہے۔''

(البدر المُنير لابن المُلَقِّن : 587/9)

۴۔ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو غیر ثابت قرار دیا ہے۔

(القَبَس شرح مؤطإ الإمام مالك، ص 550)

۵۔ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ غَرِيبٌ لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الْكُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ .

''یہ حدیث منکر ہے، اسے کسی معتمد کتاب کے مصنف نے روایت نہیں کیا۔''

(البدر المُنير : 584/9)

۶۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ شَيْءٌ مِنْهَا .

''اس کی کوئی سند ثابت نہیں۔''

(تُحفة الطّالب، ص 141)

۷۔ علامہ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ بِهٰذَا اللَّفْظِ مِنْ طُرُقٍ كَثِيرَةٍ وَلَا يَصِحُّ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہ روایت ان الفاظ سے کئی سندوں سے مروی ہے، یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(المُعتبَر في تخريج أحاديث المِنهاج والمُختصَر، ص 83)

۸۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ نے بھی ”ضعیف“ کہا ہے۔

(الإبهاج في شرح المِنهاج: 2070/5)

۹،۱۰۔ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، قَالَ الْبَزَّارُ: هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَيْسَ هُوَ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ الْمُعْتَمَدَةِ.

”یہ حدیث ضعیف ہے، امام بزار رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ ہی یہ حدیث کی معتمد کتب میں مندرج ہے۔“

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 469)

۱۱۔ علامہ امیر صنعانی نے اس حدیث کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(التّنوير شرح الجامع الصّغير: 597/2، توضيح الأفكار: 239/1)

۱۲۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، كَمَا هُوَ مَعْلُومٌ عِنْدَ أَهْلِ هٰذَا الشَّأْنِ، فَقَدِ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّهٗ غَيْرُ ثَابِتٍ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث ثابت نہیں، جیسا کہ فنِ حدیث کے ماہرین کے ہاں معلوم ہے، ان کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث غیر ثابت ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(قَطر الوليّ على حديث الولي، ص 318)

فائدہ:

❀ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سر مبارک اٹھایا اور آپ بکثرت آسمان کی طرف سر مبارک اٹھاتے تھے، فرمایا:

اَلنُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتٰى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ.

''ستارے آسمان کی حفاظت کا سامان ہیں، جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ (آفت) آجائے گی، جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے، میں اپنے صحابہ کے لیے حفاظت کا سامان ہوں، جب میں (دنیا سے) چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ (فتنے) آئیں گے، جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے، میرے صحابہ میری امت کے لیے حفاظت کا سامان ہیں، جب میرے صحابہ (دنیا سے) چلے جائیں گے، تو میری امت پر وہ (فتنے) آجائیں گے، جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

(صحيح مسلم: 2531)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ حافظ بیہقی رحمہ اللہ کے تعاقب میں فرماتے ہیں:

هُوَ يُؤَدِّي صِحَّةَ التَّشْبِيهِ لِلصَّحَابَةِ بِالنُّجُومِ خَاصَّةً، أَمَّا فِي

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْاِقْتِدَاءِ، فَلَا يَظْهَرُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسٰى .

”یہ حدیث صحابہ کو ستاروں سے صرف تشبیہ دینے کو صحیح قرار دیتی ہے، رہا (کسی ایک صحابی کی) اقتدا کا معاملہ، تو وہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔“

(تلخيص المُستدرك : 4/191)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی تحقیق اور مفہوم درکار ہے!

❁ عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا، وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ : يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ، وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ .

”کوئی چیز گم ہو جائے یا مدد کی ضرورت ہو اور آپ ایسی جگہ میں ہوں، جہاں کوئی مددگار نہ ہو، تو کہیے: اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں، جنہیں ہم دیکھ نہیں سکتے۔ یہ تجربہ ہے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 17/117-118)

جواب: روایت ”ضعیف“ ہے۔

① حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِنَّ زَيْدَ بْنَ عَلِيٍّ لَمْ يُدْرِكْ عُتْبَةَ .

”زید بن علی نے عتبہ کا زمانہ نہیں پایا۔“ (مَجمع الزّوائد : 10/132)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

۞ حافظ مناوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سَنَدُهُ مُنْقَطِعٌ . ”سند منقطع ہے۔“(فيض القدير :307/1)

② شریک بن عبد اللہ قاضی کا عنعنہ اور اختلاط بھی ہے۔ ان کے بیٹے عبد الرحمٰن بن شریک کا ان سے اختلاط سے قبل احادیث روایت کرنا ثابت نہیں۔

معجم کبیر کے مطبوعہ نسخہ میں عبد الرحمٰن بن سہل ہے، یہ تصحیف ہے۔ درست عبد الرحمٰن بن شریک ہے، کیونکہ احمد بن یحییٰ صوفی کے شیوخ میں عبد الرحمٰن بن شریک ہے، نہ کہ ابن سہل۔

تنبیه:

مذکورہ دونوں احادیث بلحاظِ سند ”ضعیف“ ہیں۔ البتہ عباد اللہ سے مراد فرشتے لیے جائیں، تو درج ذیل روایت سے اس کی تائید ہو جائے گی۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ مَلائِكَةً فِي الْأَرْضِ سِوَى الْحَفَظَةِ، يَكْتُبُونَ مَا سَقَطَ مِنْ وَّرَقِ الشَّجَرِ، فَإِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ عَرْجَةٌ بِأَرْضٍ فَلاةٍ، فَلْيُنَادِ: أَعِينُوا عِبَادَ اللّٰهِ .

”زمین میں حفاظت والے فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں، جو درختوں کے گرنے والے پتے لکھتے ہیں۔ ویرانے میں چلتے ہوئے پاؤں میں موچ آجائے، تو کہیں: اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔“

(كَشْفُ الأستار عن زوائد البزّار :3128/1، وسندهٗ حسنٌ)

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُه ثِقَاتٌ . ”اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔“(مَجمع الزّوائد : 32/10)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنُ الْإِسْنَادِ، غَرِيبٌ جِدًّا .

''سند حسن ہے، لیکن یہ انوکھی روایت ہے۔''

(مختصر زوائد البزّار : 120/2، شرح ابن علان على الأذكار : 151/5)

یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے۔ اس کا موقوف ہونا راجح ہے اور مرفوع ہونا اُسامہ بن زید لیثی کا وہم معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اُسامہ بہت زیادہ وہم کا شکار ہو جاتا تھا، جیسا کہ ائمہ علل نے ذکر کیا ہے۔

علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَلٰى تَقْدِيرِ ثُبُوتِ الْحَدِيثِ فَالثَّابِتُ مِنْهُ جَوَازُ نِدَاءِ الْأَحْيَاءِ أَوْ طَلْبِ مَا يَقْدِرُونَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ، وَذٰلِكَ لَا يُنْكِرُهُ أَحَدٌ .

''بالفرض اگر یہ حدیث ثابت بھی ہے، تو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ زندوں کو تحت الاسباب مدد کے لیے پکارنا اور ان سے مدد مانگنا جائز ہے اور اس کا کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔''

(صِيانة الإنسان عن وَسوسة دَحلان، ص 385)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں اللہ کے بندوں سے مراد فرشتے ہیں۔ ان کے ساتھ مسلمان جنوں اور ان اولیاء وصالحین کو ملانا جنہیں غیبی لوگ کہا جاتا ہے، جائز نہیں، خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت ہو گئے ہوں۔ ان جنوں اور انسانوں سے مدد طلب کرنا واضح شرک ہے کیونکہ وہ پکارنے والے کی پکار نہیں سن سکتے۔ اگر سن بھی لیں تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب دینے یا حاجت روائی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات اس پر شاہد ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ، إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾ (فاطر: 13۔14) ''جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کھجور کی گٹھلی کے باریک غلاف برابر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔ انہیں پکارو، تو وہ پکار نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں، تو مراد پوری نہیں کر سکتے اور روز قیامت تمہارے شرک سے لاعلمی ظاہر کریں گے، آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا۔''

(سِلسِلة الأحاديث الضّعيفة: 111/2، ح: 655)

اس حدیث میں ماتحت الاسباب مدد کا بیان ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے خود بیان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے وہاں ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نیک بندوں کی اعانت پر مامور کر رکھا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اہل سنت والجماعت اس پکار کو شرک کہتے ہیں جس میں کسی غائب یا فوت شدہ کو پکارا جائے یا کسی زندہ سے وہ چیز مانگی جائے جس پر وہ سرے سے قدرت ہی نہیں رکھتا۔ اسے مافوق الاسباب استعانت کہا جاتا ہے جو کہ ممنوع و حرام اور شرک ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَلَلْتُ الطَّرِيقَ فِي حَجَّةٍ وَّكُنْتُ مَاشِيًا، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: يَا عِبَادَ اللّٰهِ! دُلُّونَا عَلَى الطَّرِيقِ، فَلَمْ أَزَلْ أَقُولُ ذٰلِكَ، حَتّٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَقَعْتُ الطَّرِيقَ .

''حج کے سفر میں مجھے راستہ بھول گیا۔ میں پیدل تھا، میں کہنے لگا: اللہ کے بندو! مجھے راستہ بتاؤ۔ میں مسلسل کہتا رہا اور درست راستے پر آ گیا۔''

(مَسائل الإمام أحمد لابنه عبد اللّٰه، ص 245)

علامۃ الہند نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ (1307ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ وَقَعَ لِي مِثْلُ ذٰلِكَ فِي بَعْضِ الْأَسْفَارِ وَذَهَبَ السَّيْلُ بِالدَّابَّةِ فَقُلْتُ يَا عِبَادَ اللّٰهِ! أَعِيْنُوْنِى فَوَقَفْتُ فِي الْحَالِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .

''اس طرح کے واقعات بعض اسفار میں خود میرے ساتھ پیش آئے، سیلاب میری سواری بہا کر لے گیا، اسی دوران میں نے پکارا: اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو میں سنبھل گیا، الحمدللہ۔''

(رِحلة الصّديق إلى البلد العَتيق ص 37)

امام طبرانی رحمہ اللہ، امام بیہقی رحمہ اللہ اور حافظ نووی رحمہ اللہ نے بعض اکابر شیوخ کا عباداللہ کے بارے جو تجربہ بیان کیا ہے، ظن غالب ہے کہ وہ فرشتوں ہی کے بارے میں ہوگا۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے ہاں قربانی مشروع و مستحب سنت ہے۔

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا .

''استطاعت وقدرت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عیدگاہوں کے قریب نہ پھٹکے۔''

(مسند الإمام أحمد : 321/2، سنن ابن ماجه : 3123، المستدرك للحاكم : 390/2)

اس حدیث کی سند کو امامِ حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

تبصرہ:

یہ روایت مرفوعاً ضعیف و منکر ہے۔ عبداللہ بن عیاش قتبانی ضعیف ہے۔

❀ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَتِينِ .

''یہ پختہ کار راوی نہیں، (منکر روایات بیان کر دیتا ہے)۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 126/5)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن یونس رحمہ اللہ نے ”منکر الحدیث“ کہا ہے۔

(الإكمال لابن ماكولا : 72/6، تهذيب التّهذيب : 351/5)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ مَعْرُوفًا بِالثِّقَةِ . ”یہ ثقہ نہیں ہے۔“

(المحلّٰى بالآثار : 8/6)

اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ”منکر“ کہا ہے۔

(الفروسية لابن القيم، ص 200، كتاب الفروع لابن مفلح : 309/2)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس روایت پر جرح کی ہے۔

(المحلّٰى بالآثار : 7/6)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اُخْتُلِفَ فِي رَفْعِهٖ وَوَقْفِهٖ وَالْمَوْقُوفُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ قَالَهُ الطَّحَاوِيُّ وَغَيْرُهٗ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ صَرِيحًا فِي الْإِيجَابِ .

”اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے، اس کا موقوف ہونا راجح ہے، جیسا کہ امام طحاوی وغیرہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ قربانی کے وجوب پر صراحت نہیں کرتی۔“

(فتح الباري : 3/10)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کا موقوف ہونا ہی صحیح قرار دیا ہے۔

(عِلَل الدارقطني : 2023)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَلْأَغْلَبُ عِنْدِي فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهٗ مَوْقُوفٌ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ .

”میرے نزدیک صواب یہی ہے کہ یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت ہے۔“

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 191/23)

تنبیہ:

یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بسند صحیح ثابت ہے۔

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 191/23)

مگر اس سے قربانی کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ الْأُضْحِيَّةَ وَاجِبَةٌ .

”کسی صحابی سے قربانی کو واجب کہنا ثابت نہیں۔“

(المحلّى بالآثار : 10/6)

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَا يُضَحُّونَ يَعْنِي أَنَّهُمْ لَا يَلْتَزِمُونَ الْأُضْحِيَّةَ .

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔“

(الاعتصام : 602/2)

❀ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی ترک کرنا ثابت ہے۔

(الخلافيّات للبيهقي : 335/7، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسند الفاروق :332/1)

❀ **سیدنا عبداللہ بن عباس** رضی اللہ عنہما (السّنن الکبریٰ للبیهقي : ٢٦٥/٩، وسنده صحیحٌ) **اور سیدنا بلال** رضی اللہ عنہ (المحلّٰی لابن حزم : ٣٥٨/٧، وسندهٗ صحیحٌ) **قربانی کے وجوب کے قائل نہیں تھے۔**

❀ **سیدنا عبداللہ بن عمر** رضی اللہ عنہما **نے فرمایا:**

''یہ سنت اور کارِ خیر ہے۔''

(صحیح البخاري، قبل الحدیث : 5545، تعلیقًا، تغلیق التّعلیق لابن حجَر : 3/5، وسندهٗ صحیحٌ)

❀ **حافظ ابن حجر** رحمہ اللہ **نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔**

امام بخاری رحمہ اللہ **اور دیگر محدثین عظام کے نزدیک بھی قربانی سنت ہے۔**

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ **سیدہ عائشہ** رضی اللہ عنہا **سے مروی ہے:**

لَمَّا مَرِضَ أَبِي أَوْصٰى أَنْ يُّؤْتٰى بِهٖ إِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُسْتَأْذَنَ لَهٗ، وَيُقَالَ : هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يُّدْفَنُ عِنْدَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! فَإِنْ أَذِنَ لَكُمْ فَادْفَعُونِي، وَإِنْ لَّمْ يُؤْذَنْ لَّكُمْ فَاذْهَبُوا بِي إِلَى الْبَقِيعِ، فَأُتِيَ بِهٖ إِلَى الْبَابِ، فَقِيلَ : هٰذَا أَبُو بَكْرٍ قَدِ اشْتَهٰى أَنْ يُّدْفَنَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَوْصَانَا، فَإِنْ أُذِنَ لَنَا دَخَلْنَا، وَإِنْ لَّمْ يُؤْذَنْ لَّنَا انْصَرَفْنَا، فَنُودِينَا أَنِ ادْخُلُوا وَكَرَامَةً، وَسَمِعْنَا كَلَامًا وَّلَمْ نَرَ أَحَدًا.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”جب میرے والد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ انہیں (وفات کے بعد) نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر لے جایا جائے اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا جائے: اللہ کے رسول! یہ ابوبکر ہیں اور انہیں آپ کے قریب دفن کیا جا رہا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ملے تو مجھے بقیع میں لے جانا۔ (جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو) انہیں دروازے پر لایا گیا اور کہا گیا: یہ ابوبکر ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن ہونے کی خواہش رکھتے تھے اور اس حوالے سے ہمیں وصیت کر چکے ہیں۔ اگر ہمیں اجازت ملے گی تو ہم داخل ہوں گے، ورنہ لوٹ جائیں گے۔ ہمیں آواز آئی کہ عزت کے ساتھ داخل ہو جائیں۔ آواز دینے والا دکھائی نہیں دیا۔“

(الخصائص الکبرٰی للسّیوطي: 492/2)

جواب: یہ بے سند اور باطل روایت ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اسے امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب [رُوَاۃ مالک] کے حوالے سے ذکر کیا ہے، جو کہ مفقود ہے، نیز علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی طرف سے اس روایت کو ”غریب جدا“ کہنا بھی نقل کیا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ (تاریخ دمشق: 436/30) نے اس سے ملتی جلتی ایک روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ذکر کی ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں:

كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ يُّؤْذَنُ إِلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا أَبُو بَكْرٍ مُّسْتَأْذِنٌ، فَرَأَيْتُ الْبَابَ قَدْ تُفْتَحُ، وَسَمِعْتُ قَائِلًا يَّقُولُ: أَدْخِلُوا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْحَبِيبَ إِلٰى حَبِيبِہٖ، فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَاقٌ .

''میں پہلا شخص تھا، جسے دروازے سے اندر جانے کی اجازت ملی۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ ابوبکر ہیں اور اجازت طلب کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ دروازہ کھلا اور میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا: حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ، کیونکہ حبیب اپنے حبیب سے ملاقات کا مشتاق ہے۔''

تبصرہ:

یہ من گھڑت روایت ہے۔

① عبدالجلیل مری ''مجہول'' ہے۔

② ابو طاہر مقدسی کے بارے میں امام ابو حاتم رازی، موسیٰ بن سہل رملی اور ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْذِبُ . ''یہ جھوٹ بولتا تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 8/161)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، وَيَسْرِقُ الْحَدِيثَ .

''یہ منکر الحدیث ہے اور یہ حدیث کا سرقہ کرتا تھا۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال: 6/347)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى الثِّقَاتِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہ ثقہ راویوں سے منسوب کر کے حدیثیں گھڑتا تھا۔“

(كتاب المَجروحين : 243/2)

✿ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ .

”یہ متروک الحدیث ہے۔“

(العِلَل : 179/1)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ اسے ”کذاب“ اور ”متہم“ قرار دیا ہے۔

(المُغني في الضّعفاء : 686/2)

③ حبہ عرنی جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

❁ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا مُنْكَرٌ، وَرَاوِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءٍ الْمَقْدِسِيُّ [كَذَّابٌ]، وَعَبْدُ الْجَلِيلِ مَجْهُولٌ .

”یہ روایت منکر ہے۔ اس میں ابو طاہر موسیٰ بن محمد بن عطاء مقدسی ”کذاب“ ہے اور عبد الجلیل ”مجہول“ ہے۔“

(لسان الميزان لابن حَجَر : 391/3، الخصائص الكبرىٰ للسّيوطي : 492/2)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”باطل“ قرار دیا ہے۔

(لسان الميزان : 391/3)

سوال: معوذتین کی فضیلت میں مروی مندرجہ ذیل روایات کی تحقیق درکار ہے!

جواب: ملاحظہ ہو:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَقُوْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهٗ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ لِي: يَا عُقْبَةُ، أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُوْرَتَيْنِ قُرِئَتَا؟ فَعَلَّمَنِي قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، قَالَ: فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا، فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ الْتَفَتَ إِلَيَّ، فَقَالَ: يَا عُقْبَةُ، كَيْفَ رَأَيْتَ؟.

''میں دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار تھامے آگے آگے چلا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقبہ! آپ کو دو بہترین سورتیں نہ سکھلاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت فلق اور سورت ناس سکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں نے یہ سورتیں سیکھ کر کوئی زیادہ خوشی محسوس نہیں کی۔ نماز فجر کے لئے تشریف لائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دو سورتیں تلاوت فرمائیں۔ نماز سے فارغ ہوئے، تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: عقبہ! کیسا لگا؟''

(سنن أبي داود: 1462؛ سنن النّسائي: 5438)

سند ضعیف ہے۔ قاسم ابو عبد الرحمٰن مولیٰ معاویہ کا سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہو سکا۔

جس سند میں قاسم ابو عبد الرحمٰن مولیٰ معاویہ کی متابعت جبیر بن نفیر نے کی ہے، وہ بھی ضعیف ہے، اس میں سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی کیا حقیقت ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ سعید بن عبد العزیز اور علی بن ابی حملہ رحمہما اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ يَسْتَسْقِي، فَقَالَ لِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ: قُمْ يَا بَكَّاءُ.

''سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ بارش طلب کرنے کے لیے (کھلے میدان میں) نکلے، تو یزید بن اسود رحمہ اللہ سے کہا: اے (اللہ کے سامنے) بہت زیادہ رونے والے! کھڑے ہو جائیے (اور بارش کے لیے دُعا کیجیے)۔''

(المَعرِفة والتّاريخ للفَسوي: 220/2، تاريخ أبي زُرعة: 602/1، تاريخ ابن عساكر: 212/65)

جواب: یہ واقعہ منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ سعید بن عبد العزیز اور علی بن ابی حملہ رحمہما اللہ اس واقعہ کے شاہد نہیں۔

سوال: قرعہ اندازی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: قرعہ اندازی کی مشروعیت و جواز پر قرآن و حدیث کے دلائل موجود ہیں۔ اہل سنت کے ائمہ بھی اس کی مشروعیت کے قائل ہیں، احناف اس کی مشروعیت کے قائل نہیں، وہ اس بارے میں مروی صحیح و صریح احادیث کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

آیئے فہم سلف کی روشنی میں قرعہ اندازی کے ثبوت پر دلائل ملاحظہ فرمائیں؛

❀ اللہ تعالیٰ فرمان ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝﴾(آل عمران: ٤٤)

''(اے نبی!) آپ ان کے پاس نہیں تھے، جب وہ (قرعہ اندازی کے لیے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی قلمیں ڈال رہے تھے کہ سیدہ مریم (علیہا السلام) کی کفالت کون کرے گا اور آپ اس وقت بھی ان کے پاس نہیں تھے، جب وہ باہم تکرار کر رہے تھے۔"

سیدہ مریم علیہا السلام کی کفالت کے حوالے سے قرعہ ڈالا گیا اور وہ سیدنا زکریا علیہ السلام کے نام نکلا تھا۔ یوں قرعہ اندازی کی بنا پر وہ سیدہ مریم علیہا السلام کے کفیل و نگہبان بنے تھے۔

❁ سیدنا یونس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ، فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۞﴾ (الصافّات : ١٣٩۔١٤١)

"بلاشبہ یونس (علیہ السلام) پیغمبروں میں سے تھے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگے۔ انھوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ انہی کے نام پر نکلا۔"

❁ قتادہ رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَارَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ يُونُسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقُرِعَ، قَالَ : احْتَبَسَتِ السَّفِينَةُ، فَعَلِمَ الْقَوْمُ، إِنَّمَا احْتَبَسَتْ مِنْ حَدَثٍ أَحْدَثَهُ بَعْضُهُمْ، فَتَسَاهَمُوا، فَقُرِعَ يُونُسُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَمٰى بِنَفْسِهِ .

"اللہ کے نبی سیدنا یونس علیہ السلام نے قرعہ اندازی میں حصہ لیا تو قرعہ انہی کے نام نکلا۔ جب کشتی بھنور میں پھنس رہی تھی تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کسی سوار کے عمل کی بنا پر ہے، جب انھوں نے قرعہ ڈالا تو یونس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام قرعہ نکلا۔ انھوں نے خود سمندر میں چھلانگ لگا دی۔"

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 287/10، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ، لَمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَدَعَا بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَزَّأَهُمْ أَثْلَاثًا، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ، وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً، وَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا.

''ایک شخص نے موت کے وقت اپنے چھے غلاموں کو آزاد کر دیا۔اس کے پاس ان غلاموں کے علاوہ کوئی مال بھی نہیں تھا۔اللہ کے رسول ﷺ نے غلاموں کو بلا کر تین ٹولیوں میں تقسیم کر دیا اور ان کے درمیان قرعہ ڈالا۔(جس ٹولی کے نام قرعہ نکلا،ان) دو کو رہا کر دیا اور باقی چار کو غلامی میں برقرار رکھا۔ان کے مالک کے بارے میں بھی سخت بات فرمائی۔''

(صحیح مسلم: 1668)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ نَصٌّ فِي شَرْعِيَّةِ الْقُرْعَةِ فِي مِثْلِ هٰذَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''یہ حدیث قرعہ کے مشروع ہونے پر واضح دلیل ہے۔''

(سِیَر أعلام النُّبلاء: 332/18)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ الْقُرْعَةِ فِي هٰذَا وَفِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غَيْرِهِ، وَأَمَّا بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَهْلِ الكُوفَةِ، وَغَيْرِهِمْ، فَلَمْ يَرَوْا القُرْعَةَ .

’’نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اور دیگر اہل علم میں سے بعض کا اسی حدیث پر عمل ہے۔امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ ﷭ کا یہی مذہب ہے۔ یہ سب اہل علم اس جیسے مواقع پر قرعہ اندازی کو جائز سمجھتے تھے۔البتہ اہل کوفہ وغیرہ میں سے بعض اہل علم قرعہ کو جائز نہیں سمجھتے۔‘‘

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1364)

❀ بویطی ﷫ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی ﷫ کو فرماتے ہوئے سنا:

نَاظَرْتُ الْمَرِيسِيَّ فِي الْقُرْعَةِ، فَذَكَرْتُ لَهٗ حَدِيثَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُرْعَةِ، فَقَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! هٰذَا قِمَارٌ، فَأَتَيْتُ أَبَا الْبُخْتَرِيِّ، فَقُلْتُ لَهٗ : سَمِعْتُ الْمَرِيسِيَّ يَقُولُ : الْقُرْعَةُ قِمَارٌ، قَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ! شَاهِدْ آخَرَ وَاقْتُلْهُ .

’’میں نے (بشر) مریسی سے قرعہ اندازی پر مناظرہ کیا۔میں نے سیدنا عمران بن حصین ﷜ کی قرعہ کے بارے میں وہ حدیث ذکر کی جو وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔مریسی کہنے لگا: ابوعبداللہ! قرعہ اندازی تو جُوا ہے۔میں ابوبختری کے پاس گیا اور ان سے کہا: میں نے مریسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ قرعہ اندازی جُوا ہے۔وہ کہنے لگے: ایک اور شخص کو گواہ بنا کر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسے قتل کر دو۔‘‘

(تاریخ بغداد للخطیب : 60/7، تاریخ ابن عساکر :380/51، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ : فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے۔جس کے نام قرعہ نکلتا،اسے اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ایک غزوے میں (جانے کے لیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ اندازی فرمائی تو میرے نام قرعہ نکلا۔میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی۔‘‘

(صحيح البخاري :4141، صحيح مسلم : 2770)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَصَابَ عَائِشَةَ الْقُرْعَةُ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ.

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر میں نکلنے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے۔غزوۂ بنو مصطلق میں (جانے کے لیے) قرعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسند البزّار : 8011، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(الدرّ المنثور : 75/5)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا .

''لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف ِاوّل میں کتنا اجر ہے، تو انہیں (سبقت لے جانے کے لیے) اگر قرعہ اندازی بھی کرنا پڑے تو وہ کر لیں۔ اگر وہ جان لیں کہ تکبیر تحریمہ میں کتنا اجر ہے، تو وہ ضرور اس کی طرف جلدی کریں اور اگر انہیں عشاء اور صبح کی نماز کے اجر و ثواب کا علم ہو جائے، تو گھٹنوں کے بل بھی آنا پڑے تو آئیں۔''

(صحيح البخاري : 2689، صحيح مسلم : 437)

❁ خارجہ بن زید انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ ـ امْرَأَةً مِنْ نِّسَائِهِمْ ـ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهٗ سَهْمُهٗ فِي السُّكْنٰى، حِينَ أَقْرَعَتِ الْأَنْصَارُ سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ : فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ .

''سیدہ ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل تھا، نے انہیں بتایا کہ جب انصار صحابہ کرام نے مہاجرین صحابہ کرام کی رہائش کے سلسلے میں قرعہ اندازی کی، تو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے نام کا قرعہ نکلا۔ وہ ہمارے ہاں رہائش پذیر ہوئے۔"

(صحيح البخاري : 2687)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلٰى قَوْمٍ الْيَمِينَ، فَأَسْرَعُوا، فَأَمَرَ أَنْ يُّسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ، أَيُّهُمْ يَحْلِفُ .

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم کی پیش کش کی، تو وہ قسم اٹھانے میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کا حکم فرمایا کہ کون قسم اٹھائے گا؟"

(صحيح البخاري : 2674)

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُودِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلٰى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ، مَرُّوا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا : لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَّتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا، هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلٰى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا، وَنَجَوْا جَمِيعًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”حدود اللہ کی پابندی کرنے والے اور ان کی پامالی کرنے والوں کی باہمی مثال ان لوگوں کی طرح ہے، جنہوں نے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کی۔ ان میں سے بعض کو اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے والا۔ نیچے والوں کو جب پانی کی طلب ہوتی تو ان کو اوپر والوں کے پاس جانا پڑتا۔ انہوں نے کہا: اگر ہم اپنے ہی حصے میں سوراخ کرلیں اور اوپر والوں کو تنگ نہ کریں تو کیا ہی اچھا ہو۔ اگر اوپر والے نیچے والوں کو ان کے ارادے پر چھوڑ دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے، لیکن اگر وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ خود بھی بچ جائیں گے اور باقی سب لوگ بھی۔“

(صحيح البخاري : 2493)

ان تمام قرآنی اور حدیثی دلائل اور اقوالِ ائمہ مسلمین سے ثابت ہوا کہ قرعہ اندازی مشروع و مستحب ہے۔ اس کا نسخ ثابت نہیں۔

منسوخیت کا دعویٰ:

احناف قرعہ اندازی کو منسوخ کہتے ہیں۔

❀ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حَدِيثُ عِمْرَانَ مَنْسُوخٌ، لِأَنَّ الْقُرْعَةَ كَانَتْ فِي بَدْءِ الْإِسْلَامِ.

”سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے، کیونکہ قرعہ آغازِ اسلام میں مشروع تھا۔“

(شرح مَعاني الآثار : 381/4)

❀ صاحبِ ہدایہ، علی بن ابوبکر، مرغینانی، حنفی لکھتے ہیں:

حَدِيثُ الْقُرْعَةِ كَانَ فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ نُسِخَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”قرعہ والی حدیث ابتدائے اسلام کی ہے،اس کے بعد یہ منسوخ ہو گیا تھا۔“

(الهداية شرح في البداية : 225/3)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ اور صاحبِ ہدایہ نے دعویٔ منسوخیت پر کوئی دلیل قائم نہیں کی، لہٰذا ان کا قول قبول نہیں۔

کسی شرعی حکم کو منسوخ کہنے کے لیے ایسے ناسخ حکم کا ہونا ضروری، جو پایۂ صحت کو پہنچنے کے ساتھ ساتھ اپنے مفہوم میں صریح بھی ہو؟ وہ ناسخ کہاں ہے؟

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ كَذَبُوا، مَا نُسِخَ ذٰلِكَ قَطُّ.

”انہوں نے غلط کہا ہے۔قرعہ کبھی بھی منسوخ نہیں ہوا۔“

(المحلّى بالآثار : 345/9، الرقم : 1767)

سوال: سینگی لگانے پر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: سینگی لگانے پر اجرت لینا جائز ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سینگی لگانے کی اُجرت لینے کے بارے میں سوال ہوا،تو انہوں نے فرمایا:

اِحْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَجَمَهٗ أَبُو طَيْبَةَ، وَأَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ، وَكَلَّمَ مَوَالِيَهٗ، فَوَضَعُوا مِنْ خَرَاجِهٖ، وَقَالَ : إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطیبہ نے سینگی لگائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اناج کے دو صاع عطا فرمائے،نیز اس کے مالکوں سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بات کی، تو انہوں نے ابوطیبہ کے خراج (واجب الادا مال) میں کچھ تخفیف کر دی۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سینگی سب سے بہترین علاج ہے۔''

(صحيح البخاري : 2102، صحيح مسلم : 1577)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

حَجَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لِّبَنِي بَيَاضَةَ، فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْرَهٗ، وَكَلَّمَ سَيِّدَهٗ فَخَفَّفَ عَنْهُ مِنْ ضَرِيبَتِهٖ، وَلَوْ كَانَ سُحْتًا لَّمْ يُعْطِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''نبی کریم ﷺ کو بنو بیاضہ کے ایک غلام نے سینگی لگائی۔ آپ ﷺ نے اسے اُجرت عطا فرمائی، نیز اس کے مالک سے بات کی، تو اس نے غلام کے ٹیکس میں کمی کر دی۔ اگر یہ اُجرت حرام ہوتی، تو نبی اکرم ﷺ اسے ہرگز نہ دیتے۔''

(صحيح مسلم : 1202)

❁ ایک روایت میں ہے:

لَوْ كَانَ حَرَامًا لَّمْ يُعْطِهٖ .

''اگر سینگی لگانے کی اُجرت حرام ہوتی، تو رسول اللہ ﷺ اسے نہ دیتے۔''

(صحيح البخاري : 2103)

❁ سنن ابوداؤد کی روایت (3423) میں ہے:

لَوْ عَلِمَهٗ خَبِيثًا لَّمْ يُعْطِهٖ .

''اگر آپ ﷺ اسے حرام سمجھتے ہوتے تو اسے اُجرت عطا نہ فرماتے۔''

❁ علامہ عبدالقادر طوری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۳۰ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِهٖ جَرَى التَّعَارُفُ بَيْنَ النَّاسِ مِنْ لَدُنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا فَانْعَقَدَ إِجْمَاعًا .

''رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج ہم تک لوگوں میں سینگی کی اُجرت لینے پر عمل رہا ہے، یوں اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''

(تكملة البحر الرّائق : 21/8)

تنبیہ ①:

❀ سیدنا محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے سینگی لگانے کی اُجرت کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ وہ بار بار پوچھتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِعْلِفْهُ نَاضِحَكَ، أَوْ أَطْعِمْهُ رَقِيقَكَ .

''اس سے اپنے جانور کو چارہ دے یا اپنے غلام کو کھانا کھلا دے۔''

(مسند الحميدي : 902، مسند الإمام أحمد : 43615، سنن أبي داوٗد : 3422، سنن الترمذي : 1277، سنن ابن ماجه : 2166، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن جارود رحمہ اللہ (583) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ كَسْبُ الْحَجَّامِ مَنْهِيًّا عَنْهُ، لَمْ يَأْمُرْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِطْعَامَ الْمَرْءِ رَقِيقَهٗ مِنْهُ، إِذَا الرَّقِيقُ مُتَعَبَّدُونَ، وَمِنَ الْمُحَالِ أَنْ يَّأْمُرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ بِإِطْعَامِ رَقِيقِهٖ حَرَامًا .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”اگر سینگی لگانے والے کی کمائی ممنوع ہوتی، تو آپ ﷺ اس شخص کو اس کمائی سے اپنے غلاموں کو کھانا کھلانے کا حکم نہ دیتے، کیونکہ غلام بھی مکلّف ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کسی مسلمان کو یہ حکم فرمائیں کہ وہ اپنے غلاموں کو حرام کا مال کھلائے۔“

(صحيح ابن حبّان : 559/1، تحت الحديث : 5154)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرُهُمْ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

”صحابہ کرام اور دیگر اہل علم میں سے بعض نے سینگی لگانے والے کو اُجرت لینے کی اجازت دی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی فتویٰ ہے۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1278)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهٗ نَزَّهَهُمْ عَنْ أَكْلِهٖ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَّمْ يَأْمُرْهُمْ أَنْ يُّطْعِمُوهُ رَقِيقَهُمْ، لِأَنَّهُمْ مُّتَعَبَّدُونَ فِيهِمْ كَمَا تَعَبَّدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ.

”یہ حدیث دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا کہ سینگی کی کمائی کھانے سے بچنا بہتر ہے۔ اگر یہ حرام ہوتی، تو آپ ﷺ انہیں یہ حکم نہ دیتے کہ وہ یہ کمائی اپنے غلاموں کو کھلا دیں، کیونکہ وہ جس طرح اپنے بارے میں مکلّف ہیں، اسی طرح غلاموں کے بارے میں مکلّف ہیں۔“

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 225/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ ②:

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک غلام خریدا، جو سینگی لگانا جانتا تھا۔انہوں نے اس کی سینگیاں توڑنے کا حکم دیا۔جب اس بارے میں پوچھا گیا،تو فرمایا:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ .

”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔“

(صحيح البخاري : 2238)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيلِ التَّوَرُّعِ وَالتَّنَزُّهِ .

”انہوں نے یہ کام ورع وتقویٰ کی بنا پر کیا تھا۔“

(شرح صحيح البخاري : 220/6)

تنبیہ ③:

❁ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

شَرُّ الْكَسْبِ مَهْرُ الْبَغِيِّ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ، وَكَسْبِ الْحَجَّامِ .

”فاحشہ کی روزی، کتے کی قیمت اور سینگی لگانے والے کی کمائی، بدترین کمائی ہے۔“

(صحيح مسلم : 1568)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

كَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ .

”سینگی لگانے والے کی کمائی خبیث (گھٹیا) ہوتی ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح مسلم : 1568)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنَ السُّحْتِ كَسْبُ الْحَجَّامِ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ .

”سینگی لگانے والے کی کمائی گھٹیا، کتے کی قیمت اور فاحشہ کی روزی حرام ہے۔“

(مستخرج أبي عوانة : 5288، شرح مشكل الآثار :4661، وسندهٗ صحيحٌ)

اکثر اہل علم کے مطابق سینگی کے بارے میں یہ بیان کراہتِ تنزیہی پر محمول ہے، کیونکہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوانے کی اُجرت ادا کی اور صحابی سے فرمایا کہ یہ کمائی اپنے غلاموں کو کھلا دیں یا اس سے اپنے جانوروں کو چارہ ڈال دیں۔ رہی کتے کی قیمت اور زانیہ کی روزی، تو یہ دونوں حرام ہیں۔ اگرچہ ان سب چیزوں کا ایک دوسرے پر عطف ڈالا گیا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يُعْطَفُ الشَّيْءُ عَلَى الشَّيْءِ وَحُكْمُهُ مُخْتَلِفٌ .

”کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ ایک چیز کا دوسری پر عطف کیا جاتا ہے، لیکن دونوں کا حکم مختلف ہوتا ہے۔“

(التّمهيد : 227/2)

❁ سلیمان بن طرخان، تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِعِكْرِمَةَ : لِمَ كُرِهَ كَسْبُ الْحَجَّامِ ؟ قَالَ : لَا يُكْرَهُ .

”میں نے عکرمہ رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ سینگی لگانے والے کی کمائی کیوں مکروہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: مکروہ نہیں ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 263/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ کوفہ میں سینگی لگانے والے زید، ابواسامہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ سَالِمًا (ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ) وَالْقَاسِمَ (بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ) فِي كَسْبِ الْحَجَّام، فَلَمْ يَرَيَا بِهٖ بَأْسًا.

''میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے امام سالم رحمہ اللہ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے امام قاسم رحمہ اللہ سے سینگی لگانے والے کی کمائی کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے اس میں کوئی حرج خیال نہیں کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 263/6، 264، وسندهٗ صحيحٌ)

الحاصل:

پچھنا یا سینگی لگانا اور اس پر اُجرت لینا دینا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۴)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

(سوال): درج ذیل روایت کی تحقیق درکار ہے؛

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی صحابی، سیدنا زاہر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحائف لایا کرتے تھے۔جب وہ واپس جانے لگتے،تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں سامان عنایت فرما دیتے۔ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مزید بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بڑی محبت کیا کرتے تھے،وہ اتنے خوش شکل نہیں تھے۔

أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، وَهُوَ يَبِيعُ مَتَاعَهٗ، فَاحْتَضَنَهٗ مِنْ خَلْفِهٖ وَهُوَ لَا يُبْصِرُهٗ، فَقَالَ : مَنْ هٰذَا؟ أَرْسِلْنِي، فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ لَا يَأْلُو مَا أَلْصَقَ ظَهْرَهٗ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عَرَفَهٗ .

”ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔وہ اس وقت بازار میں سامان بیچ رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے سے اس طرح بغل گیر ہوئے کہ وہ آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔انہوں نے کہا:کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ پھر جب انہوں نے مڑ کر دیکھا کہ آپ ہیں تو (عقیدت ومحبت کے ساتھ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اپنی پیٹھ کو آپ کے سینۂ اقدس سے (تبرک کے لیے) مَلنا شروع کر دیا۔‘‘

(شمائل التّرمذي : 240، مسند الإمام أحمد : 161/3، مسند أبي يعلٰى : 3454)

جواب: سند ضعیف ہے۔ معمر بن راشد کی روایت ثابت بنانی سے ضعیف و مضطرب ہوتی ہے۔ یہ روایت بھی معمر عن ثابت ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ فِي ثَوْبِهٖ، فَأَعْطَاهُ، فَقَسَمَ مِنْهُ عَلٰى رِجَالٍ، وَقَلَّمَ أَظْفَارَهٗ، فَأَعْطَاهُ صَاحِبَهٗ .

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بال مبارک منڈوا کر ایک کپڑے میں رکھ لیے اور وہ ایک قرشی آدمی کو عنایت کر دیئے۔ اس میں سے چند بال کچھ لوگوں کو عطا فرمائے، پھر اپنے مبارک ناخن تراش کر اس کے ساتھی کو عنایت کر دیئے۔‘‘

(مسندالإمام أحمد : 42/4)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (2932) امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (3248) نے ’’صحیح‘‘، جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ (648/1) نے امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر ’’صحیح‘‘ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

جواب: سند ضعیف ہے، یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، وَهُوَ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

التَّمَتُّعِ بِالعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : هِيَ حَلَالٌ، فَقَالَ الشَّامِيُّ : إِنَّ أَبَاكَ قَدْ نَهٰى عَنْهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي نَهٰى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَأَمْرَ أَبِى نَتَّبِعُ؟ أَمْ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، فَقَالَ الرَّجُلُ : بَلْ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”آپ رحمہ اللہ نے ایک شامی شخص کو دیکھا، وہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں پوچھ رہا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حج تمتع جائز ہے۔شامی نے کہا: آپ کے والد گرامی (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) اس سے منع کرتے ہیں، تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے، اگر ایک کام سے مجھے میرے والد منع کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کام کیا ہو، تو ہم اپنے والد کا حکم مانیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا؟ اس نے جواب دیا: یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانیں گے۔فرمایا: یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا فرمایا ہے۔“

(سنن التّرمذي : 824)

جواب: سند ضعیف ہے، زہری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدہ امِ سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ، وَفِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْبَيْتِ قِرْبَةٌ مُّعَلَّقَةٌ، فَشَرِبَ مِنْ فِيهَا وَهُوَ قَائِمٌ، قَالَ : فَقَطَعَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَ الْقِرْبَةِ، فَهُوَ عِنْدَنَا .

”نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ان کے گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔آپ ﷺ نے اس کے منہ سے کھڑے ہوکر پانی پیا۔امِ سلیم رضی اللہ عنہا نے (تبرکاً) مشکیزے کا منہ کاٹ لیا،جو کہ اب بھی ہمارے پاس موجود ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 431/6، الشّمائل المُحمدية للتّرمذي : 215، المنتقي لابن الجارود : 868، مسند الحارث : 1190)

جواب:سند ضعیف ہے۔عبد الکریم بن مالک جزری نے براء بن زید سے سماع نہیں کیا۔

❀ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْبَرَّاءِ .

”عبد الکریم جزری نے براء سے سماع نہیں کیا۔“

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 134، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ:

❀ سنن ابن ماجہ (3423) میں یہ الفاظ ہیں:

تَبْتَغِي بَرَكَةَ مَوْضِعِ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”سیدہ امِ سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے منہ لگانے والی جگہ سے برکت حاصل کرنا چاہتی تھیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ معجم کبیر طبرانی (15/25) میں یہ الفاظ ہیں:

اَلْتَمِسُ الْبَرَكَةَ بِذٰلِكَ.

''مجھے اس کے ذریعے برکت حاصل کرنے کی خواہش تھی۔''

یہ دونوں الفاظ سفیان بن عیینہ کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ، إِلَّا الْحَمَّامَ وَالْمَقْبَرَةَ.

''حمام اور قبرستان کے علاوہ ساری کی ساری زمین مسجد ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 96/3، سنن أبي داوٗد: 492)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (791)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (1699) اور امام حاکم رحمہ اللہ (251/1) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے

جواب: سند ضعیف و مضطرب ہے۔ اس حدیث کا مرسل ہونا ہی راجح ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے مروی ہے:

''ایک دادی/نانی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی میراث کے متعلق دریافت کرنے آئیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتاب اللہ میں تو آپ کا کوئی حصہ مذکور نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مجھے آپ کا حصہ معلوم ہے، واپس چلی جائیں، میں لوگوں سے اس بارے میں پوچھوں گا، چنانچہ آپ نے لوگوں سے پوچھا، سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس موجود تھا، آپ نے اسے (جدہ کو) چھٹا حصہ عطا کیا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی (گواہ) ہے؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر وہی بات کی، جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہی تھی۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بارے یہ حکم نافذ کر دیا۔ پھر دوسری دادی / نانی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اپنی میراث کے متعلق دریافت کرنے آئیں، تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی کتاب میں تو آپ کے لیے کچھ بھی نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فیصلہ ہمیں پہنچا ہے، وہ آپ کے متعلق نہیں ہے، نیز میں فرائض میں اپنی طرف سے کچھ نہیں بڑھا سکتا اور آپ کا چھٹا حصہ ہے، اگر آپ دونوں موجود ہوں، تو وہ آپ دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا اور اگر آپ میں سے کوئی اکیلی ہوگی، تو وہ چھٹا حصہ اسی کا ہی ہوگا۔“

(موطأ الإمام مالك : 513/2، سنن أبي داوٗد : 2894، سنن التّرمذي : 2101، سنن ابن ماجه : 2724)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۰۳۱) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۳۳۸/۴) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، حافظ بغوی رحمہ اللہ (شرح السنۃ: ۲۲۲۱) نے ”حسن“ کہا ہے۔

جواب: سند ضعیف و منقطع ہے۔

① زہری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② قبیصہ بن ذؤیب اس واقعہ کے شاہد نہیں، لہٰذا مرسل ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''مرسل'' اور ''منقطع'' کہا ہے۔

(التاریخ الکبیر : 212/6)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی اس روایت کو مرسل قرار دیتے ہیں۔

(التّلخیص الحبیر : 82/3، ح : 1349)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْمَيِّتِ أُمٌّ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جب میت کی ماں زندہ نہ ہو، تو دادی کو میراث میں چھٹا حصہ ملے گا۔''

(الإجماع : 304)

سوال: نماز جنازہ میں دیر سے شامل ہونے والا کیا کرے؟

جواب: اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں شریک ہوا، جب کہ امام کچھ تکبیریں ادا کر چکا تھا، اب وہ کیا کرے گا؟

تو عرض ہے کہ وہ امام کے ساتھ جنازہ کا جو حصہ پائے، ادا کر لے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ تکبیریں مکمل کرلے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ، وَأْتُوهَا تَمْشُونَ، وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا .

''جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے، تو آپ دوڑ کر مت آئیں، بل کہ سکون اور وقار کے ساتھ چل کر آئیں۔ جو مل جائے، ادا کرلیں اور جو رہ جائے، بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مکمل کرلیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 908، صحيح مسلم : 602)

❀ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا سَبَقَكُمْ فَأَتِمُّوا .

’’جو جماعت کے ساتھ مل جائے، پڑھ لیں اور جو رہ جائے، اسے بعد میں مکمل کرلیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 635، صحيح مسلم : 603، واللّفظ لهٗ)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلْيَمْشِ عَلٰى هِينَتِهٖ، فَلْيُصَلِّ مَا أَدْرَكَ، وَلْيَقْضِ مَا سُبِقَهٗ .

’’نماز کے لیے آنے والے کو سکون و اطمینان سے چلنا چاہیے، لہٰذا اسے چاہیے کہ جو جماعت سے مل جائے، ادا کرلے اور جو رہ جائے، بعد میں مکمل کرلے۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 106/3، مسند أبي يعلى : 3814، وسندهٗ صحيحٌ)

ان احادیث کے عموم کا تقاضا ہے کہ جو نماز جنازہ میں امام کے ساتھ پالے وہ ادا کرے اور جو رہ جائے، بعد میں پوری کرلے۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کس نے کی؟

جواب: خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل آپ کے اہل بیت نے دیا۔ یہ کہنا نامناسب ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور کفن و دفن میں شریک نہیں ہوئے تھے، کیونکہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سمجھتے تھے کہ نبی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ کو غسل دینے کا زیادہ حق آپ کے خونی رشتہ داروں کو حاصل ہے، اس لیے وہ خود پیچھے رہے، اس کے علاوہ کوئی وجہ نہ تھی۔

❁ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عِنْدَكُمْ صَاحِبُكُمْ يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَغْسِلُوهُ بَنُو أَبِيهِ .

''نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین آپ کے سپرد ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ نبی کریم ﷺ کو غسل آپ کے خونی رشتہ دار ہی دیں۔''

(الأوسط لابن المنذر : 324/5، ح : 2934، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا سالم بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالُوا : يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَعَلِمُوا أَنَّهٗ كَمَا قَالَ، قَالُوا : يَا صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ نُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَكَيْفَ يُصَلَّى عَلَيْهِ؟ قَالَ : يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُونَ وَيَدْعُونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، وَيَجِيءُ آخَرُونَ، قَالُوا : يَا صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ يُدْفَنُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَأَيْنَ يُدْفَنُ؟ قَالَ : فِي الْمَكَانِ الَّتِي قَبَضَ اللّٰهُ فِيهَا رُوحَهٗ .

''صحابہ کرام نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں! لوگوں نے یقین کرلیا۔ پھر صحابہ کرام نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھا جائے گا؟ فرمایا: جی ہاں! صحابہ کرام نے پوچھا: ہم آپ ﷺ کی نماز جنازہ کیسے ادا کریں؟ فرمایا: کچھ لوگ اندر (حجرہ میں) داخل ہوں، تکبیریں پڑھیں اور دعا کریں۔ پھر وہ باہر آ جائیں اور دوسرے لوگ جائیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کی تدفین بھی ہوگی؟ فرمایا: جی ہاں۔ صحابہ کرام نے پوچھا: رسول ﷺ کی تدفین کہاں ہو گی؟ فرمایا: جہاں رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔''

(سنن ابن ماجه: 1234، شمائل التّرمذي: 396، مسند عبد بن حميد: 365، المُعجم الكبير للطّبراني: 65/7، دلائل النُّبوّة للبيهقي: 299/7، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1514، 1624) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ، رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ.

''یہ سند صحیح ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔''

(مِصباح الزُّجاجة: 146/1، ح: 1234)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ. ''اس کے راوی ثقہ ہیں۔''(مجمع الزّوائد: 183/5)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ، لٰكِنَّهٗ مَوْقُوْفٌ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اس کی سند صحیح ہے، البتہ یہ قول صحابی ہے۔“ (فتح الباري :523/1)

تنبیہ:

❀ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمْ يَشْهَدَا دَفْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَانَا فِي الْأَنْصَارِ فَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَا .

”سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں شریک نہیں ہوئے، وہ قبیلہ انصار میں موجود تھے، ان کے لوٹنے سے پہلے ہی تدفین ہو چکی تھی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٤٣٢/٧)

سند ضعیف ہے۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا زمانہ نہیں پایا۔ لہٰذا روایت منقطع ہے۔

سوال: امام ترمذی رحمہ اللہ کے عقائد و منہج کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) ائمہ سلف میں سے ہیں، اہل السنہ کے یہاں آپ کا بڑا مقام ہے، آپ کی امامت و جلالت، حافظہ اور اتقان پر اتفاق ہے۔ حدیث، علل حدیث، فقہ الحدیث، اسماء الرجال اور تحقیق حدیث وغیرہ علوم میں آپ کی گراں قدر خدمات ہیں، سنن ترمذی آپ کی انتہائی اہم کتاب ہے، اس میں جہاں آپ نے فقہ کے انبار لگا دیئے ہیں، وہاں جا بجا عقیدہ توحید کا بھی ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

① صفات باری تعالیٰ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهٖ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهٖ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فُلُوَّهٗ، حَتّٰى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ.

”جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے، تو اللہ اسے دائیں ہاتھ میں لے کر بڑھاتا ہے، ایسے جیسے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتا ہے، پھر وہ صدقہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ پاکیزہ مال کا صدقہ ہی اللہ کی طرف چڑھتا ہے۔“

(صحيح البخاري: 7430، صحيح مسلم: 1014، سنن الترمذي: 662)

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

قَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَمَا يُشْبِهُ هٰذَا مِنَ الرِّوَايَاتِ مِنَ الصِّفَاتِ وَنُزُولِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالُوا: قَدْ تَثْبُتُ الرِّوَايَاتُ فِي هٰذَا، وَيُؤْمَنُ بِهَا، وَلَا يُتَوَهَّمُ، وَلَا يُقَالُ: كَيْفَ؟ هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُمْ قَالُوا فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ: أَمِرُّوهَا بِلَا كَيْفٍ، هٰكَذَا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَأَمَّا الْجَهْمِيَّةُ فَأَنْكَرَتْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ، وَقَالُوا: هٰذَا تَشْبِيهٌ، وَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِّنْ كِتَابِهِ الْيَدَ وَالسَّمْعَ وَالْبَصَرَ، فَتَأَوَّلَتِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْجَهْمِيَّةُ هٰذِهِ الْآيَاتِ فَفَسَّرُوهَا عَلٰى غَيْرِ مَا فَسَّرَ أَهْلُ الْعِلْمِ، وَقَالُوا : إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْ آدَمَ بِيَدِهٖ، وَقَالُوا : إِنَّ مَعْنَى الْيَدِ هَاهُنَا الْقُوَّةُ، وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : إِنَّمَا يَكُونُ التَّشْبِيهُ إِذَا قَالَ : يَدٌ كَيَدٍ، أَوْ مِثْلُ يَدٍ، أَوْ سَمْعٌ كَسَمْعٍ، أَوْ مِثْلُ سَمْعٍ، فَإِذَا قَالَ : سَمْعٌ كَسَمْعٍ، أَوْ مِثْلُ سَمْعٍ، فَهٰذَا التَّشْبِيهُ، وَأَمَّا إِذَا قَالَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَدٌ، وَسَمْعٌ، وَبَصَرٌ، وَلَا يَقُولُ كَيْفَ، وَلَا يَقُولُ مِثْلُ سَمْعٍ، وَلَا كَسَمْعٍ، فَهَذَا لَا يَكُونُ تَشْبِيهًا، وَهُوَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهٖ : ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ .

”بہت سے اہل علم نے اس حدیث کے متعلق اورصفاتِ باری تعالیٰ اور ہر رات اللہ تعالیٰ کے نزول وغیرہ پر مشتمل دیگر احادیث کی بابت فرمایا ہے کہ ان تمام روایات کو ثابت سمجھا جائے، ان پر ایمان لایا جائے، وہم نہ کیا جائے اور ان کی کیفیت کے بارے میں سوال نہ کیا جائے۔ امام مالک بن انس، امام سفیان بن عیینہ اور امام عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ سے یہی منقول ہے، انہوں نے ان صفات والی احادیث کے بارے میں فرمایا: ان کو تسلیم کریں، کیفیت بیان نہ کریں۔ علمائے اہل سنت والجماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جہمیہ نے ان روایات کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ (صفاتِ الٰہی کا اثبات) تو (خالق کی مخلوق کے ساتھ) تشبیہ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی مقامات پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ، سمع وبصر کا ذکر کیا ہے، جہمیہ نے ان آیات کی تاویل کرتے ہوئے ان کی تفسیر اہل علم کی تفسیر کے برعکس بیان کی، ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ یہاں ''ید'' (ہاتھ) سے مراد قوت ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تشبیہ تب بنے گی، جب کوئی کہے کہ اللہ کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح یا مثل ہے، یا اس کا سننا ہمارے سننے کی طرح یا مثل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اللہ کا سننا ہمارے سننے کی طرح یا مثل ہے، تو یہ تشبیہ ہوگی، لیکن جب ویسا ہی کہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ہاتھ، سمع، بصر۔ اور کیفیت کا ذکر نہ کرے اور نہ کسی کے سمع سے مشابہت یا مماثلت کرے، تو یہ تشبیہ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان اپنی کتاب میں یوں بیان فرمائی ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔''

② نزول باری تعالیٰ:

امام رحمہ اللہ حدیث نزول باری تعالیٰ پر یوں باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ .

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول کا بیان۔''

(سنن الترمذي، قبل الحديث : 446)

③ رؤیت باری تعالیٰ:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دیدار الٰہی کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الْجَهْمِيَّةَ يُنْكِرُونَ هٰذَا .

''جہمیہ رؤیت باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 2415)

نیز فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَايَاتٌ كَثِيرَةٌ مِثْلُ هٰذَا مَا يُذْكَرُ فِيهِ أَمْرُ الرُّؤْيَةِ : أَنَّ النَّاسَ يَرَوْنَ رَبَّهُمْ وَذِكْرُ الْقَدَمِ وَمَا أَشْبَهَ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ، وَالْمَذْهَبُ فِي هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَّسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَوَكِيعٍ، وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ رَوَوْا هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ ثُمَّ قَالُوا : تُرْوٰى هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ وَنُؤْمِنُ بِهَا، وَلَا يُقَالُ : كَيْفَ؟ وَهٰذَا الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْحَدِيثِ أَنْ يَّرْوَوْا هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ كَمَا جَاءَ تْ، وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا تُفَسَّرُ وَلَا يُتَوَهَّمُ وَلَا يُقَالُ : كَيْفَ؟ وَهٰذَا أَمْرُ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِي اخْتَارُوهُ وَذَهَبُوا إِلَيْهِ .

''نبی کریم ﷺ سے ایسی کئی روایات مروی ہیں، جن میں رؤیت باری تعالیٰ کا ذکر کیا گیا ہے کہ مومن (روز قیامت) اپنے رب کا دیدار کریں گے۔ ان احادیث میں ''قدم'' وغیرہ کا ذکر بھی ہے۔ ایسی احادیث کے متعلق سفیان بن سعید ثوری، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن المبارک اور وکیع بن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جراح رحمہ اللہ وغیرہم اہل علم ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ ان احادیث کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ان احادیث کو بیان کیا جائے گا، ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ محدثین کا مختار مذہب یہی ہے کہ وہ ان احادیث کو من وعن نقل کرتے ہیں، ان پر ایمان لایا جائے گا، ان کی تاویل نہیں کی جائے گی، ان میں وہم نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کی کیفیت کا مطالبہ کیا جائے گا۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث: 2558)

④ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اگر آپ زمین کے نیچے بھی رسی پھینکیں، تو وہ اللہ (کے علم) پر گرے گی۔''

(سنن الترمذي: 3298)

امام رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَقَالُوا: إِنَّمَا هَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ، عِلْمُ اللّٰهِ وَقُدْرَتُهٗ وَسُلْطَانُهٗ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ فِي كِتَابِهٖ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر یوں بیان کی ہے کہ وہ (رسی) اللہ کے علم، قدرت اور سلطنت پر گرے گی۔ اللہ کا علم، قدرت اور سلطنت ہر جگہ ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ (کی ذات) عرش پر ہے، جیسا کہ اس نے قرآن پاک میں بیان کیا ہے۔“

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بلندی پر چڑھتے وقت بآواز بلند اللہ اکبر کہتے تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ، اِرْبِعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّهٗ مَعَكُمْ، إِنَّهٗ سَمِيعٌ قَرِيبٌ .

”لوگو! تحمل سے کام لیں، آپ کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے، کیونکہ وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے اور وہ خوب سننے والا اور قریب ہے۔“

(صحيح البخاري : ٢٩٩٢ ، صحيح مسلم : ٢٧٠٤)

سنن ترمذی (۳۳۷۴، وسندہ صحیح) کے الفاظ ہیں:

إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ، هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوسِ رِحَالِكُمْ .

”آپ کا رب بہرا یا غائب نہیں ہے، بلکہ وہ آپ اور آپ کی سواریوں کی گردنوں کے مابین ہے۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

مَعْنٰى قَوْلِهٖ : بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوسِ رِحَالِكُمْ، إِنَّمَا يَعْنِي عِلْمَهٗ وَقُدْرَتَهٗ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اس فرمان نبوی سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا علم اور قدرت تمہارے ساتھ ہے۔“

⑤ صفت ید:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَمِينُ الرَّحْمٰنِ مَلْأَى سَحَّاءُ لَا يُغِيضُهَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهٖ، وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَبِيَدِهِ الْأُخْرٰى الْمِيزَانُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ.

”رحمٰن کا دایاں ہاتھ (خزانوں سے) بھرا ہوا ہے اور مسلسل عطا کرتا رہتا ہے، دن رات (عطا کرنا) بھی اس کے خزانے میں کمی نہیں لاتا، بھلا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کی تخلیق سے اب تک کتنا خرچ کر دیا ہے؟ اس سے بھی اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ (میں موجود خزانوں) میں کمی نہیں آئی۔ اس کا عرش پانی پر ہے اور دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے، جسے وہ بلند کرتا ہے اور جھکاتا ہے۔“

(سنن الترمذي: 3045)

اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾ (المائدة: 64) وَهٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَتْهُ الْأَئِمَّةُ، نُؤْمِنُ بِهٖ كَمَا جَاءَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُفَسَّرَ أَوْ يُتَوَهَّمَ، هٰكَذَا قَالَ غَيْرُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ : أَنَّهٗ تُرْوٰى هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا يُقَالُ كَيْفَ .

''یہ حدیث اس آیت مبارکہ کی تفسیر ہے

:﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾

''یہودیوں نے کہا: اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا، ان کے اپنے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، اس بات کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی، بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے، خرچ کرتا ہے۔'' اس حدیث کو ائمہ نے بیان کیا ہے، ہم اس پر کوئی تاویل یا وہم کیے بغیر ایمان لاتے ہیں۔ سفیان ثوری، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ اور عبد اللہ بن المبارک رحمہم اللہ جیسے کئی ائمہ نے کہا ہے کہ ان احادیث کو بیان کیا جائے گا، ان پر ایمان لایا جائے گا، لیکن کیفیت کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔''

⑥ ﴿فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ﴾ کی تفسیر:

حدیث (۲۴۲۸) کے تحت لکھتے ہیں:

مَعْنٰى قَوْلِهٖ : اَلْيَوْمَ أَنْسَاكَ، يَقُولُ : اَلْيَوْمَ أَتْرُكُكَ فِي الْعَذَابِ، هٰكَذَا فَسَّرُوهُ .

وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ﴾، قَالُوا : إِنَّمَا مَعْنَاهُ الْيَوْمَ نَتْرُكُهُمْ فِي الْعَذَابِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ کے قول: ''آج میں تجھے بھول جاؤں گا۔'' کا معنی یہ ہے کہ آج میں تجھے عذاب میں مبتلا چھوڑ دوں گا۔ اہل علم نے اس کی یہی تفسیر کی ہے۔

اسی طرح بعض اہل علم نے آیت: ﴿فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ﴾ ''آج ہم انہیں بھول جائیں گے۔'' کی یوں تفسیر کی ہے کہ آج ہم انہیں عذاب میں مبتلا چھوڑ دیں گے۔''

⑦ کبیرہ گناہ پر تکفیر؟:

حدیث (۲۶۲۶) کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا كَفَّرَ أَحَدًا بِالزِّنَا أَوِ السَّرِقَةِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ .

''اہل علم کا یہی مذہب ہے، ہم نہیں جانتے کہ کسی نے زنا، چوری یا شراب پینے پر کسی کی تکفیر کی ہو۔''

⑧ غیر اللہ کی قسم شرک اصغر ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ .

''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی، اس نے کفر یا شرک کیا۔''

(سنن الترمذي : 1535)

اس حدیث کے تحت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فُسِّرَ هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ : أَنَّ قَوْلَهٗ : فَقَدْ كَفَرَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَوْ أَشْرَكَ، عَلَى التَّغْلِيظِ، وَالحُجَّةُ فِي ذٰلِكَ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ: وَأَبِي وَأَبِي، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَالَ فِي حَلِفِهِ وَاللَّاتِ، وَالعُزّٰى فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، هٰذَا مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الرِّيَاءَ شِرْكٌ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾(الكهف: 110) الْآيَةَ، قَالَ: لَا يُرَائِي.

”بعض اہل علم کی طرف سے اس حدیث کی یہ تفسیر کی گئی ہے کہ فرمان نبوی: «فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ» سختی پر محمول ہے۔ اس کی دلیل سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ کی قسم اٹھاتے سنا، تو فرمایا: خبردار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے آباء کے نام کی قسم اٹھانے سے منع فرما دیا ہے، اسی طرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے لات وعزیٰ کی قسم اٹھائی، وہ لا الہ الا اللہ کہے۔ اسی معنی کی ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ریا کاری شرک ہے۔ بعض اہل علم نے آیت: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا......﴾ ”پس جو اپنے رب سے ملاقات پر یقین رکھتا ہے، اسے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے اور عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔'' کی تفسیر میں کہا ہے: یعنی وہ (عبادت میں) دکھاوا نہ کرے۔''

⑨ اہل ایمان ابدی جہنمی نہیں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ ـ يَعْنِي ـ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ .

''جس کے دل میں رائی برابر تکبر ہوا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہوا، وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا۔''

(سنن الترمذي : 1999)

اس حدیث کے تحت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هٰذَا الْحَدِيثِ : لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ، إِنَّمَا مَعْنَاهُ لَا يُخَلَّدُ فِي النَّارِ .

''اس حدیث کی تفسیر میں بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جس کے دل میں رائے کے دانے برابر بھی ایمان ہوا، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، اس کا معنی یہ ہے کہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں نہیں رہے گا۔''

خودکشی والی حدیث (۲۰۴۴) کے تحت لکھتے ہیں:

إِنَّ الرِّوَايَاتِ إِنَّمَا تَجِيءُ بِأَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ يُعَذَّبُونَ فِي النَّارِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُمْ يُخَلَّدُونَ فِيهَا .

”کئی روایات میں ہے کہ اہل توحید کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا، پھر انہیں جہنم سے نکال لیا جائے گا، کسی روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے۔“

حدیث (۲۶۳۸) کے تحت لکھتے ہیں:

وَجْهُ هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ أَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ سَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَإِنْ عُذِّبُوا بِالنَّارِ بِذُنُوبِهِمْ فَإِنَّهُمْ لَا يُخَلَّدُونَ فِي النَّارِ .

”بعض اہل علم نے اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اہل توحید جنت میں داخل ہوں گے، اگر انہیں گناہوں کی وجہ سے جہنم میں عذاب بھی دیا گیا، تو آگ میں ہمیشہ کے لیے نہیں رہیں گے۔“

⑩ کفر، دون کفر:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ .

”مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔“

(سنن الترمذي : 2635)

اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ : قِتَالُهُ كُفْرٌ، لَيْسَ بِهِ كُفْرًا مِثْلَ الْاِرْتِدَادِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَنِ الْإِسْلَامِ، ...... غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا : كُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ، وَفُسُوقٌ دُونَ فُسُوقٍ .

''حدیث نبوی: ''مسلمان سے لڑائی کرنا کفر ہے۔'' کا معنی یہ ہے کہ یہ اسلام سے مرتد ہونے والا کے کفر جیسا کفر نہیں ہے۔......کئی اہل علم نے کہا ہے کہ کفر کے بھی مراتب ہیں اور فسق کے بھی۔''

⑪ عملی نفاق:

جس حدیث (۲۶۳۲) میں منافق کی علامات ذکر ہوئی ہیں، اس کے تحت لکھتے ہیں:

إِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ نِفَاقُ الْعَمَلِ، وَإِنَّمَا كَانَ نِفَاقُ التَّكْذِيبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''اہل علم کے نزدیک اس نفاق سے مراد عملی نفاق ہے۔ نفاق تکذیب (اعتقادی نفاق) تو صرف عہد نبوی میں تھا۔''

ائمہ محدثین کا علم ہماری دلیل ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے علم کی برکت اور خیر سے بہرہ مند فرمائے اور محدثین کے عقیدہ پر گامزن رکھے۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جو جانور دوست کی طرف سے بطور ہبہ حاصل ہوا ہے، کیا اس کی قربانی کی جاسکتی ہے؟

جواب: جو چیز جسے ہبہ کی جاتی ہے، وہ اس کا مکمل مالک بن جاتا ہے، وہ اس میں مکمل تصرف کرسکتا ہے، لہٰذا وہ موہوب جانور کی قربانی کرسکتا ہے، اگر اس میں قربانی کی مکمل شرائط پائی جاتی ہیں، تو۔

سوال: قربانی کا ارادہ تھا، مگر ایام قربانی گزر گئے، کسی وجہ سے قربانی نہ کرسکا، اب کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی سنت مؤکدہ ہے، واجب نہیں۔ جو ایام قربانی میں قربانی نہ کرسکا، اس پر کوئی گناہ یا کفارہ نہیں، قربانی صرف ایام قربانی میں ہے، اس کے علاوہ جانور کو ذبح کیا جاسکتا ہے، مگر اب وہ صدقہ ہوگا، قربانی نہیں۔

سوال: جانور کا ایک تھن خراب ہے، اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: تھن کا خراب ہونا ان عیوب میں سے نہیں، جن کی موجودگی میں قربانی جائز نہیں، لہٰذا خراب تھن والے جانور کی قربانی کی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا اپنے نوکر کو قربانی کا گوشت کھلایا جاسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا پورے گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کفایت کرے گی؟

جواب: ایک بکرا یا دنبہ تمام اہل خانہ کے لیے کافی ہے۔

① نبی اکرم ﷺ نے دنبے کی قربانی کی اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ.

''اللہ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں)، اے اللہ! (یہ قربانی) محمد (ﷺ) آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔''

(صحیح مسلم: 1967)

حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایک دنبہ تمام اہل خانہ کی طرف سے ذبح کیا جا سکتا ہے، سب کی طرف سے قربانی ادا ہو جائے گی۔

✿ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الْمُتَقَدِّمَةُ فِي جَوَازِ الْأُضْحِيَّةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ.

''مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بکری تمام گھر والوں کی طرف سے قربانی میں کفایت کرتی ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية: 767/5)

منیٰ میں قربانی کرنے والوں کے اہل خانہ اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

فائدہ:

امت کی طرف سے قربانی کرنا نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے۔

② سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا:

كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا فِيكُمْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں قربانی کیسی تھی؟'' فرمایا:

كَانَ الرَّجُلُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ، ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَ كَمَا تَرٰى .

''عہد نبوی میں ایک بکری کی قربانی تمام اہل خانہ کی طرف سے کی جاتی تھی، وہ خود بھی گوشت کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے، بعد ازاں لوگ (قربانی کرنے میں) باہم فخر ومباہات کرنے لگے، حالت آپ کے سامنے ہے۔''

(مؤطّأ الإمام مالك : 486/2، سنن التّرمذي : 1505، سنن ابن ماجه : 3147 واللّفظ لهٗ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 268/9، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

③ سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهٖ .

''رسول اللہ ﷺ تمام اہل خانہ کی طرف سے ایک بکری قربانی کرتے تھے۔''

(الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : 679، المستدرك للحاكم : 456/3، 229/4 واللّفظ لهٗ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 268/9، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ یہ روایت صحیح بخاری (۷۲۱۰) میں موقوفاً بھی مروی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ سیدنا ابوسریحہ غفاری حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''میرے گھر والوں نے مجھے زیادتی پر اکسایا، حالانکہ مجھے سنت کا علم تھا کہ تمام اہل خانہ قربانی کے لیے ایک یا دو بکریوں پر اکتفا کر سکتے ہیں، (اب ایسا کریں)، تو پڑوسی کنجوس کہتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه : 3148، واللّفظ لهٗ، المستدرك للحاكم : 228/4، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 269/9، المعجم الكبير للطّبراني : 3056، 3957، 3058، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کی سند کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: کیا نابالغ قربانی کر سکتا ہے؟

جواب: نابالغ بھی قربانی کر سکتا ہے۔

سوال: جانور خریدنے کے بعد عیب پیدا ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جانور خریدنے کے بعد عیب پیدا ہو، تو اس جانور کی قربانی کی جا سکتی ہے، اگر کوئی بدلنا چاہے، تو بھی درست ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصَابَهَا بَعْدَ مَا اشْتَرَيْتُمُوهَا فَأَمْضُوهَا، وَإِنْ كَانَ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَشْتَرُوهَا فَأَبْدِلُوهَا .

''خریداری کے بعد عیب پیدا ہو، تو قربانی کر لیں، عیب پہلے سے موجود ہو، تو جانور بدل لیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 289/9، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ أُضْحِيَتَهٗ فَمَرِضَتْ عِنْدَهٗ، أَوْ عَرَضَ لَهَا مَرَضٌ فَهِيَ جَائِزَةٌ.

جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے، تو قربانی جائز ہے۔''

(مصنّف عبدالرّزاق : 386/4، ح : 8161، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی جائز ہے۔

سوال: لنگڑے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو جانور واضح طور پر لنگڑا کر چلتا ہے، وہ قربانی میں دینا جائز نہیں، البتہ معمولی لنگڑا پن ہو، تو کوئی حرج نہیں۔

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي.

''چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) واضح لنگڑا (۴) شکستہ و لاغر۔''

(مسند الإمام أحمد : 84/4، سنن أبي داود : 2802، سنن النسائي : 4374، سنن التّرمذي : 1497، سنن ابن ماجه : 3144، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی، امام ابن خزیمہ (۲۹۱۲)، امام ابن حبان (۵۹۱۹، ۵۹۲۲)، امام ابن الجارود (۴۸۱) اور امام حاکم رحمہم اللہ (۱/ ۴۶۷۔۴۶۸) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

سوال: چوری کے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: چوری سے حاصل ہونے والی اشیا حرام ہیں، حرام چیز سے کی گئی نیکی اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔

سوال: جو رافضی سیدنا ابو بکر صدیق اور دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتا ہو، اس کو گائے کی قربانی میں شریک کرنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا رافضی کافر ہے، اسے جانور میں شریک نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: جانور کو ذبح کرتے ہوئے اس میں ایسا عیب پیدا ہو گیا کہ جو قربانی میں مانع ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، قربانی کی جا سکتی ہے۔

سوال: جانور اُدھار خرید کر قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر اُدھار کی ادائیگی ممکن ہے، تو اُدھار خرید کر بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔

سوال: جس بیل کو قربانی کے لیے وقف کر دیا ہے، اس کو کام میں لانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جس جانور کی دُم ٹوٹ گئی ہو، اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: دُم کا ٹوٹنا قربانی کے لیے مانع نہیں۔ یہ ان چار عیوب میں سے نہیں، جن کی موجودگی میں قربانی نہیں ہوتی، لہٰذا دُم کٹے جانور کی قربانی جائز ہے۔

سوال: جس گائے کے جسم پر رسولی نکلی ہوئی ہو، اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا مسافر قربانی کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے۔

سوال: کیا ایک گائے میں کچھ مقیم اور کچھ مسافر شریک ہو سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: بانجھ جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: بانجھ پن قربانی کے لیے مانع نہیں۔

سوال: عقیقہ اور قربانی ایک گائے میں جمع کرنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔

سوال: قربانی کے لیے جانور کی عمر کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: قربانی کے جانور کا دوندا ہونا شرط ہے، یہ کم سے کم عمر ہے، ورنہ اس سے زائد عمر کے جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ .

''دوندا جانور ہی ذبح کریں، تنگی کی صورت میں بھیڑ کی نسل سے جذعہ ذبح کر لیں۔''

(صحیح مسلم : 1963)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

''ارباب علم مُسِنَّةٌ دوندے اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ کو کہتے ہیں، نیز اس حدیث میں وضاحت ہے کہ بھیڑ کے علاوہ جنس کا جَذَعَةٌ بطور قربانی جائز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں، بقول قاضی عیاض رحمہ اللہ اس پر اجماع ہے۔''

(شرح صحيح مسلم : 155/2)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَنِيًّا فَصَاعِدًا وَاسْتَسْمِنْ فَإِنْ أَكَلْتَ أَكَلْتَ طَيِّبًا وَإِنْ أَطْعَمْتَ أَطْعَمْتَ طَيِّبًا .

''قربانی کا جانور دوندا یا اس سے بڑا ہو، اسے خوب فربہ کیجئے، جب کھلائیں، تو اچھا کھلائیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 273/9، وسندهٗ صحيحٌ)

تمام اہل لغت کے نزدیک مسنہ کا معنی دوندا ہے۔ بعض اہل علم نے سہولت کے پیش نظر جانور کی عمر بیان کر دی ہے۔ اگر اس عمر کو پہنچ جاتا ہے، مگر دوندا نہیں ہوتا، تو قربانی جائز نہیں۔ اس لیے قربانی میں شرط جانور کے دوندا ہونے کی ہے، نہ کہ عمر کی۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ العِلْمِ أَنْ لَا يُجْزِءَ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ، وَقَالُوا : إِنَّمَا يُجْزِءُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بکری کی جنس کا ''جذعہ'' قربانی میں کفایت نہیں کرتا، جبکہ بھیڑ کی جنس کا ''جذعہ'' کفایت کرتا ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1508)

❁ سیدنا ابو بردہ بن دینار انصاری رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا، عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھیرا بکرا ہے، جو دوندا سے بہتر ہے۔فرمایا:

اِذْبَحْهَا، وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ .

''آپ اسی کی قربانی کر سکتے ہیں، لیکن کسی اور کے لیے کھیرا بکرا کفایت نہیں کرے گا۔''

(صحيح البخاري : 968، صحيح مسلم : 1961)

''جذعہ'' کی عمر میں اختلاف ہے، جمہور ایک سال کے قائل ہیں اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ مَا لَهُ سَنَةٌ تَامَّةٌ، هٰذَا هُوَ الْأَصَحُّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَهُوَ الْأَشْهَرُ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ وَغَيْرِهِمْ .

''بھیڑ کی جنس کا ''جذعہ'' مکمل ایک سال کا ہوتا ہے، یہی ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح ترین ہے اور اہل لغت کے ہاں مشہور ہے۔''

(شرح صحيح مسلم : 155/2)

اس حدیث میں مذکورہ حکم عام ہے اور ہر جانور کو شامل ہے، وہ بکری کی جنس ہو یا بھیڑ کی، گائے کی جنس ہو یا اونٹ کی، سب کا دوندا ہونا ضروری ہے، وہ صحیح احادیث جن میں بھیڑ کے جَذَعَةٌ کی قربانی کا جواز ہے، وہ تنگی پر محمول ہیں، یعنی دوندا جانور نہ ملے، تو ایک سال کا دنبہ یا بھیڑ ذبح کی جاسکتی ہے، اس طرح تمام احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

تنگی کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں؛

① دوندا جانور دستیاب نہ ہونا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② قوت خرید سے باہر ہونا۔

تنبیہ:

بعض ناعاقبت اندیش جانور دوندا باور کروانے کے لئے سامنے والے دانت توڑ دیتے ہیں، یہ محض دھوکا اور فریب ہے، ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

سوال: نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں دو روایات کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

❀ حنش بن معتمر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ : مَا هٰذَا؟ فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ .

”میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ نے دو دنبے ذبح کیے، میں نے پوچھا: یہ کیا؟ فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی تھی کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کروں، یہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کر رہا ہوں۔“

(سنن أبي داود : 2790)

سند ضعیف ہے۔

① شریک بن عبداللہ قاضی سیء الحفظ اور مدلس ہے۔

② ابوالحسناء مجہول ہے۔

③ حکم بن عتیبہ مدلس ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

④ حنش بن معتمر جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عیدالاضحیٰ والے دن ایک مینڈھا منگوایا اور اسے ذبح کرتے وقت یہ الفاظ کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَمِنْ مُحَمَّدٍ لَكَ .

''بسم اللہ، اے اللہ! یہ قربانی تیری عطا ہے اور تیری رضا کے لیے ہے، محمد کریم ﷺ کی طرف سے خالصتاً تیرے لیے قربان کی جا رہی ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 19187)

سند ضعیف ہے۔

① عاصم بن شریب راوی مجہول ہے، اسے امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (الجرح والتعدیل: ٦/ ٤٨٧) اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ (میزان الاعتدال: ٢/٣٥٢) نے ''مجہول'' کہا ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات (٥/ ٢٣٩) میں ذکر کیا ہے۔

② ابوبکر بن رَجاء زبیدی کی توثیق ثابت نہیں۔

③ ابوالفضل، سفیان بن محمد بن محمود جوہری کی توثیق نہیں ملی۔

④ ابونصر احمد بن عمرو بن محمد عراقی کی توثیق نہیں مل سکی۔

کسی صحابی، تابعی اور تبع تابعی سے نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں۔

سوال: کیا گائے کا ایک حصہ تمام گھر والوں کی طرف سے کفایت کرے گا؟

جواب: ایک بکرا یا دنبہ تمام گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتا ہے، اس پر دلائل موجود ہیں۔ البتہ گائے کے ایک حصے میں تمام گھر والوں کو شامل کرنا ثابت نہیں۔ اس پر کوئی دلیل نہیں، نہ ہی اسلاف امت کا اس پر عمل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: نماز میں نظر کہاں ہونی چاہیے؟

جواب: نماز میں نظر سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہیے، البتہ حالت تشہد میں انگلی کے اشارے پر ہونی چاہیے۔

❀ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانُوا يَقُولُونَ : لَا يُجَاوِزْ بَصَرُهٗ مُصَلَّاهُ، فَإِنْ كَانَ قَدِ اسْتَعَادَ النَّظَرَ فَلْيُغْمِضْ .

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے: کسی کی نظر مقامِ سجدہ سے تجاوز نہ کرے، اگر نظر دوبارہ دوسری طرف جائے، تو آنکھیں بند کر لے۔“

(تعظيم قدر الصّلاة للمَروزي : 143، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَنْظُرَ الرَّجُلُ فِي صَلَاتِهٖ إِلٰى مَوْضِعِ سُجُودِهٖ .

”صحابہ رضی اللہ عنہم مستحب سمجھتے تھے کہ نمازی اپنی نظر مقام سجدہ پر رکھے۔“

(تعظيم قدر الصّلاة لمحمد بن نصر المَروزي : 145، وسندهٗ حسنٌ)

❀ مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ نمازی اپنی نظر کہاں رکھے تو فرمایا:

مَوْضِعُ السُّجُودِ حَسَنٌ .

”مقام سجدہ بہتر ہے۔“

(الزّهد لعبد اللّٰه بن المبارك : 1081، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَلنَّظَرُ إِلٰى مَوْضِعِ السُّجُودِ أَسْلَمُ وَأَحْرٰى أَنْ لَا يَلْهُوَ الْمُصَلِّي بِالنَّظَرِ إِلٰى مَا يَشْغَلُهُ عَنْ صَلَاتِهٖ، وَهٰذَا قَوْلُ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''مقام سجدہ پر نظر رکھنے میں زیادہ بہتری، سلامتی اور احتیاط ہے۔نمازی اپنی نظر ایسی چیز کی طرف مرکوز نہ کرے، جو اسے نماز سے غافل کر دے۔اکثر اہل علم کا یہی فتویٰ ہے۔''(الأوسط : 273/3)

تنبیہ:

ضرورت کے وقت نمازی اپنے سامنے دیکھ سکتا ہے، جیسا کہ بوقت ضرورت التفات کر سکتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ أَنْظُرُ إِلٰى عَلَمِهَا، وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِي .

''نماز میں میری نظر اس دھاری دار چادر پر پڑ جاتی ہے، خدشہ رہتا ہے کہ یہ نماز سے مشغول نہ کر دے۔''

(صحيح البخاري : 373، صحيح مسلم : 556)

❁ سیدہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ .

''جب آپ نے مجھے مصلے سے پیچھے ہٹتے دیکھا، اس وقت میں نے جہنم دیکھی تھی، اس کا ایک حصہ دوسرے کو کھائے جا رہا تھا۔''

(صحيح البخاري : 1154، صحيح مسلم :901)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ ابو معمر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”ہم نے سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وعصر میں قرأت کرتے تھے۔ فرمایا: جی ہاں، پوچھا: آپ کو کیسے پتہ چلتا تھا؟ فرمایا:

بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ .

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کے ہلنے سے۔“

(صحيح البخاري : 746)

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يَّشْغَلُ الْمُصَلِّيَ .

”کعبۃ اللہ میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے، جو نمازی کو مشغول کر دے۔“

(مسند الحميدي : 565، سنن أبي داود : 2030، سندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

يُمْكِنُ أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فَيُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ النَّظَرُ إِلٰى مَوْضِعِ السُّجُودِ وَكَذَا لِلْمَأْمُومِ إِلَّا حَيْثُ يَحْتَاجُ إِلٰى مُرَاقَبَةِ إِمَامِهٖ، وَأَمَّا الْمُنْفَرِدُ فَحُكْمُهٗ حُكْمُ الْإِمَامِ .

”امام اور مقتدی میں فرق یوں کیا جا سکتا ہے کہ دونوں کے لیے مقام سجدہ پر نگاہ رکھنا مستحب ہے، البتہ مقتدی بہ وقت ضرورت امام کو دیکھ سکتا ہے۔ اکیلے نمازی کا وہی حکم ہے، جو امام کا ہے۔“ (فتح الباري : 2/232)

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْمَنْقُولُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ أَنْ يَكُونَ مُنْتَهٰى بَصَرِهٖ فِي صَلَاتِهٖ إِلٰى مَحَلِّ سُجُودِهٖ .

''ظاہر الروایۃ میں منقول ہے کہ نمازی کی نظر محل سجدہ پر ہونی چاہیے۔''

(فتاویٰ شامی: 321/1)

❀ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (١٠٨٨ھ) کہتے ہیں:

نَظَرَهٗ إِلٰى مَوْضِعِ سُجُودِهٖ حَالَ قِيَامِهٖ، وَإِلٰى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ حَالَ رُكُوعِهٖ وَإِلٰى أَرْنَبَةِ أَنْفِهٖ حَالَ سُجُودِهٖ، وَإِلٰى حِجْرِهٖ حَالَ قُعُودِهٖ، وَإِلٰى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَالْأَيْسَرِ عِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولٰى وَالثَّانِيَةِ لِتَحْصِيلِ الْخُشُوعِ .

''حصول خشوع کے لیے نمازی اپنی نظر قیام میں مقام سجدہ پر، رکوع میں پاؤں کے درمیان، سجدے میں نکوڑی پر، تشہد میں گود پر اور سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں کندھے پر رکھے۔''

(الدُّرّ المُختار، ص 66، باب صفة الصّلوة)

اس ''خشوع'' پر کوئی دلیل نہیں، اہل علم نے صدیوں پہلے اس کا رد کر دیا ہے۔

❀ امام اندلس، حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (٤٦٣ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا كُلُّهٗ تَحْدِيدٌ لَّمْ يَثْبُتْ بِهٖ أَثَرٌ وَّلَيْسَ بِوَاجِبٍ فِي النَّظَرِ وَمَنْ نَظَرَ إِلٰى مَوْضِعِ سُجُودِهٖ كَانَ أَسْلَمَ لَهٗ وَأَبْعَدَ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْاِشْتِغَالِ بِغَيْرِ صَلَاتِهٖ .

''اس ساری تقسیم کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں، نہ نگاہ رکھنے کے متعلق کوئی وجوب ہے۔ نمازی کا اپنی نظر مقام سجدہ پر رکھنا اس کے لیے سلامتی اور مشغولیت سے بچنا ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطّأ من المَعاني والأسانيد : 393/17)

❁ علامہ العز بن عبد السلام رحمہ اللہ (٦٦٠ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ هٰذَا قَوْلًا صَحِيحًا، وَّلَا حُجَّةَ لِقَائِلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ، وَّاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''یہ قول درست نہیں، کتاب وسنت کے دلائل سے خالی ہے۔ واللہ اعلم!''

(فتاوی العزّ بن عبد السّلام، ص 68)

فائدہ:

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

عَجَبًا لِّلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ إِذْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ حَتّٰى يَرْفَعَ بَصَرَهٗ قِبَلَ السَّقْفِ يَدَعُ ذَالِكَ إِجْلَالًا لِّلّٰهِ وَإِعْظَامًا، دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ مَا خَلَفَ بَصَرُهٗ مَوْضِعَ سُجُودِهٖ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهَا .

''ایسے مسلمان پر تعجب ہے، جو کعبہ میں داخل ہو کر دورانِ نماز چھت کی طرف

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نظر رکھتا ہے اور وہ ایسا تعظیمِ خداوندی میں کرتا ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ تو کعبہ میں داخل ہوئے، آپ نے دورانِ نماز اپنی نظر سجدے والی جگہ پر رکھی، تا آنکہ نماز سے فارغ ہو گئے۔''

(المستدرك للحاكم: 479/1، صحيح ابن خزيمة: 3512)

سند ''ضعیف'' ہے۔

زہیر بن محمد مکی سے اہل شام روایت کریں، تو ''ضعیف'' ہوتی ہے۔عمرو بن ابو سلمہ تنیسی بھی شامی ہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِوَايَةُ أَهْلِ الشَّامِ عَنْهُ غَيْرُ مُسْتَقِيمَةٍ .

''ان سے اہل شام کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔''

(تقريب التّهذيب: 2049)

سوال: کیا نماز میں قرأت کرتے وقت زبان کو حرکت دینا ضروری ہے؟

جواب: نماز میں قرأت کرتے وقت زبان کو حرکت دینا ضروری ہے، محض دل میں تدبر کرنے کو قرأت نہیں کہتے۔

❁ ابو معمر عبد اللہ بن سخبرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''ہم نے سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ ظہر وعصر میں قرأت کرتے تھے۔فرمایا: جی ہاں، پوچھا: آپ کو کیسے پتہ چلتا تھا؟ فرمایا:

بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کے ہلنے سے۔“

(صحيح البخاري : 746)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْ أَنْ يُحَرِّكَ لِسَانَهٗ بِالْقِرَاءَ ةِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ قرأت میں زبان کو حرکت دینا ضروری ہے۔“

(السّنن الكبرىٰ، تحت الحديث : 2432)

❁ نیز فرماتے ہیں:

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول: اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ سے مراد یہ ہے کہ سورت فاتحہ کو سراً پڑھا جائے، اونچی آواز سے نہ پڑھا جائے۔ ان الفاظ کو دل میں فاتحہ پڑھنے اور زبان سے ادا نہ کرنے پر محمول نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اہل لغت کا اجماع ہے کہ دل میں پڑھنے کو قرأت نہیں کہا جاتا، نیز اہل علم کا اجماع ہے کہ فاتحہ کو دل سے پڑھنا اور زبان سے ادا نہ کرنا نہ (نماز کی شرائط میں سے کوئی) شرط ہے اور نہ ہی مسنون عمل ہے، لہٰذا اس روایت کو ایسے معنی پر محمول کرنا جائز نہیں، جس کا نہ کوئی قائل ہو اور نہ لغت عرب اس کا ساتھ دے۔“

(كتاب القراءة خَلفَ الإمام، ص31)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

”یہ روایت امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کی دلیل ہے، (جو کہتے ہیں:) امام، مقتدی اور منفرد پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ مقتدی کیلئے وجوب کی دلیل سیدنا ابو ہریرہ کا یہ فتویٰ بھی ہے: اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ ”آہستہ آواز میں سورت فاتحہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پڑھیے۔'' اس کا معنی ہے کہ اتنی مخفی آواز میں پڑھیے کہ آپ خود کو سنا سکیں۔ بعض مالکیہ وغیرہ نے ان الفاظ سے مراد تدبر کرنا اور یاد دہانی لیا ہے، یہ معنی قبول نہیں، کیونکہ قرأت کا اطلاق تب ہی ہو سکتا ہے، جب زبان کو اتنی حرکت دی جائے کہ خود کو آواز سنائی دے۔ اسی طرح اہل علم کا اتفاق ہے کہ جنبی شخص اگر قرآن میں دل سے تدبر کرے اور زبان کو حرکت نہ دے، تو اسے قرآن پڑھنے والا اور حالت جنابت میں قرأت کرنے پر گناہ کا مرتکب قرار نہیں دیا جاتا۔''

(شرح مسلم : 103/4)

❀ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب کہتے ہیں:

أَمَّا مَا قَالَ الْمُدَرِّسُونَ مِنْ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْقِرَاءَ ةِ فِي نَفْسِهِ التَّدَبُّرُ وَالتَّفَكُّرُ فَلَا يُوَافِقُهُ اللُّغَةُ .

''(بعض حنفی) مدرسین کا کہنا کہ الْقِرَاءَ ةِ فِي نَفْسِهٖ سے مراد تدبر اور تفکر ہے، (درست نہیں، کیونکہ) اس معنی کی لغت موافقت نہیں کرتی۔''

(العَرف الشّذي :78/1)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ جب امام دوران خطبہ سورت احزاب کی آیت نمبر ۵۶ پڑھے، تو:

يُصَلِّي السَّامِعُ فِي نَفْسِهٖ . ''سننے والا آہستہ سے درود پڑھے۔''

(الهِداية :123/1)

❀ اس کا مفہوم ''الکفایۃ شرح ہدایہ'' میں یوں بیان ہوا ہے:

أَيْ فَيُصَلِّي بِلِسَانِهٖ خَفِيًّا .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”یعنی زبان سے مخفی آواز میں درود پڑھے۔“

(تُحفة الأحوذي : 206/2، مِرعاة المَفاتيح : 113/3)

❁ علامہ مُظہری حنفی صاحب لکھتے ہیں:

«فِي نَفْسِكَ» أَيْ بِحَيْثُ تُسْمِعُ أُذُنَكَ، وَلَا تَجْهَرْ صَوْتَكَ بِحَيْثُ تُشَوِّشُ عَلٰى مَنْ يَقْرُبُكَ، وَمَنْ لَّمْ تَسْمَعْ أُذُنُهٗ قِرَاءَةَ نفسِهٖ، لَمْ تَصِحَّ قِرَاءَتُهٗ.

”فِي نَفْسِكَ کا مطلب ہے کہ اتنی آواز میں پڑھیں کہ آپ اپنے آپ کو سنا سکیں، اتنا اونچا نہ پڑھیں کہ ساتھ والے نمازی کو تشویش میں ڈال دیں۔ جو اپنی قرأت نہ سن سکے، اس کی قرأت درست نہیں۔“

(المَفاتيح شرح المَصابيح : 126/2)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : (فِي نَفْسِكَ) أَيْ سِرًّا.

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان: فِي نَفْسِكَ کا معنی ہے: سراً قرأت کرنا۔“

(حاشية السّندهي علي سنن ابن ماجه : 277/1)

❁ علامہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : (قَالَ : اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ) أَيْ سِرًّا بِحَيْثُ تُسْمِعُ نَفْسَكَ.

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان: (اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ) کی مراد ہے کہ اتنی آہستہ قرأت کریں کہ خود کو سنائی دے۔“

(لَمعات التّنقيح : 583/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرجہ ذیل روایت کیسی ہے؟

❀ **ابواُمامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:**

إِنْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَيَشْتَرِي أَحَدُهُمُ الْأُضْحِيَّةَ فَيُسَمِّنُهَا فَيَذْبَحُهَا بَعْدَ الْأَضْحٰى آخِرَ ذِي الْحِجَّةِ .

”یقیناً مسلمان قربانی کا جانور خریدتا تھا، اسے فربہ کرتا اور عید الاضحیٰ کے بعد ذو الحجہ کے آخری دنوں میں ذبح کرتا۔“

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 19257)

جواب: اس روایت کی سند صحیح ہے۔ ذو الحجہ کے آخر میں ذبح کرنے کے الفاظ منکر اور غیر محفوظ ہیں۔

❀ **امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

هٰذَا الْحَدِيثُ عَجِيبٌ .

”یہ حدیث عجیب (منکر) ہے۔“

(تغليق التّعليق لابن حجر : 6/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ **علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۴۱۴ھ) فرماتے ہیں:**

يُشِيرُ إِلٰى أَنَّ زِيَادَةَ قَوْلِهِ : فَيَذْبَحُهَا بَعْدَ الْأَضْحٰى آخِرَ ذِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْحِجَّةِ، مُسْتَنْكِرَةٌ.

''امام احمد رحمہ اللہ کے قول کی مراد یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کے بعد ذوالحجہ کے آخری دنوں میں جانور ذبح کرنے کے الفاظ ''منکر'' ہیں۔''

(مِرعاة المَفاتيح : 108/5)

سوال: حدیث: «كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذِبْحٌ» ''ایام تشریق کے تمام دن قربانی کے ہیں۔'' بلحاظِ سند کیسی ہے؟

جواب: اس حدیث کی ساری کی ساری سندیں ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ.

''اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : 131/12)

❁ یہ روایت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(مسند البزار [كشف الأستار : 1126]، الكامل لابن عدي : 269/3، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 295/9)

سند منقطع اور ضعیف ہے۔

① عبد الرحمٰن بن ابی حسین کا جبیر بن مطعم سے سماع و لقا نہیں۔

(التلخيص الحَبير لابن حجَر : 255/2)

② عبد الرحمٰن بن ابی حسین نوفلی ''مجہول الحال'' ہے، صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: (۱۰۹/۵)'' میں ذکر کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 82/4، السّنن الکبریٰ للبَیھقي : 239/5، 295/9)

سند ضعیف و منقطع ہے۔ سلیمان بن موسیٰ اشدق نے سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔

❁ سنن دارقطنی (۴۷۵۶) میں سلیمان اشدق اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے درمیان نافع بن جبیر کا واسطہ ہے، مگر یہ غلطی ہے، اس روایت کو سلیمان اشدق عن جبیر بن مطعم سے بیان کرنا ہی درست اور محفوظ ہے، پھر یہ سند بھی ضعیف ہے۔ سوید بن عبد العزیز کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

”اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(مَجمع الزّوائد : 304/4، 369/5)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا غَيْرُ قَوِيٍّ لِأَنَّ رَاوِيهِ سُوَيْدٌ.

”یہ سند قوی نہیں ہے، کیونکہ اس کا راوی سوید (بن عبد العزیز) ہے (جو کہ ضعیف ہے)۔“

(السّنن الکبریٰ : 239/5)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کے مرسل ہونے کو درست قرار دیا ہے۔

(السّنن الکبریٰ : 239/5)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سنن دار قطنی (۴۷۵۸) والی سند بھی ضعیف ہے۔

احمد بن عیسیٰ خشاب سخت ضعیف و مجروح ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ مشہور راویوں کی طرف منکر روایتیں منسوب کر کے بیان کرتا ہے اور ثقہ راویوں کی طرف مقلوبات منسوب کر کے بیان کرتا ہے، یہ منفرد ہو، تو نا قابل حجت ہے۔''

(كتاب المَجروحين :146/1)

❁ یہ حدیث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے:

(الكامل لابن عدي : 400/6)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① معاویہ بن یحییٰ صدفی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 85/3)

② زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

❁ اس حدیث کے بارے میں امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ عِنْدِي .

''میرے مطابق یہ حدیث من گھڑت ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(عِلَل ابن أبي حاتم : 493/4، ح : 1594)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سورت احزاب کی آیت (33) نازل ہوئی تو:

أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَقَالَ : اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟ قَالَ : إِنَّكِ أَهْلِي خَيْرٌ، وَهٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، اللّٰهُمَّ أَهْلِي أَحَقُّ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ فرمایا: میرے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اہل بیت میں شامل نہیں؟ فرمایا: آپ میری گھر والی ہیں اور بھلائی والی ہیں، جبکہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اللہ! میری بیوی اس کی زیادہ حق دار ہے۔“

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 416/2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔

جواب: روایت ضعیف ہے۔ عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن دینار ضعیف ہے۔ یہ منفرد روایات بیان کرتا ہے، اس روایت کے بعض الفاظ پر اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

سوال: بوقت ضرورت ڈاڑھی منڈوانا کیسا ہے؟

جواب: ڈاڑھی رکھنا فرض ہے، کسی صورت ڈاڑھی منڈوانا جائز نہیں۔ یہ مشرکین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور مجوس کا عمل ہے۔

سوال: کیا تراویح کو مختصر کرنے کے لیے تشہد کے آخر میں درود اور دعائیں چھوڑ نا جائز ہے؟

جواب: ایسا کرنا جائز نہیں۔

سوال: عیدگاہ میں کھیلنا کھودنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، عیدگاہ کے تمام احکام میں مسجد کی طرح نہیں ہے۔

سوال: کافر کی متروکہ زمین پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

جواب: اگر کوئی وارث زندہ نہیں، تو ایسے لاوارث پلاٹ پر مسجد بنانا جائز ہے۔

سوال: اگر کافر اپنی رقم سے مسجد تعمیر کرے، تو کیا اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مسجد کی اوپری منزل پر مدرسہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مسجد کی دیوار پر کپڑے سکھانا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: تنخواہ دار اُستاذ کا مسجد میں پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے۔

سوال: مسجد میں بیٹھ کر انگریزی پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: مسجد کی تعمیر کے لیے قادیانی سے چندہ لینا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: قادیانی مرتد ہیں، ان سے کسی قسم کی معاونت جائز نہیں۔

سوال: ستونوں کے درمیان صف بنانا کیسا ہے؟

جواب: بوقت ضرورت ستونوں کے درمیان صف بنائی جاسکتی ہے۔

❁ عبدالحمید بن محمود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي الصَّفِّ، فَرَمَوْا بِنَا حَتّٰى أُلْقِينَا بَيْنَ السَّوَارِي، فَتَأَخَّرَ، فَلَمَّا صَلّٰى؛ قَالَ : قَدْ كُنَّا نَتَّقِي هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ صف میں تھے۔ لوگوں نے ہمیں دھکیلا، تو ہم ستونوں کے درمیان چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ ستونوں سے پیچھے ہٹ گئے۔ نماز کے بعد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہم ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے سے بچتے تھے۔“

(مسند أحمد : 104/3؛ سنن أبي داوٗد : 673؛ سنن النّسائي : 820؛ سنن التّرمذي : 229؛ السنن الكبرٰى للبيهقي : 104/3؛ المستدرك للحاكم :210/1، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“، امام خزیمہ (۱۵۶۸)، امام ابن حبان (۲۲۱۸) اور امام حاکم رحمہم اللہ (۱/ ۲۱۸) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(فتح الباري :578/1)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ العِلْمِ أَنْ يُّصَفَّ بَيْنَ السَّوَارِي، وَبِهٖ يَقُولُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذٰلِكَ .

''اہل علم کی ایک جماعت نے ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔ امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ یہی کہتے ہیں، جب کہ اہل علم کی ایک جماعت اس بارے میں رخصت بھی دیتی ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 229)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَصُفُّوا بَيْنَ السَّوَارِي .

''ستونوں کے درمیان صف نہ بناؤ۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 104/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) لکھتے ہیں:

لَوِ اتَّقٰى مُتَّقٍ كَانَ حَسَنًا، وَلَا مَأْثَمَ عِنْدِي عَلٰى فَاعِلِهٖ .

''اجتناب بہتر ہے، لیکن اگر ایسا کرے، تو کوئی گناہ نہیں۔''

(الأوسط : 184/4)

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي جَوَازِ الصَّفِّ بَيْنَ السَّوَارِي عِنْدَ الضِّيقِ، وَأَمَّا مَعَ السَّعَةِ؛ فَهُوَ مَكْرُوهٌ لِّلْجَمَاعَةِ، فَأَمَّا الْوَاحِدُ؛ فَلَا بَأْسَ بِهٖ، وَقَدْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ بَيْنَ سَوَارِيهَا .

''تنگی کے وقت ستونوں کے درمیان صف بنانے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ جگہ کی وسعت کے باوجود ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اکیلا شخص ایسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے، تو حرج نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کعبہ میں دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔''

(عارضة الأحوذي : 28/2)

یہ کراہت تنزیہی ہے۔ مجبوری کی صورت میں ستونوں کے درمیان صف بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: مسجد کی زمین پر ذاتی مکان بنانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: کیا با جماعت نماز میں امام کا صفوں کے وسط میں ہونا ضروری ہے؟

جواب: امام کا صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہونا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

❀ ریطہ حنفیہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں:

أَمَّتْنَا عَائِشَةُ فَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ .

''ہمیں اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے صف کے درمیان کھڑے ہو کر فرض نماز کی امامت کرائی۔''

(سنن الدّارقُطني : 1507، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خُلاصة الأحكام : 680/2)

اگر عورت عورتوں کی امامت کرا رہی ہو، وہ صف کے اندر درمیان میں کھڑی ہو گی اور اگر مرد امام ہو، تو وہ صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہو گا۔

تنبیہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے:

وَسِّطُوا الْإِمَامَ .

''امام کو درمیان میں کریں۔''

(سنن أبي داود :681)

سند ''ضعیف'' ہے، یحییٰ بن بشیر بن خلاد ''مستور'' ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ : يُجْهَلُ حَالُهٗ وَحَالُ أَبِيهِ، (هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ وَحَالُ أُمِّهٖ)، وَقَالَ عَبْدُ الْحَقِّ : لَيْسَ هٰذَا الْإِسْنَادُ بِقَوِيٍّ .

''ابن قطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس راوی کے اور اس کے والد (بل کہ والدہ) کے حالات معلوم نہیں۔عبدالحق رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ سند قوی نہیں۔''

(میزان الاعتدال : 367/4)

والد کا ذکر غلطی ہے، درست یہ ہے کہ اس کی والدہ، امۃ الواحد بنت یامین بن عبدالرحمٰن بھی ''مجہولہ'' ہے۔

سوال: معتکف کا مسجد میں حجامت بنوانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، البتہ مسجد کی صفائی کا خیال رکھے۔

سوال: نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد کو تالا لگانا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں بیش قیمت اشیا ہوتی ہیں، انہیں محفوظ رکھنے کے لیے مسجد کو تالا لگانا جائز ہے، اس میں سب کا فائدہ ہے۔

سوال: فلموں اور ڈراموں کی کیسٹیں فروخت کرنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

(سوال): حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): حافظ ابو الفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر، دمشقی رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) اہل سنت کے بڑے امام ہیں۔ علمی دنیا میں آپ کو ''عماد الدین'' کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ مشہور مفسر اور عظیم مؤرخ ہیں۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامُ الْفَقِيهُ الْمُحَدِّثُ الْأَوْحَدُ الْبَارِعُ عِمَادُ الدِّينِ ...... فَقِيهٌ مُتْقِنٌ، وَمُتَحَدِّثٌ مُتْقِنٌ، وَمُفَسِّرٌ نَقَّالٌ، وَلَهٗ تَصَانِيفُ مُفِيدَةٌ يَدْرِي الْفِقْهَ وَيَفْهَمُ الْعَرَبِيَّةَ وَالْأُصُولَ، وَيَحْفَظُ جُمْلَةً صَالِحَةً مِّنَ الْمُتُونِ وَالتَّفْسِيرِ وَالرِّجَالِ وَأَحْوَالِهِمْ .

''آپ رحمہ اللہ امام، فقیہ، محدث، بے مثال، متقی و پرہیز گار اور دین کے ستون تھے۔ ...... آپ رحمہ اللہ پختہ کار فقیہ اور محدث تھے، سلف کی تفاسیر کے ناقل تھے۔ آپ نے کئی عمدہ تصانیف چھوڑی ہیں۔ فقہ اسلامی سے گہرا لگاؤ تھا، عربیت اور اصول فقہ سے واقف تھے۔ آپ احادیث، رواۃ حدیث اور ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے حالات کے حافظ تھے۔

(المُعجم المُختَصّ بالمحدثين، ص 74)

❁ حافظ ابن ناصر الدین رحمہ اللہ (۸۴۲ھ) لکھتے ہیں:

اَلشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَلَّامَةُ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّينِ ثِقَةُ الْمُحَدِّثِينَ عُمْدَةُ الْمُؤَرِّخِينَ عَلَمُ الْمُفَسِّرِينَ .

''شیخ، امام، علامہ، حافظ، عماد الدین، ثقہ محدث، عمدہ مؤرخ اور بہترین مفسر تھے (ابن کثیر رحمہ اللہ)۔'' (الرّدّ الوافر، ص 92)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَخَذَ عَنِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ فَفُتِنَ بِحُبِّهٖ وَامْتُحِنَ لِسَبَبِهٖ وَكَانَ كَثِيرَ الْاِسْتِحْضَارِ حَسَنَ الْمُفَاكَهَةِ سَارَتْ تَصَانِيفُهٗ فِي الْبِلَادِ فِي حَيَاتِهٖ وَانْتَفَعَ بِهَا النَّاسُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ .

''حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا۔ آپ کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے محبت کی وجہ سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ رحمہ اللہ بیدار مغز اور خوش طبع انسان تھے۔ آپ کی تصانیف آپ کی زندگی میں ہی چہار سو پھیل گئیں اور آپ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بھی لوگ ان سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔''

(الدُّرر الكامنة :445/1)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) کہتے ہیں:

كَانَ قُدْوَةَ الْعُلَمَاءِ وَالْحُفَّاظِ، وَعُمْدَةَ أَهْلِ الْمَعَانِي وَالْأَلْفَاظِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسَمِعَ وَجَمَعَ وَصَنَّفَ وَدَرَّسَ وَحَدَّثَ وَأَلَّفَ، وَكَانَ لَهُ اطِّلَاعٌ عَظِيمٌ فِي الْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ وَالتَّارِيخِ وَاشْتُهِرَ بِالضَّبْطِ وَالتَّحْرِيرِ، وَانْتَهٰى إِلَيْهِ عِلْمُ التَّارِيخِ وَالْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ، وَلَهٗ مُصَنَّفَاتٌ عَدِيدَةٌ مُّفِيدَةٌ .

”حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ علما اور حفاظ میں رہنما کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ اہل لغت کے یہاں بھی ایک بڑا مقام پایا ہے۔آپ رحمہ اللہ نے علم حاصل کیا، اسے جمع کیا، کتابیں تصنیف وتالیف کیں، تدریس کی اور حدیث کا درس دیا۔آپ کو حدیث، تفسیر اور تاریخ میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ضبط وتحریر میں معروف تھے۔ تاریخ، حدیث اور تفسیر کے علم میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔آپ کی کئی مفید تصانیف ہیں۔“

(النّجوم الزّاهرة ليوسف بن تغري بردي: 123/11)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَهُ التَّفْسِيرُ الَّذِي لَمْ يُؤَلَّفْ عَلٰى نَمَطِهٖ مِثْلُهٗ .

”تفسیر ابن کثیر کی طرز پر کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔“

(ذيل طَبَقات الحُفاظ، ص 239)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ مِنْ أَكَابِرِ الْمُحَدِّثِينَ .

”حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا ہے۔“

(الأسرار المرفوعة، ص 454)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''حافظ ابن کثیر، جن کا مرتبہ مفسر، محدث اور مؤرخ کی حیثیت سے تمام امت میں مسلم ہے۔''

(خلافت وملوکیت، ص315)

❁ مفتی تقی عثمانی صاحب، محمد یوسف بنوری صاحب سے نقل کرتے ہیں:

''ایک تفسیر ابن کثیر......جس کے بارے میں ہمارے استاذ (حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ) فرماتے تھے: اگر کوئی کتاب کسی دوسری کتاب سے بے نیاز کرسکتی ہے، تو وہ تفسیر ابن کثیر ہے۔ جو تفسیر ابن جریر سے بے نیاز کر دیتی ہے۔''

(علوم القرآن، ص506)

❁ مفتی تقی عثمانی صاحب خود فرماتے ہیں:

''ان میں سرفہرست تفسیر ابن کثیر ہے۔ یہ حافظ عماد الدین، ابوالفداء، اسماعیل بن الخطیب ابی حفص عمر بن کثیر الشافعی رحمہ اللہ (متوفی: ۷۷۴ھ) کی تصنیف ہے اور چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو تفسیر ابن جریر کا خلاصہ کہنا چاہیے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جو طریقہ اختیار فرمایا ہے، وہ تفسیر بالروایہ کا طریقہ ہے، یعنی ہر آیت کے تحت وہ پہلے اس کی تفسیر کا خلاصہ بیان فرماتے ہیں، پھر اس کے مختلف کلمات یا جملوں کی تفسیر میں انہیں آنحضرت ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کی جتنی روایات ملتی ہیں، وہ ذکر فرماتے ہیں۔ لیکن ان سے پہلے کے جن مفسرین نے تفسیر بالروایہ کا طریقہ اختیار فرمایا ہے، مثلاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن جریر رحمہ اللہ، ابن مردویہ رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ وغیرہ۔ انہوں نے تفسیری روایات کو صرف جمع کرنے کا کام کیا ہے۔ ان کی چھان پھٹک نہیں کی، لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ جلیل القدر محدث بھی ہیں اور روایات پر جرح وتنقید کے فن سے واقف ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اول تو ان ضعیف اور موضوع روایات کو بکثرت چھانٹ دیا ہے، جو متقدمین کی کتابوں میں لکھی چلی آ رہی تھیں، دوسرے جو کمزور روایات وہ لائے ہیں، عموماً ان کی علل اسناد پر تنبیہ فرما دی ہے۔ تفسیر بالروایہ کی کتابیں اکثر وبیشتر اسرائیلیات سے لبریز ہیں، لیکن ایسی روایات کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا طرز عمل انتہائی محتاط، صاف ستھرا اور خالص قرآن وحدیث پر مبنی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اول تو اپنی کتاب میں اسرائیلی روایات زیادہ نقل نہیں کیں اور جہاں نقل کی ہیں، وہاں عموماً یہ بتا دیا ہے کہ یہ اسرائیلی روایات ہیں۔ بہرحال روایتی لحاظ سے تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ سب سے محتاط اور مستند تفسیر ہے۔ ...... تفسیر ابن کثیر نہایت جامع اور بے نظیر تفسیر ہے۔''

(علوم القرآن، ص501-502، تبصرے، ص173-174)

❁ نیز لکھتے ہیں:

''تفسیر ابن کثیر تمام کتب تفسیر میں ممتاز ترین اور مستند ترین تفسیر ہے۔ ......

بہرکیف تفسیر ابن کثیر علم تفسیر کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہے اور اسی لیے اہل علم ہر دور میں اس پر اعتماد کرتے اور اس کی قدر کرتے رہے ہیں۔'' (تبصرے، ص175)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنا تفسیری منہج بیان کرتے ہیں:

إِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا أَحْسَنُ طُرُقِ التَّفْسِيرِ؟ فَالْجَوابُ : إِنَّ أَصَحَّ الطُّرُقِ فِي ذٰلِكَ أَنْ يُفَسَّرَ الْقُرْآنُ بِالْقُرْآنِ، فَمَا أُجْمِلَ فِي مَكَانٍ فَإِنَّهُ قَدْ فُسِّرَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ، فَإِنْ أَعْيَاكَ ذٰلِكَ فَعَلَيْكَ بِالسُّنَّةِ فَإِنَّهَا شَارِحَةٌ لِلْقُرْآنِ وَمُوَضِّحَةٌ لَهُ ...... إِذَا لَمْ نَجِدِ التَّفْسِيرَ فِي الْقُرْآنِ وَلَا فِي السُّنَّةِ، رَجَعْنَا فِى ذٰلِكَ إِلٰى أَقْوَالِ الصَّحَابَةِ، فَإِنَّهُمْ أَدْرٰى بِذٰلِكَ، لِمَا شَاهَدُوا مِنَ الْقَرَائِنِ وَالْأَحْوَالِ الَّتِي اخْتُصُّوا بِهَا، وَلِمَا لَهُمْ مِنَ الْفَهْمِ التَّامِّ، وَالْعِلْمِ الصَّحِيحِ، وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، لَا سِيَّمَا عُلَمَاؤُهُمْ وَكُبَرَاؤُهُمْ، كَالْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ، وَالْأَئِمَّةِ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ...... إِذَا لَمْ تَجِدِ التَّفْسِيرَ فِي الْقُرْآنِ وَلَا فِي السُّنَّةِ وَلَا وَجَدْتَهُ عَنِ الصَّحَابَةِ، فَقَدْ رَجَعَ كَثِيرٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ فِي ذٰلِكَ إِلٰى أَقْوَالِ التَّابِعِينَ .

''اگر کوئی پوچھے کہ بہترین طرزِ تفسیر کیا ہے؟ تو اس سلسلہ میں سب سے بااعتماد طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے۔ قرآن میں ایک جگہ اجمال ہوتا ہے، تو دوسری جگہ اس کی تفسیر کر دی جاتی ہے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو، تو سنت کو دیکھا جائے گا۔ سنت قرآن کی شرح اور وضاحت کرتی ہے۔...... اگر قرآن یا سنت میں تفسیر نہ ملے، تو ہم اقوال صحابہ کی طرف رجوع کریں گے، وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، نیز وہی واقعات وقرائن کے عینی شاہد تھے، صحابہ میں فہم تام، علم صحیح اور عمل صالح موجود تھا۔ خاص طور پر علما اور کبار صحابہ، مثلاً خلفائے اربعہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ...... اگر آپ کو قرآن، سنت اور اقوال صحابہ میں تفسیر نہ ملے، تو اکثر ائمہ اقوال تابعین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔"

(مقدمة تفسير ابن كثير :1/7-10)

سوال: مرد کے لیے کانوں کو چھیدوا کر بالیاں وغیرہ ڈالنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: لڑکے یا مرد کے لیے کانوں کو چھیدوانا اور ان میں بالیاں وغیرہ ڈالنا شرعاً جائز نہیں ہے، یہ عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے، جو کہ حرام ہے۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

"بچے کے کان کو چھید کرانے میں نہ کوئی دنیاوی مصلحت ہے، نہ ہی دینی۔ صرف اس کے اعضا میں سے ایک عضو کو کاٹنا ہے، جو کہ جائز نہیں ہے۔"

(تُحفة المَودود بأحكام المولود، ص 143)

❀ علامہ ابن نحاس دمشقی رحمہ اللہ (۸۱۴ھ) فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ بِدْعَةٌ يَجِبُ إِنْكَارُهَا وَالْمَنْعُ مِنْهَا .

"(بچے کے کان کو چھیدوانا) بدعت ہے، اس کا انکار کرنا اور اس سے منع کرنا واجب ہے۔"

(تنبيه الغافلين، ص 477)

فائدہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

سَبْعَةٌ مِّنَ السُّنَّةِ فِي الصَّبِيِّ يَوْمَ السَّابِعِ؛ ...... تُثْقَبُ أُذُنُهُ .

''پیدائش کے ساتویں دن بچے کے متعلق سات اعمال سنت ہیں؛ ......اس کے کانوں کو چھیدوانا......۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 558)

سند ''ضعیف'' ہے، رواد بن جراح آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، قاسم بن مساور جوہری اور یحییٰ بن مساور جوہری کا ان سے قبل از اختلاط روایت کرنا ثابت نہیں۔

لطیفہ:

❁ ابوالحسن علی بن اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میرے باپ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے کان پیدائشی طور پر چھیدے ہوئے تھے، تو میرے دادا راہویہ، فضل بن موسیٰ سینانی کے پاس گئے، ان سے اس بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: آپ کا بیٹا یا تو انتہائی اچھا انسان ہوگا یا انتہائی برا ہوگا۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 347/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ وَحِكَايَةٌ عَجِيبَةٌ .

''اس کی سند حسن ہے اور یہ حکایت عجیب ہے۔''

(سِيَر أعلام النُّبَلاء :380/11)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”گویا کہ امام فضل بن موسیٰ رحمہ اللہ یوں سمجھے کہ جس طرح یہ بچہ اس خاصیت میں دوسروں سے منفرد ہے، اسی طرح یہ دین یا دنیا میں دوسروں سے منفرد ہوگا۔“

(تُحفة المَودود، ص 143)

امام اسحاق بن راہویہ مروزی رحمہ اللہ نے بلادِ خراسان میں جہمیوں اور دیگر اہل بدعت کا خوب ردّ کیا، سنت کی بالا دستی اور صحیح اسلامی عقائد کی نشر واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔

فائدہ:

بچی یا عورت کے لیے کانوں میں چھید کروانا جائز اور درست ہے، کیونکہ عورت زینت کے لیے زیور کی محتاج ہے۔

اس کے جواز پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ام زرع دلیل ہے۔ اس میں ہے کہ گیارویں عورت نے اپنے خاوند کے بارے میں کہا:

أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ .

”اس نے زیورات سے میرے کان لچکا دیئے۔“

(صحيح البخاري : 5189، صحيح مسلم : 2448)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عید کے بعد عورتوں کو صدقہ کی ترغیب دلائی تو:

جَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي قُرْطَهَا .

”عورت اپنی بالیاں اتارنے لگی۔“

(صحيح البخاري : 5883، صحيح مسلم : 884)

الحاصل:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مرد کے لیے کانوں کو چھیدوانا اور ان میں بالیاں وغیرہ ڈالنا جائز نہیں ہے، بلکہ عورتوں سے مشابہت کی بنا پر حرام ہے۔ افسوس ہے کہ مسلمان نوجوان غیر مسلموں کی نقالی میں شریعت مطہرہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔

سوال: جسم کو گودنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بازو یا جسم کے کسی بھی حصہ پر سوئی یا کسی بھی چیز سے گود کر رنگ یا سرمہ بھرنا، اپنا یا محبوب کا لکھنا، نشان یا نقش وغیرہ بنانا مرد وزن سب کے لیے حرام، کبیرہ گناہ اور موجب لعنت ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى عَنِ الْوَشْمِ .

''رسول اللہ ﷺ نے جسم کو گود کر رنگ بھرنے سے منع فرمایا ہے۔

(صحيح البخاري : 5944)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ .

''اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی عورتوں پر اور جسم کو گود کر نشان بنانے والی اور بنوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5947، صحيح مسلم : 2124)

❀ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے جسم کو گود کر نشان بنانے والی اور بنوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''(صحيح البخاري : 2238)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نماز جنازہ میں کتنی تکبیرات ہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ سے نماز جنازہ میں چار، پانچ اور نو تکبیرات ثابت ہیں۔

چار تکبیرات:

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلٰى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا .

”نبی کریم ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی، آپ ﷺ نے چار تکبیرات کہیں۔“

(صحيح البخاري : 1334 ، صحيح مسلم : 952)

پانچ تکبیرات:

❀ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ زَيْدٌ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا، وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا .

”سیدنا زید رضی اللہ عنہ جنازے پر چار تکبیریں کہتے تھے، ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہیں، تو میں نے اس بارے سوال کیا، فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی (کبھی) پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 957)

نو تکبیرات:

❀ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بِحَمْزَةَ فَسُجِّيَ بِبُرْدِهٖ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ فَكَبَّرَ تِسْعَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ أُتِيَ بِالْقَتْلٰى يُصَفُّونَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِ مَعَهُمْ .

''نبی کریم ﷺ اُحد کے دن سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں چادر میں لپیٹ دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور نو تکبیرات کہیں۔ پھر دوسرے شہدا لائے گئے، ان کی نماز جنازہ کے لیے صفیں بنائی گئیں، پھر نبی ﷺ نے ان شہدا اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔''

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :503/1، وسندهٗ حسنٌ)

فائدہ:

❀ عمران بن حدیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَلٰى جِنَازَةٍ، فَكَبَّرَ عَلَيْهَا ثَلَاثًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا، ثُمَّ انْصَرَفَ .

''میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے تین تکبیرات کہیں، اس سے زائد نہ کہیں، پھر سلام پھیر دیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 11456، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابو معبد مولی ابن عباس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ ثَلَاثًا .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی، آپ رضی اللہ عنہ نے تین تکبیرات کہیں۔''

(الأوسط لابن المنذر : 3133، وسندهٗ صحيحٌ)

دراصل یہ چار تکبیریں ہی تھیں، پہلی تکبیر یا آخری تکبیر کو شمار نہیں کیا، واللہ اعلم!

نماز جنازہ میں چھ، سات اور آٹھ تکبیرات کے بارے میں مروی ساری کی ساری روایات ضعیف ہیں۔

سوال: کیا شہید پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب: شہید کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

❀ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا، فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن (میدان اُحد کی طرف) تشریف لے گئے اور (آٹھ سال بعد) شہدائے اُحد پر اسی طرح نماز جنازہ پڑھی، جس طرح میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 1344، صحيح مسلم : 2296)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ علامہ ترکمانی حنفی رحمہ اللہ (۷۵۰ھ) لکھتے ہیں:

دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهُ الصَّلٰوةُ الْمَعْهُودَةُ الشَّرْعِيَّةُ لَا الدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ (نبی کریم ﷺ نے جو شہدائے اُحد پر نماز جنازہ پڑھی تھی) وہ حقیقی نماز جنازہ تھی، دعا یا استغفار مراد نہیں۔''

(الجوهر النّقي : 14/4)

❀ ایک صحابی معرکہ میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔

كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدَّمَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ .

''نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے جبہ میں کفن دیا، پھر ان کی میت کو سامنا رکھا اور نماز جنازہ ادا کی۔''

(سنن النّسائي : 1953، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ .

''شہدائے اُحد پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔''

(صحيح البخاري : 1343)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ الصَّلَاةِ قَدْ شَدَّ مِنْ عَضُدِهَا كَوْنُهَا مُثْبَتَةً وَالْإِثْبَاتُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ، وَهٰذَا مُرَجَّحٌ مُعْتَبَرٌ .

''شہید پر نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں مروی مختلف احادیث مقدم ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ان میں اثبات ہے اور اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے، یہ معتبر ترجیح ہے۔''

(نیل الأوطار : 55/4)

سوال: کیا عورت جانور ذبح کر سکتی ہے؟

جواب: عورت جانور ذبح کر سکتی ہے، اس کا ذبیحہ بالاتفاق جائز ہے، خواہ حائضہ ہی ہو۔ قربانی ہو، عقیقہ ہو یا عام گوشت۔

❀ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ (المائدة 5 : 3)

''جس جانور کو آپ نے ذبح کیا ہو، وہ حلال ہے۔''

آیت کے عموم سے ثابت ہوا کہ شرعی طریقہ کے مطابق ذبیحہ حلال ہے، خواہ ذبح کرنے والا مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کتابی، آزاد ہو یا غلام، حائضہ ہو یا نفاس والی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَتْ : فَقُلْتُ : إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ : إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ .

''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے مجھے حکم فرمایا: چٹائی پکڑائیں۔ عرض کیا: میں تو ماہواری میں ہوں۔ فرمایا: ماہواری آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

(صحیح مسلم : 298)

ثابت ہوا کہ حیض ذبح میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

❀ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا .

''ایک عورت نے پتھر سے بکری ذبح کی۔ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے اسے کھانے کا حکم دیا۔''

(صحيح البخاري : 5504)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ أَكْلِ مَا ذَبَحَتْهُ الْمَرْأَةُ سَوَاءً كَانَتْ حُرَّةً أَوْ أَمَةً، كَبِيرَةً أَوْ صَغِيرَةً، مُسْلِمَةً أَوْ كِتَابِيَّةً، طَاهِرًا أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ، لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِأَكْلِ مَا ذَبَحَتْهُ، وَلَمْ يَسْتَفْصِلْ .

''ثابت ہوا کہ عورت آزاد ہو یا لونڈی، چھوٹی ہو یا بڑی، مسلمان ہو یا کتابیہ، حائضہ ہو یا غیر حائضہ، اس کا ذبیحہ کھانا جائز ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے عورت کا ذبیحہ کھانے کا حکم دیا ہے اور آپ نے مرد و زن کے ذبیحہ میں فرق نہیں کیا۔''

(فتح الباري : 633/9)

۞ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کریں۔

(جزء لُوَيْن : 58، وسندهٗ حسنٌ)

۞ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنِّي لَأَذْبَحُ، وَإِنِّي لَجُنُبٌ .

''جنابت میں ذبح کر لیتا ہوں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(مسند علي بن الجعد: 305، وسندهٗ صحیحٌ)

جنبی جانور ذبح کرسکتا ہے، تو حائضہ بھی کرسکتی ہے۔ دونوں کے احکام ایک ہیں، الا یہ کہ کسی دلیل سے استثنا ثابت ہو جائے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

تَجُوزُ ذَكَاةُ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ، وَتَذْبَحُ الْمَرْأَةُ وَإِنْ كَانَتْ حَائِضًا، فَإِنَّ حَيْضَتَهَا لَيْسَتْ فِي يَدِهَا، وَذَكَاةُ الْمَرْأَةِ جَائِزَةٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَقَدْ ذَبَحَتِ امْرَأَةٌ شَاةً، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.

''مرد وزن کا ذبیحہ جائز ہے۔ ذبح کرنے والی عورت خواہ حائضہ ہی ہو، کیونکہ اس کا حیض اس کے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے، ایک عورت نے بکری ذبح کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کا حکم دیا تھا۔''

(مَجموع الفتاوٰی: 234/35)

سوال: کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے؟

جواب: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ.

''آپ میں سے جو بھی برائی دیکھے، وہ اسے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استطاعت نہیں، تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہیں، تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔''

(صحیح مسلم: 49)

❀ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْأَمْرُ عَلَى الْوُجُوبِ؛ لِأَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنْ وَاجِبَاتِ الْإِيمَانِ، وَدَعَائِمِ الْإِسْلَامِ، بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ، وَلَا يُعْتَدُّ بِخِلَافِ الرَّافِضَةِ فِي ذٰلِكَ؛ لِأَنَّهُمْ إِمَّا مُكَفَّرُونَ؛ فَلَيْسُوا مِنَ الْأُمَّةِ، وَإِمَّا مُبْتَدِعُونَ؛ فَلَا يُعْتَدَّ بِخِلَافِهِمْ؛ لِظُهُورِ فِسْقِهِمْ.

''یہ حکم واجب ہے، کیونکہ کتاب وسنت اور اجماع اُمت سے ثابت ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایمان کے واجبات اور اسلام کے بنیادی اور اہم ترین اُمور میں سے ہے۔ اس مسئلہ میں روافض کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ وہ یا تو کافر ہیں، یوں وہ اُمت (اجابت) سے خارج ہیں، یا وہ بدعتی ہیں، کہ ان کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ ان کا فسق بالکل واضح ہے۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: 233/1)

روافض کہتے ہیں کہ مہدی کے ظہور تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں۔ روافض کا مہدی منتظر ایک افسانہ ہے۔

سوال: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا؟

جواب: اس بارے میں کچھ ثابت نہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ وصیت ثابت نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ انہیں رات کو دفن کیا جائے۔

مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہا پر نماز جنازہ پڑھی۔ یہ کہنا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیدہ کے جنازہ میں شریک نہ ہوئے، ثابت نہیں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَها زَوْجُها عَلِيٌّ لَيْلًا، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِها أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْها .

”جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں، تو انہیں ان کے خاوند سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رات ہی دفن کر دیا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر نہ دی۔ نماز جنازہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔“(صحيح البخاري : 4240، صحيح مسلم : 1759)

یہ امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے۔ امام رحمہ اللہ کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔ لہٰذا روایت منقطع ہے۔

❀ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْخَبَرِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَعْلَمْ بِمَوْتِها، وَلَا صَلَّى عَلَيْها، وَلَا شَاهَدَ جَنَازَتَها، بَلِ اللَّائِقُ بِهِمْ، الْمُنَاسِبُ لِأَحْوَالِهِمْ حُضُورُ جَنَازَتِها، وَاغْتِنَامُ بَرْكَتِها، وَلَا تَسْمَعُ أَكَاذِيبَ الرَّافِضَةِ الْمُبْطِلِينَ، الضَّالِّينَ، الْمُضِلِّينَ .

”اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات کی خبر نہ ہوئی، آپ نے سیدہ کا نماز جنازہ نہیں پڑھا اور نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جنازے میں حاضر ہوئے۔ بلکہ تمام صحابہ کرام کے لائق اور شایان شان یہی ہے کہ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے اور ان کی برکت سے مستفید ہوئے تھے۔ روافض کی بہتان بازیوں پر مت جائیے، کہ وہ تو باطل پرست، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: 569/3)

سوال: کیا زہری رحمہ اللہ مدلس ہیں؟

جواب: امام محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بالاتفاق مدلس ہیں۔

❀ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلزُّهْرِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ؛ فَلَعَلَّهٗ دَلَّسَهٗ .

''زہری نے یہ حدیث عروہ سے نہیں سنی، شاید انہوں نے تدلیس کی ہو۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم: 968)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

...... دَلَّسَهٗ بِإِسْقَاطِ اثْنَيْنِ .

''......زہری نے اس سند میں (سلیمان بن ارقم اور یحییٰ بن ابی کثیر) دونوں کا واسطہ گرا کر تدلیس کی ہے۔''

(فتح الباري: 587/11)

سوال: کیا صحابہ کرام ایک دوسرے کی تقلید کرتے تھے؟

جواب: شرع میں تقلید ناجائز اور حرام ہے۔ کسی مسلمان کے لیے تقلید جائز نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے قتال کا ارادہ کیا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے علمی اختلاف کیا، بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں رجوع کرلیا:

وَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ .

”اللہ کی قسم! اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کر دیا تھا، میں بھی جان گیا کہ یہی حق ہے۔“

(صحيح البخاري : 1400، صحيح مسلم : 20)

ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ ان کے لیے ایسا کرنا ہرگز ممکن نہیں تھا، کیونکہ تقلید مذموم ہے اور بالا جماع جہالت وضلالت ہے۔

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

يَعْنِي بِمَا ظَهَرَ لَهُ مِنْ حُجَّتِهٖ عَلَيْهِ وَبَيَّنَهُ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ، لَا أَنَّ عُمَرَ قَلَّدَهُ وَاعْتَقَدَ عِصْمَتَهُ كَمَا يَذْهَبُ إِلَيْهِ الرَّوَافِضُ مِنْ عِصْمَةِ الْإِمَامِ وَيَحْتَجُّ بِمِثْلِ هٰذَا .

”یعنی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دلیل اور بیان سے (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر ہو گیا۔) اس لیے نہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تقلید کی اور انہیں معصوم جانا، جیسا کہ روافض ائمہ کی عصمت کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ اس جیسی روایات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔“

(إكمال المُعلم بفوائد مسلم :244/1)

❁ علامہ ابن رسلان رحمہ اللہ (۸۴۴ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْمُجْتَهِدَ لَا يُقَلِّدُ الْمُجْتَهِدَ، وَزَعَمَتِ الرَّافِضَةُ أَنَّ عُمَرَ وَافَقَ أَبَا بَكْرٍ تَقْلِيدًا وَبَنَوْهُ عَلٰى مَذْهَبِهِمِ الْفَاسِدِ فِي وُجُوبِ عِصْمَةِ الْأَئِمَّةِ، وَهٰذِهٖ جِهَالَةٌ مِنْهُمْ ظَاهِرَةٌ.

''مجتہد مجتہد کی تقلید نہیں کرتا۔ روافض کا خیال ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تقلید کی۔ روافض ائمہ کی عصمت کے وجوب پر اس روایت کو اپنے فاسد مذہب کی دلیل بناتے ہیں، یہ ان کی واضح جہالت ہے۔''

(شرح سنن أبي داود : 427/7)

سوال: کیا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے عقائد اہل سنت والے تھے؟

جواب: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) اہل سنت کے معتبر مفسر، مؤرخ اور محدث تھے۔ آپ عقائد اہل سنت کا پرچار کرنے والے اور سلف امت کے نظریات کے حامل تھے، اہل سنت کے منہج پر قائم تھے، جس کی گواہی ان کی اپنی تصانیف دیتی ہیں۔

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م: ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لٰكِنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ يَتَكَلَّمُونَ بِعِلْمٍ وَّعَدْلٍ، وَيُعْطُونَ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهٗ.

''اہل سنت علم اور عدل کے ساتھ کلام کرتے ہیں اور ہر حق دار کو اس کا حق دیتے ہیں۔''

(منهاج السّنّة : 358/4)

✿ نیز فرماتے ہیں:

مَنْ سَلَكَ سَبِيلَ أَهْلِ السُّنَّةِ اسْتَقَامَ قَوْلُهٗ، وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ وَالِاسْتِقَامَةِ وَالِاعْتِدَالِ، وَإِلَّا حَصَلَ فِي جَهْلٍ وَّكَذِبٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَّتَنَاقُضٍ كَحَالِ هٰؤُلَاءِ الضُّلَّالِ .

''جو اہل سنت کے طریقہ پر چلا، اس کا قول درست ہوگا اور وہ حق، استقامت اور اعتدال والا ہوگا۔ جو اہل سنت کے راستہ پر نہ چلا، وہ جہالت، جھوٹ اور تناقض کا شکار ہو جائے گا جیسا کہ ان گمراہوں کی حالت ہے۔''

(مِنهاج السّنّة : 313/4)

① سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتّٰى يَمْضِيَ فِيهِمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، قَالَ : ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَ عَلَيَّ، قَالَ : فَقُلْتُ لِأَبِي : مَا قَالَ؟ قَالَ : كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ .

''نظام کائنات اس وقت تک ختم نہیں ہوسکتا جب تک بارہ خلیفہ نہ ہو جائیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آہستہ سی بات کی میں نہ سن سکا، میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا کہ کیا بات کی ہے؟ کہنے لگے: یہ کہ سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔''

(صحيح البخاري : ٧٢٢٢، صحيح مسلم : ١٨٢١، واللفظ لهٗ)

مؤرخ اسلام، مفسر قرآن، امام اہل سنت، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اس امت میں بارہ نیک وصالح خلفا ہوں گے، جو زمین پر عدل وانصاف قائم کریں گے۔ اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ پے در پے ہوں گے اور ان کا دور بھی تسلسل کے ساتھ ہوگا، بلکہ ان میں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چار تو لگا تار ہو چکے ہیں، ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم۔ ائمہ کے نزدیک بلاشبہ ان میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور بنو عباس کے بعض خلفا بھی شامل ہیں۔ قیامت کا ظہور تب تک نہیں ہوگا، جب تک ان بارہ کی خلافت نہ گزر جائے۔ لگتا ہے کہ (محمد بن عبداللہ) مہدی بھی ان میں ایک ہوں گئے، جن کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ ان کا نام میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام اور باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، جیسے وہ ظلم وزیادتی سے اٹا اٹ بھری ہوئی ہوگی۔ یہ مہدی شیعوں کا امام منتظر نہیں ہے کہ ان کا گمان ہے کہ وہ ''سامراء نامی غار میں روپوش ہے۔ یہ کلی طور پر بے حقیقت بات ہے۔ بلکہ یہ بے ہودہ عقلوں کا خبطی پن اور کمزور توہمات ہیں۔ ان بارہ اماموں سے شیعہ کے بارہ امام مراد نہیں ہیں، جن کے متعلق اثنا عشریہ روافض اعتقادات رکھتے ہیں۔ یہ سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ تورات میں اسماعیل علیہ السلام کی اوران کی نسل سے بارہ عظیم خلفا کی بشارت بیان کی گئی ہے۔ یہ وہی بارہ خلفا ہیں جن کا ذکر عبداللہ بن مسعود اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم کی حدیث میں موجود ہے۔ یہودیوں سے مسلمان ہونے والے بعض جاہلوں کو جب شیعہ حضرات ملے، تو ان رافضیوں نے انہیں وہم ڈالا کہ یہ بارہ خلفا ہمارے بارہ امام ہیں، تو ان سے کئی ایک اپنی جہالت، پگلے پن، کم علمی اور حدیث رسول سے ناواقفیت کی بنا پر شیعہ مذہب قبول کرلیا۔''

(تفسیر ابن کثیر : ٣/٦٥، ٦٦)

نیز فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس حدیث کا مفہوم ہے کہ اس امت میں بارہ پارسا و عادل خلیفہ ہوں گے۔ یہ شیعہ کے مذعوم بارہ ائمہ نہیں ہیں، کیوں کہ ان میں اکثر کو تو کوئی اقتدار ملا ہی نہیں، جب کہ یہ خلیفہ تو قریش میں ہوں گے۔ خلافت ملتے ہی عدل قائم کریں گے۔ ان کی بشارت سابقہ کتب میں بھی موجود ہے۔ پھر ان کے متعلق یہ بھی شرط نہیں کہ یہ لگاتار ہوں گے، بل کہ بعض تسلسل سے اور بعض انقطاع کے ساتھ۔ لگارتار خلیفہ بننے والوں میں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ پھر ایک وقفہ کے بعد جس کا اللہ نے چاہا، ظہور فرما دیا۔ باقیوں کے اوقاتِ ظہور کا حقیقی علم اللہ کے پاس ہے۔ ان بارہ میں مہدی بھی شامل ہیں کہ جن کا نام و کنیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام و کنیت کے مطابق ہوگی، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، جیسے ظلم و تشدد سے بھری ہوئی ہوگی۔''

(تفسیر ابن کثیر : ٧٨/٦)

② فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَالِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾(سورة التوبة : ١٠٠)

''ایمان میں سبقت و اولیت حاصل کرنے والے مہاجرین و انصار اور احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ ابدالآباد تک ان کے لیے ایسے باغات کا انتظام کیا ہے، جن کے نیچے دریا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاری ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ عظیم و کریم نے اس آیت کریمہ میں خبر دی ہے کہ وہ ایمان میں سبقت و اولیت حاصل کرنے والے مہاجرین وانصار اور احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں سے راضی ہو گیا ہے۔ افسوس اس پر جو تمام صحابہ کرام سے بغض رکھتا ہے اور انہیں سب وشتم کا نشانہ بناتا ہے یا بعض نفوس قدسیہ پر ہی اکتفا کرتا ہے۔ خاص کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کے سردار، افضل الصحابہ اور پسندیدہ ترین ہستی میری مراد صدیق اکبر، خلیفۂ اعظم ابوبکر بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہما کو شیعہ کا ایک ذلیل وقبیح گروہ اپنے بغض وعناد اور سب وشتم کا نشانہ بناتا ہے۔ العیاذ باللہ! اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی عقلیں ٹیڑی ہیں اور دل الٹے ہیں۔ اللہ کی پسندیدہ شخصیات سے بغض رکھتے ہیں، ان کا قرآن پر کیسے ایمان ہوسکتا ہے؟ اہل سنت تو ہر اس سے راضی ہے، جن سے اللہ راضی ہے۔ ہر اس کو برا کہتے ہیں، جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے برا کہا، اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔ یہ متبع سنت ہیں، بدعتی نہیں، قرآن و حدیث کی پیروی کرتے ہیں، بدعات جاری نہیں کرتے۔ اس بنا پر یہ اللہ کا گروہ ہیں، فوز وفلاح ان کا مقدر ہے اور یہی اللہ کے مومن بندے ہیں۔“

(تفسیر ابن کثیر: ٢٠٣/٤)

③ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا﴾(سورة الأحزاب : ٥٨)

''جنہوں نے مومنین اور مومنات کو ایسے بہتان لگا کر تکلیف دی، جن کے وہ مرتکب ہی نہیں ہوئے، تو ان لوگوں نے بہتان بازی کی اور کھلم کھلا گناہ کمایا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مومنین اور مؤمنات پر عیب جوئی اور تنقیص کی غرض سے ان کے متعلق وہ کچھ نقل کرنا، جو انہوں نے کیا ہی نہیں، واضح بہتان ہے۔ اس وعید کے مصداق اکثر تو اللہ و رسول کے منکر ہیں، پھر وہ روافض، جو صحابہ کرام کی شان میں تنقیص کرتے ہیں، ان پر وہ عیب لگاتے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں پروانہ براءت دے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار صحابہ کرام سے اپنی رضا کا اعلان کیا ہے اور قرآن میں ان کی مدح و ستائش کی ہے، لیکن یہ بدبخت جاہل انہیں گالیاں دیتے ہیں، ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور ان پاکباز ہستیوں کی بابت ایسے ایسے کام منسوب کرتے ہیں، جن کا انہیں پتا بھی نہیں۔ دراصل ان کے دل ٹیڑھے ہیں، ممدوحین کی مذمت کرتے ہیں اور مذمومین کی مدح کرتے ہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر : ٦/٤٨٠، ٤٨١)

④ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیتوں کے خالص اور اعمال کے اچھے تھے۔ ہر دیکھنے والے کو ان کی ہیئت و صورت اور ہدایت خوب بھائے گی۔۔۔۔﴿ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ﴾ ''ان کی مثالیں تورات میں موجود ہیں'' پھر فرمایا: ﴿وَمَثَلُهُمْ فِي

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوقِهِ﴾ ''انجیل میں بھی ان کا تذکرۂ خیر موجود ہے۔ان کی مثال ایسی کھیتی کی مانند ہے، جو انگوریاں نکال کر انہیں مضبوط و گنی کرتی ہے اور تناور ہو جاتی ہے۔'' نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایسے ہی تھے، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی نصرت و تائید کی اور آپ کی ڈھارس بندھائی، صحابہ کرام آپ ﷺ کے ساتھ ایسے رہے، جیسے بالیاں کھیتی کے ساتھ ہوتی ہیں۔ پھر فرمایا: ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ ''تاکہ ان کے ذریعے کفار کو غیظ و غضب کا شکار کر دے۔''...فضائل صحابہ اور ان کی لغزشوں میں تعرض کرنے کی ممانعت میں بہت سی احادیث ہیں۔انہیں اللہ کی تعریف و رضا کافی ہے۔پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والے اور نیک و صالح اعمال کرنے والوں سے مغفرت اور اجر جزیل کا وعدہ کیا ہے۔'' اس آیت کریمہ میں حرف 'من' بیان جنس کے لیے ہے۔مغفرت میں گناہوں کی معافی اور اجر عظیم میں اجر جزیل اور عزت کی روزی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق اور سچ ہے،اس میں خلاف ورزی اور تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنے والے کے لیے بھی یہی وعدہ ہے۔البتہ صحابہ کے لیے خصوصی فضیلت و سبقت اور کمال ہے، جو بعد والوں میں سے کسی کے حصے میں نہیں آسکتا۔اللہ صحابہ کرام سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں، نیز اللہ تعالیٰ نے ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس بنا دیا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر ابن کثیر : ۳۶۲/۷، ۳۶۳)

نیز فرمایا:

”روافض مقتل حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کرتے ہیں کہ اس روز جس پتھر کو بھی الٹا کیا جاتا، نیچے تازہ خون نظر آتا، سورج بے نور ہو گیا، افق زرد ہو گیا اور پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ یہ تمام باتیں بے بنیاد ہیں۔ یقیناً یہ شیعہ کا لچر پن اور جھوٹ ہے۔ تاکہ اس واقعہ کو ہوا دیں، اگرچہ یہ سانحہ بہت عظیم ہے، لیکن جو جھوٹ انہوں نے گھڑ لیے ہیں، وہ تو وقوع پذیر نہیں ہوا۔ جب کہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ تو اس سے بڑا سانحہ ہے، لیکن ان کے ذکر کردہ جھوٹ موٹ کا واقع ہونا ثابت نہیں۔ ان کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ، جو بالاجماع ان سے افضل ہیں، بھی رتبہ شہادت نوش فرما گئے، لیکن جو شیعہ نے ذکر کیا وہ تو اس دن بھی واقع نہیں ہوا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیجئے کہ جو محصور اور مظلوم شہید کر دیے گئے، ان کے یوم شہادت ان میں سے کچھ بھی رونما نہیں ہوا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ محراب میں دوران نماز فجر منصب شہادت پر فائز ہوئے، یوں لگا جیسے مسلمانوں پر اس سے بڑی کبھی مصیبت آئی ہی نہیں، لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ سب کو چھوڑیے دنیا و آخر میں پوری انسانیت کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات والے دن وہ کچھ نہیں ہوا، جو شیعہ یوم شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے دن بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وفات والے دن سورج گرہن لگ گیا، لوگوں نے کہا: ابراہیم کی وفات نے سورج کو بھی بے نور کر دیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھا کر خطبہ دیا اور فرمایا: قمرین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سورج اور چاند) کو کسی کی موت یا حیات سے گرہن نہیں لگتا۔''

(تفسير ابن كثير : ٧/٢٥٥)

آپ رحمہ اللہ ہی لکھتے ہیں:

''اس (سورت القدر) میں اس بات کی دلیل ہے جس کی طرف ہم توجہ دلا چکے ہیں۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ لیلۃ القدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی تا قیامت ہر سال ہوگی، نہ کہ جیسے شیعہ کے بعض فرقوں کا گمان ہے کہ یہ کلی طور پر ختم کر دی گئی۔ شیعہ یہ مفہوم ایک حدیث نبوی سے اخذ کرتے ہیں کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو یہ اٹھا لی گئی، یقیناً تمہارے لیے اس میں خیر ہے۔'' جب کہ اس کا درست مفہوم یہ ہے کہ اس کا معین وقت اٹھا لیا گیا۔ نیز اس سورت میں اس بات دلیل بھی ملتی ہے کہ لیلۃ القدر کا وقوع صرف ماہِ رمضان کے ساتھ خاص ہے۔''

(تفسير ابن كثير : ٨/٤٤٦)

⑤ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ہی لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قولا وفعلا ہر دو طرح موزوں پر مسح کرنا متواتر ثابت ہے جیسا کہ ہماری کتاب ''الاحکام الکبیر'' میں مسح، وقتِ مسح، مسح کی انتہا اور ان سے متعلقہ احکامات کی مکمل تفصیل سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اپنے مقام پر اس پر سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ روافض نے بغیر کسی دلیل کے جہالت وضلالت کی بنا پر ان تمام احکام کی مخالفت مول لی ہے، حالاں کہ صحیح مسلم میں سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح ثابت ہے، اسی طرح بخاری ومسلم میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی نکاح متعہ کی ممانعت بھی ثابت ہے، جب کہ شیعہ حضرات اسے جائز سمجھتے ہیں۔اسی طرح یہ آیت پاؤں کودھونے کے وجوب پر دال ہے، اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ قرآنی نص کے موافق عمل کرنا ثابت ہے، جب کہ روافض اس سب کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کا دامن دلائل صحیحہ سے خالی ہے۔اسی طرح روافض ٹخنوں کے متعلق ائمہ اہل سنت کی مخالفت کرتے ہیں۔ان کے نزدیک کعبین (ٹخنے) پاؤں کی اوپر والی ہڈی کو کہتے ہیں،لہٰذا ہر پاؤں میں ایک کعب (ٹخنہ) ہے۔جب کہ جمہور کے نزدیک کعبین (ٹخنے) پنڈلی اور پاؤں کے ملنے والی جگہ پر ابھری ہوئی دو ہڈیوں کو کہتے ہیں۔ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا :'میرے علم کے مطابق اس کا کوئی بھی مخالف نہیں کہ جن کعبین کو اللہ تعالیٰ نے وضو کے متعلق ذکر کیا ہے ان سے مراد دو ابھری ہوئی ہڈیاں ہیں اور یہ پنڈلی اور پاؤں کے ملنے والی جگہ میں ہوتی ہیں۔'لہٰذا ائمہ اہل سنت کے نزدیک ہر پاؤں میں دو 'کعب' ہوتی ہیں،لوگوں میں بھی یہی معروف ہے،سنت میں بھی یہی ثابت ہے، نیز بخاری و مسلم میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے دورانِ وضو اپنے دائیں پاؤں کو کعبین (ٹخنوں) سمیت دھویا اور اسی طرح بائیں پاؤں کو دھویا۔''

(تفسیر ابن کثیر : ۳/۵۸۔۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرجہ ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ .

”اللہ تعالیٰ اوڑھنی کے بغیر بالغہ عورت کی نماز قبول نہیں کرتے۔“

(مسند الإمام أحمد : 150/6، 218، سنن أبي داوٗد : 641، سنن الترمذي : 377، سنن ابن ماجه : 665)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“ کہا ہے، امام ابن الجارود (173)، امام ابن خزیمہ (775)، امام ابن حبان (1711)، حافظ ابن ملقن رحمہم اللہ (البدر المنير : 155/4) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (251/1) نے ”امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح“ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

جواب: روایت ضعیف ہے۔ اس روایت کا مرسل ہونا صحیح ہے۔ محمد بن سیرین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں کیا۔ ابن سیرین اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان صفیہ بنت حارث کا واسطہ ذکر کرنا درست نہیں۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کے مرسل ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔

(عِلَل الدّارقطني : 3780)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي فِي شُعُرِنَا، أَوْ فِي لُحُفِنَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اوڑھنی یا لحاف میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد : 367، سنن الترمذي : 600، سنن النسائي : 5368)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2336) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (252/1) نے اسے امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

جواب: روایت منکر ہے۔ اشعث بن عبد الملک کی اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سخت منکر قرار دیا ہے۔

(العِلَل ومعرفة الرّجال برواية ابنه عبد اللّٰه : 5982)

سوال: مندرجہ ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُمِرَ بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ أَنْ يُضْرَبَ فِي قَبْرِهٖ مِائَةَ جَلْدَةٍ، فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُ وَيَدْعُو حَتّٰى صَارَتْ جَلْدَةً وَاحِدَةً، فَجُلِدَ جَلْدَةً وَاحِدَةً، فَامْتَلَأَ قَبْرُهٗ عَلَيْهِ نَارًا، فَلَمَّا ارْتَفَعَ عَنْهُ قَالَ : عَلَامَ جَلَدْتُمُونِي؟، قَالُوا : إِنَّكَ صَلَّيْتَ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَمَرَرْتَ عَلٰى مَظْلُومٍ فَلَمْ تَنْصُرْهُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے متعلق حکم دیا گیا کہ اسے قبر میں سو کوڑے لگائے جائیں، تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور التجائیں کرنے لگا، جس کے نتیجہ میں اس کی سزا ایک کوڑا ہو گئی، اسے ایک کوڑا لگایا گیا اور قبر آگ سے بھر گئی، جب عذاب ختم ہو گیا، تو اس نے پوچھا: تم نے مجھے کوڑے کیوں مارے؟ تو فرشتوں نے کہا: تو نے ایک نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی اور تو مظلوم کے پاس سے گزرا تھا، مگر اس کی مدد نہیں کی۔''

(شرح مشكل الآثار للطّحاوي: 3185، أمالي ابن سمعون: 212)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔ حفص بن سلیمان القاری ''متروک الحدیث'' ہے۔ شرح معانی الآثار میں ''حفص بن سلیمان'' کی تصحیف ''جعفر بن سلیمان'' سے ہوئی ہے۔

سوال: کیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس پر صحیح احادیث اور آثار صحابہ و تابعین دلالت کناں ہیں۔ جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں بکری کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: جی ہاں! اس نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں!، اس نے پوچھا: کیا میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔''

(صحيح مسلم: 360)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ .

''ہم (صحابہ کرام) اونٹ کے گوشت (کھانے) سے وضو کرتے تھے، لیکن بکریوں کے گوشت سے وضو نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :36/1 ، ح : 517، وسنده صحيحٌ)

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا: میں اونٹوں کے بارے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ فرمایا: جی ہاں!، پوچھا: کیا میں بکریوں کے بارے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: جی ہاں!، پوچھا: کیا میں ان کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ فرمایا: نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 288/4، سنن أبي داوٗد : 184، سنن التّرمذي :81، سنن ابن ماجه : 494، السّنن الكبرٰى للبيهقي :159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (سنن ترمذی، تحت حدیث : ۸۱) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۲)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۲۸) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۲۶) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ اعمش رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ للبیہقی (۱/۱۵۹) میں سماع کی تصریح کی ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق بن راہویہ رحمہما اللہ کا یہی مذہب ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(سنن التّرمذي تحت الحديث :81)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن احادیث میں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹنے کا ذکر ہے، انہیں منسوخ قرار دینا درست نہیں، بعض نے منسوخیت پر مندرجہ ذیل روایت پیش کی ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ پر پکی چیز کھا کر وضو نہیں کیا۔''

(سنن أبي داوٗد: 192، سنن النّسائي: 185)

یہ روایت ضعیف و مضطرب ہے۔

① محمد بن منکدر نے یہ حدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی۔ بعض سندوں میں سماع کی صراحت غلطی ہے۔

(التاريخ الأوسط للبخاري: 178/2)

❀ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعِ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ جَابِرٍ إِنَّمَا سَمِعَهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ.

''محمد بن منکدر نے یہ حدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی، بلکہ عبد اللہ بن محمد بن عقیل (ضعیف) سے سنی ہے۔''

(التّلخيص الحبير لابن حجر: 329/1)

② شعیب بن ابی حمزہ کا وہم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُضْطَرِبُ الْمَتْنِ ...... وَيَحْتَملُ أَنْ يَكُونَ شُعَيبٌ حدَّث بِهٖ مِنْ حِفظِهٖ؛ فوَهِمَ فِيهِ .

''اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے۔...... ممکن ہے کہ شعیب بن ابی حمزہ نے یہ حدیث حافظے سے بیان کی ہو اور وہم کا شکار ہو گئے ہوں۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم، الرقم : 168)

❁ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ آخِرَ أَمْرَيْهِ لَحْمًا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت تناول فرمایا، پھر نماز پڑھی، وضو نہیں کیا۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 234/19، ح :521)

سند ضعیف ہے۔

① یونس بن ابی خلدہ ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۶۵۰/۷'' میں ذکر کیا ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''غیر معروف'' قرار دیا ہے۔

(المهذّب في اختصار السّنن :158/1)

② یونس بن ابی خلدہ کا سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کے متعلق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پوچھا گیا، تو فرمایا: نہیں۔

(صحیح البخاري : 5457)

پہلے پہل آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا تھا، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا، البتہ اونٹ کے گوشت کا حکم باقی رہا۔

❁ مذکورہ حدیث کے متعلق حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ عَامٌّ وَّحَدِيثُ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ خَاصٌّ وَالْخَاصُّ مُقَدَّمٌ عَلَى الْعَامِّ .

''یہ حدیث عام ہے اور اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹنے والی حدیث خاص ہے، خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔''

(شرح مسلم : 49/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا الْمَذْهَبُ أَقْوَى دَلِيلًا .

''(اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔) یہ مذہب دلیل کے اعتبار سے قوی ترین ہے۔''

(شرح مسلم : 49/4)

❁ علامہ دمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ الْمُخْتَارُ الْمَنْصُورُ مِنْ جِهَةِ الدَّلِيلِ .

''مختار اور دلیل کے اعتبار سے مضبوط بات یہی ہے (کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(حياة الحَيوان :280/1)

❀ علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مَذْهَبٌ قَوِيٌّ مِنْ حَيْثُ الدَّلِيلِ .

”دلیل کے اعتبار سے یہی مذہب قوی ہے (کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے)۔“

(التّعليق المُمجّد، ص 60)

نیز فرماتے ہیں:

اِخْتَارَ بَعْضُهُمْ أَنَّ الْوُضُوءَ فِي أَحَادِيثِ الْأَمْرِ مَحْمُولٌ عَلٰى غَسْلِ الْيَدَيْنِ، وَهُوَ قَوْلٌ بَاطِلٌ .

”بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ جن احادیث میں اونٹ کے گوشت سے وضو کا حکم دیا گیا ہے، اس سے مراد ہاتھوں کو دھونا ہے، جبکہ یہ قول باطل ہے۔“

(التّعليق المُمجّد، ص 60)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ .

”(یہ کہنا کہ یہاں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے) اس کی کوئی حیثیت نہیں۔“

(التّمهيد : 352/3)

سوال: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ روافض کے متعلق کیا رائے رکھتے تھے؟

جواب: روافض اہل کذب وجہل ہیں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَلْقَوْمُ مِنْ أَكْذَبِ النَّاسِ فِي النَّقْلِيَّاتِ، وَمِنْ أَجْهَلِ النَّاسِ فِي الْعَقْلِيَّاتِ، يُصَدِّقُونَ مِنَ الْمَنْقُولِ بِمَا يَعْلَمُ الْعُلَمَاءُ بِالِاضْطِرَارِ أَنَّهٗ مِنَ الْأَبَاطِيلِ، وَيُكَذِّبُونَ بِالْمَعْلُومِ مِنَ الِاضْطِرَارِ الْمُتَوَاتِرِ أَعْظَمَ تَوَاتُرٍ فِي الْأُمَّةِ جِيلًا بَعْدَ جِيلٍ، وَلَا يُمَيِّزُونَ فِي نَقَلَةِ الْعِلْمِ، وَرُوَاةِ الْأَحَادِيثِ، وَالْأَخْبَارِ بَيْنَ الْمَعْرُوفِ بِالْكَذِبِ، أَوِ الْغَلَطِ، أَوِ الْجَهْلِ بِمَا يُنْقَلُ، وَبَيْنَ الْعَدْلِ الْحَافِظِ الضَّابِطِ الْمَعْرُوفِ بِالْعِلْمِ بِالْآثَارِ.

”روافض نقلیات میں سب سے جھوٹے ہیں اور عقلیات میں سب سے بڑھ کر جاہل ہیں۔ ایسی باتوں کی تصدیق کر دیتے ہیں، جنہیں اہل علم صریح باطل سمجھتے ہیں اور نسلا بعد نسل متواتر اور قطعی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ یہ علم کے ناقلین، احادیث اور اخبار میں معروف کذاب، سیء الحفظ اور اپنے روایت سے جاہل رواۃ کے مابین اور عادل، حافظ، ضابط اور معروف محدثین کے مابین تمیز نہیں کرتے۔“ (منهاج السنة :8/1)

① امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتَ رَجُلًا يَّذْكُرُ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسُوءٍ فَاتَّهِمْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ.

”اگر آپ کسی شخص کو کسی صحابی کی برائی کرتے سنیں، تو آپ اس کے اسلام پر تہمت لگا دیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مناقب الإمام أحمد لابن الجوزي، ص 209، وسندہٗ حسنٌ)

② **نیز فرماتے ہیں:**

مَنْ شَتَمَ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعَائِشَةَ مَا أَرَاهُ عَلَى الْإِسْلَامِ .

”جو سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہے، میں انہیں اسلام پر نہیں سمجھتا۔“ (الصارم المسلول لابن تیمیة، ص 571)

③ **سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے والے کے متعلق فرمایا:**

هٰذَا زَنْدَقَةٌ . **”یہ زندیق (بے دین) ہے۔“**

(الصّارم المسلول لابن تیمیة، ص 571)

④ **امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ میرا ماموں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کرتا ہے، میں کبھی کبھار اس کے ساتھ کھانا کھا لیتا ہوں، تو امام صاحب نے فوراً فرمایا:**

لَا تَأْكُلْ مَعَهٗ . **”اس کے ساتھ کھانا مت کھائیے۔“**

(السنّة للخلال: 350/1، وسندہٗ صحیحٌ)

⑤ **امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

لَا يُصَلّٰى خَلْفَ الرَّافِضِيِّ إِذَا كَانَ يَتَنَاوَلُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”جو رافضی اصحاب رسول کو برا بھلا کہتا ہو، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔“

(سیرة الإمام أحمد لصالح بن أحمد، ص 75)

⑥ **امام اہل سنت فرماتے ہیں:**

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَنْ شَتَمَ أَخَافُ عَلَيْهِ الْكُفْرَ مِثْلُ الرَّوَافِضِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ شَتَمَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَأْمَنُ أَنْ يَّكُونَ قَدْ مَرَقَ عَنِ الدِّينِ.

''مجھے (صحابہ کو) برا بھلا کہنے والے کے کافر ہونے کا خدشہ ہے، جیسا کہ روافض ہیں۔ جو اصحاب رسول کو برا بھلا کہے، ہمیں اس کے دین سے نکل جانے کا خدشہ ہے۔'' (السنّة للخلال: 389/1)

⑦ یوسف بن موسیٰ قطان اور علی بن عبدالصمد رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ جَارٍ لَّنَا رَافِضِيٍّ يُّسَلِّمُ عَلَيَّ، أَرُدُّ عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا.

''میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ ہمارا ایک رافضی پڑوسی ہے، جو مجھے سلام کہتا ہے، کیا میں اس کے سلام کا جواب دوں؟ فرمایا: نہیں۔''

(السنة للخلال: 389/1)

⑧ امام ہارون بن عبداللہ بزاز رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا:

جَاءَ نِي كِتَابٌ مِّنَ الرَّقَّةِ أَنَّ قَوْمًا قَالُوا: لَا نَقُولُ: مُعَاوِيَةُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، فَغَضِبَ وَقَالَ: مَا اعْتِرَاضُهُمْ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ، يُجْفَوْنَ حَتّٰى يَتُوبُوا.

''مجھے ''رقہ'' علاقے سے خط آیا کہ ایک گروہ نے کہا ہے: ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''خال المومنین'' (مومنوں کے ماموں) نہیں سمجھتے، تو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غصے ہوئے اور فرمایا: اس لقب پر انہیں آخر اعتراض کیا ہے؟ ایسے لوگوں سے بائیکاٹ کیا جائے، تا آنکہ وہ توبہ کرلیں۔"

(السنّة للخلال: 658، وسندہٗ صحیحٌ)

⑨ ابوحارث احمد بن محمد صائغ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَجَّهْنَا رُقْعَةً إِلٰى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ: مَا تَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ فِيمَنْ قَالَ: لَا أَقُولُ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَاتِبُ الْوَحْيِ، وَلَا أَقُولُ: إِنَّهُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهُ أَخَذَهَا بِالسَّيْفِ غَصْبًا؟ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: هٰذَا قَوْلُ سَوْءٍ رَدِيءٌ، يُجَانَبُونَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ، وَلَا يُجَالَسُونَ، وَنُبَيِّنُ أَمْرَهُمْ لِلنَّاسِ.

"ہم نے ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ آپ ایسے شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں، جس کا دعویٰ ہو کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی نہیں مانتا اور نہ ہی انہیں خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں) تسلیم کرتا ہوں، انہوں نے بزور شمشیر خلافت غصب کی؟ فرمایا: یہ بات انتہائی بری اور ناقابل التفات ہے، ایسوں سے کنارہ کشی کی جائے، ان کی مجلس اختیار نہ کی جائے اور ان کی گمراہیاں عوام الناس میں بیان کی جائیں۔"

(السّنّة لأبي بكر بن الخلّال: 659، وسندہٗ حسنٌ)

سوال: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ الْكُفَّارُ يُغَاظُونَ بِهِمْ فَمَنْ غِيظَ بِهِمْ فَقَدْ شَارَكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْكُفَّارَ فِيمَا أَذَلَّهُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَأَخْزَاهُمْ وَكَبَتَهُمْ عَلٰى كُفْرِهِمْ وَلَا يُشَارِكُ الْكُفَّارَ فِي غَيْظِهِمُ الَّذِينَ كَبَتُوا بِهٖ جَزَاءً لِكُفْرِهِمْ إِلَّا كَافِرٌ لِأَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَكْبِتُ جَزَاءً لِلْكُفْرِ، يُوْضِحُ ذٰلِكَ أَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى : ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ تَعْلِيقٌ لِلْحُكْمِ بِوَصْفٍ مُّشْتَقٍّ مُنَاسِبٍ لِأَنَّ الْكُفْرَ مُنَاسِبٌ لِأَنْ يُغَاظَ صَاحِبُهٗ فَإِذَا كَانَ هُوَ الْمُوْجِبُ لِأَنْ يَغِيظَ اللّٰهُ صَاحِبَهٗ بِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَمَنْ غَاظَهُ اللّٰهُ بِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَقَدْ وَجَدَ فِي حَقِّهٖ مُوْجِبَ ذَاكَ وَهُوَ الْكُفْرُ .

’’جب کفار کو صحابہ کے ذریعہ غیظ وغضب کا شکار کیا جاتا ہے۔ پس جو صحابہ کی وجہ سے غیظ وغضب میں مبتلا ہو، تو وہ کفار کے ساتھ اُس ذلت، رسوائی اور غم میں شریک ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے کفر کی وجہ سے مبتلا کیا ہے۔ کفار جس غیظ وغضب کے ساتھ اپنے کفر کی بدولت رسوا ہوئے، اس میں ان کا شریک کافر ہی ہوسکتا ہے، کیونکہ مومن کفر کی بدولت رسوا نہیں ہوتا۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ ’’تاکہ ان (صحابہ) کے ذریعہ کفار کو غیظ وغضب میں مبتلا کرے۔‘‘ میں حکم (یعنی کافر ہونے) کو مشتق مشترک علت (غیظ) کے ساتھ معلق کیا گیا ہے، کیونکہ کفر ہی غیظ وغضب میں مبتلا ہونے کی علت ہے۔ تو جب غیظ وغضب میں مبتلا ہونے کا سبب کفر ہے، تو جس کو اللہ تعالیٰ اصحاب محمد ﷺ کے وجہ سے غیظ وغضب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا کیا، تو اس نے اپنے متعلق اس کا موجب پا لیا اور وہ کفر ہے۔''

(الصّارم المَسلول، ص 579)

❁ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ تَنَقَّصَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ كَانَ فِي قَلْبِهٖ عَلَيْهِمْ غِلٌّ فَلَيْسَ لَهٗ حَقٌّ فِي فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ .

''جس نے اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی صحابی کی شان میں تنقیص کی یا دل میں ان کے متعلق کینہ رکھا، تو مسلمانوں کے مال فے میں اس کا کوئی حق نہیں۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 327/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا أَحْسَنَ مَا اسْتَنْبَطَ الْإِمَامُ مَالِكٌ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ : أَنَّ الرَّافِضِيَّ الَّذِي يَسُبُّ الصَّحَابَةَ لَيْسَ لَهٗ فِي مَالِ الْفَيْءِ نَصِيبٌ لِعَدَمِ اتِّصَافِهٖ بِمَا مَدَحَ اللّٰهُ بِهٖ هٰؤُلَاءِ .

''اس آیت سے امام مالک رحمہ اللہ نے کیا خوب استنباط کیا ہے! کہ جو رافضی صحابہ کو برا بھلا کہتا ہے، اس کا مال فے میں کوئی حصہ نہیں، کیونکہ اس میں وہ وصف نہیں ہوتا، جو وصف اللہ تعالیٰ نے ان (مال فے کے مستحق مومنوں) کا بیان فرمایا ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 73/8)

❁ امام عبداللہ بن ادریس اودی رحمہ اللہ (۱۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ أَنَّ الرُّومَ سَبَوْا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الرُّومِ إِلَى الْحِيلَةِ ثُمَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رَدَّهُمْ رَجُلٌ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ عَلٰى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ ذٰلِكَ .

''اگر رومی لوگ، روم سے حیلہ تک کے تمام مسلمانوں کو قیدی بنالیں، پھر ایک ایسا شخص، جس کے دل میں اصحاب محمد ﷺ کے متعلق ذرا بھی بغض ہو، تمام مسلمانوں کو آزاد کرادے، تو بھی اللہ تعالیٰ اس کا یہ عمل قبول نہیں کرے گا۔''

(السنّة للخلّال : 759، وسندہٗ صحیحٌ)

۞ امام حمیدی رحمہ اللہ (۲۱۹ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ نُؤْمَرْ إِلَّا بِالِاسْتِغْفَارِ لَهُمْ، فَمَنْ سَبَّهُمْ أَوْ تَنَقَّصَهُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَلَيْسَ عَلَى السُّنَّةِ، وَلَيْسَ لَهٗ فِي الْفَيْءِ حَقٌّ .

''ہمیں صحابہ کے حق میں صرف استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا جس نے تمام صحابہ کو برا بھلا کہا اور ان کی شان میں تنقیص کی یا کسی ایک صحابی کے متعلق ایسا کیا، تو وہ سنت (اسلامی طریقے) پر نہیں ہے اور اس کا مال فے میں کوئی حق نہیں۔''

(رسالة أصول السنّة، ملحقا بآخر مسنده، ص 546)

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ شَتَمَ أَخَافُ عَلَيْهِ الْكُفْرَ مِثْلَ الرَّوَافِضِ، وَمَنْ شَتَمَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَأْمَنُ أَنْ يَكُونَ قَدْ مَرَقَ عَنِ الدِّينِ .

''جو (صحابہ کو) برا بھلا کہے، مجھے اس پر کفر کا خدشہ ہے، جیسے روافض ہیں۔ جس نے اصحاب پیغمبر ﷺ کو برا بھلا کہا، مجھے اس کے متعلق خوف ہے کہ وہ دین سے نکل جائے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(السّنّة للخلّال : 780، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا رَأْسُ مَالِهِمُ الْبُهُتُ وَالتَّكْذِيبُ وَالْوَقِيعَةُ فِي السَّلَفِ .

”روافض کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔ ان کا شیوہ بہتان بازی، جھوٹ اور اسلاف امت (صحابہ وغیرہ) کی شان میں تنقیص کرنا ہے۔“

(مَعالِم السّنن : 6/2، شرح النّووي :1/203)

❁ ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

قَالُوا بِتَكْفِيرِ كُلِّ مَنْ أَكْفَرَ وَاحِدًا مِنَ الْعَشْرَةِ الَّذِينَ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا بِمُوَالَاةِ جَمِيعِ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكْفَرُوا مَنْ أَكْفَرَهُنَّ أَوْ أَكْفَرَ بَعْضَهُنَّ .

”اہل علم نے عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کی بھی تکفیر کرنے والے کی تکفیر کی ہے۔ سب ازواج مطہرات سے محبت واحترام کا حکم دیا ہے اور تمام امہات المؤمنین یا کسی ایک کی تکفیر کرنے والے کی تکفیر کی ہے۔“

(الفَرق بين الفِرَق، ص 353)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَلْإِمَامِيَّةُ الَّذِينَ أَكْفَرُوا أَخْيَارَ الصَّحَابَةِ ...... فَإِنَّا نُكَفِّرُهُمْ كَمَا يُكَفِّرُونَ أَهْلَ السُّنَّةِ وَلَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِم عِنْدَنَا وَلَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الصَّلَاةُ خَلْفَهُمْ .

''امامیہ شیعہ کبار صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں۔......وہ اہل سنت کی تکفیر کرتے ہیں، ہم بھی ان کی تکفیر کرتے ہیں، ہمارے نزدیک نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔''

(الفَرق بين الفِرَق، ص 350)

۞ علامہ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الرَّوَافِضَ لَيْسُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''روافض مسلمان نہیں ہیں۔''

(الفِصل في المِلَل والأهواء والنِّحل : 65/2)

۞ علامہ ابومظفر طاہر بن محمد اسفرایینی رحمہ اللہ (۴۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ جَمِيعَ مَنْ ذَكَرْنَاهُمْ مِنْ فِرَقِ الْإِمَامِيَّةِ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰى تَكْفِيْرِ الصَّحَابَةِ وَيَدَّعُوْنَ أَنَّ الْقُرْآنَ قَدْ غُيِّرَ عَمَّا كَانَ وَوَقَعَ فِيْهِ الزِّيَادَةُ وَالنُّقْصَانُ مِنْ قِبَلِ الصَّحَابَةِ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ فِيْهِ النَّصُّ عَلٰى إِمَامَةِ عَلِيٍّ فَأَسْقَطَهُ الصَّحَابَةُ عَنْهُ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهُ لَا اعْتِمَادَ عَلَى الْقُرْآنِ الْآنَ وَلَا عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الْأَخْبَارِ الْمَرْوِيَةِ عَنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهُ لَا اعْتِمَادَ عَلَى الشَّرِيعَةِ الَّتِي فِي أَيْدِي الْمُسْلِمِيْنَ وَيَنْتَظِرُوْنَ إِمَامًا يَسَمُّوْنَهُ الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ وَيُعَلِّمُهُمُ الشَّرِيْعَةَ وَلَيْسُوْا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي الْحَالِ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ وَلَيْسَ مَقْصُوْدُهُمْ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ تَحْقِيْقِ الْكَلَامِ فِي الْإِمَامَةِ وَلٰكِنْ مَقْصُوْدُهُمْ إِسْقَاطُ كُلْفَةِ تَكْلِيْفِ الشَّرِيْعَةِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَوَسَّعُوْا فِي اسْتِحْلَالِ الْمُحَرَّمَاتِ الشَّرْعِيَّةِ وَيَعْتَذِرُوْا عِنْدَ الْعَوَامِ بِمَا يَعُدُّوْنَهٗ مِنْ تَحْرِيْفِ الشَّرِيْعَةِ وَتَغْيِيْرِ الْقُرْآنِ مِنْ عِنْدِ الصَّحَابَةِ وَلَا مَزِيْدَ عَلٰى هٰذَا النَّوْعُ مِنَ الْكُفْرِ إِذْ لَا بَقَاءَ فِيْهِ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ .

’’جان لیجئے! امامیہ کے جتنے بھی فرقوں کا ہم نے تذکرہ کیا، تکفیر صحابہ پر سب کا اتفاق ہے، قرآن مجید میں تغیر وتبدل کا دعویٰ کرتے ہیں، کہتے ہیں صحابہ نے اس میں کمی وبیشی وتحریف کی ہے، جن نصوص میں علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر تھا، انہیں حذف کر دیا، ان کے خیال میں قرآن، احادیث نبویہ اور موجودہ شریعت پر اعتماد درست نہیں، وہ مہدی کے منتظر ہیں، جو خروج کے بعد انہیں شریعت سکھائیں گے، فی الحال وہ دین کے کسی جزء پر کاربند نہیں ہیں، اس سے ان کی غرض مسئلہ امامت کی تحقیق ہرگز نہیں، بلکہ صرف شرعی پابندیوں سے آزادی ہے، انہوں نے شرعی محرمات کافی حد تک حلال سمجھ رکھی ہیں اور عوام (کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوئے ان) کے سامنے شریعت وقرآن کے محرف ہونے کا بہانہ بناتے ہیں، اس سے بڑھ کر کفر کیا ہوسکتا ہے؟ اس لیے دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(التّبصير في الدين، ص 24-25)

❁ علامہ ابن ابی یعلی رحمہ اللہ (۵۲۶ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَتِ الرَّافِضَةُ مِنَ الْإِسْلَامِ فِي شَيْءٍ .

''روافض کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔''

(طبقات الحنابلة :33/1)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

سَبُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَنَقُّصُهُمْ أَوْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مِنَ الْكَبَائِرِ الْمُحَرَّمَةِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کو برا بھلا کہنا اور ان کی شان میں تنقیص کرنا یا کسی ایک صحابی کے متعلق ایسا کرنا کبیرہ گناہ ہے اور حرام ہے۔''

(إكمال المعلم بفوائد مسلم : 580/7)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَا امْتِرَاءَ فِي كُفْرِ الْقَائِلِينَ بِهٰذَا؛ لِأَنَّ مَنْ كَفَرَ الْأُمَّةَ كُلَّهَا وَالصَّدْرَ الْأَوَّلَ فَقَدْ أَبْطَلَ نَقْلَ الشَّرِيعَةِ وَهَدَمَ الْإِسْلَامَ .

''جو لوگ یہ بات کرتے ہیں (کہ صحابہ کافر تھے) ان کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں، کیونکہ جس نے پوری امت اور صدر اول (کے مسلمانوں) کو کافر کہا، اس نے گویا (احکامِ) شریعت کی نقل کو باطل ٹھہرایا اور دین اسلام کو منہدم کر دیا۔''

(إكمال المعلم بفوائد مسلم : 412/7)

❁ علامہ ابو سعد سمعانی رحمہ اللہ (۵۶۲ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى تَكْفِيرِ الْإِمَامِيَّةِ لِأَنَّهُمْ يَعْتَقِدُوْنَ تَضْلِيْلَ الصَّحَابَةِ وَيُنْكِرُوْنَ إِجْمَاعَهُمْ وَيَنْسِبُوْنَهُمْ إِلٰى مَا يَلِيْقُ بِهِمْ.

اُمت مسلمہ امامیہ کی تکفیر پر متفق ہے، جنہوں نے صحابہ کرام کے متعلق گمراہی کا عقیدہ رکھا، ان کے اجماع کا انکار کیا اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کر ڈالیں، جو ان کی شایانِ شان نہیں تھیں۔''

(الأنساب: 365/6)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْإِمَامِيَّةُ عَلٰى تَضْلِيْلِ الصَّحَابَةِ حَيْثُ جَعَلُوا الْإِمَامَةَ لِغَيْرِ عَلِيٍّ.

''امامیہ صحابہ کو گمراہ سمجھنے پر متفق ہیں کہ جنہوں نے امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد کر دی۔''

(الأنساب: 365/6)

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ نَقَّصَ وَاحِدًا مِّنْهُمْ أَوْ طَعَنَ عَلَيْهِ فِي رِوَايَتِهٖ فَقَدْ رَدَّ عَلَى اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَأَبْطَلَ شَرَائِعَ الْمُسْلِمِينَ.

''جس نے کسی صحابی کی شان میں تنقیص کی یا اس کی روایت میں اس پر طعن کیا، تو اس نے اللہ رب العالمین پر رد کیا اور مسلمانوں کے شرعی احکام کو باطل ٹھہرایا۔''

(تفسير القرطبي: 297/16)

نیز فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مَنْ نَسَبَهٗ أَوْ وَاحِدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ إِلٰى كَذِبٍ فَهُوَ خَارِجٌ عَنِ الشَّرِيعَةِ، مُبْطِلٌ لِلْقُرْآنِ طَاعِنٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''جس نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی کو جھوٹ کی طرف منسوب کیا، وہ شریعت اسلامیہ سے خارج، قرآن کو جھٹلانے والا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنے والا ہے۔''

(تفسير القرطبي : 298/16)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ سَبَّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ حَرَامٌ مِنْ فَوَاحِشِ الْمُحَرَّمَاتِ سَوَاءٌ مَنْ لَابَسَ الْفِتَنَ مِنْهُمْ وَغَيْرُهٗ لِأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ مُتَأَوِّلُونَ.

''جان لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا حرام ہے اور حرام فحش گوئی میں سے ہے۔ اس مسئلہ میں سب صحابہ برابر ہیں، چاہے وہ ان فتنوں کا شکار ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں، کیونکہ وہ ان جنگوں میں اجتہاد اور تاویل کی بنا پر شریک ہوئے۔''

(شرح النّووي : 93/16)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''جو اس حد تک کہہ دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سوائے معدودے چند، تمام صحابہ مرتد یا فاسق ہو گئے تھے، اس کے کفر میں ذرا برابر بھی شک نہیں ہے، کیونکہ یہ ان کی ثنا و رضا پر مبنی بے شمار نصوص قرآنی کا منکر ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ جو (جان بوجھ کر) ایسے کے کفر میں متردد ہو، اس کا کفر بھی متعین ہے۔ اس قول کا تقاضا ہے کہ (نعوذ باللہ!) یہ امت سب سے بری ہے، جسے لوگوں کی صلاح وفلاح کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس کے پہلے لوگ سب سے برے اور خیر القرون کی اکثریت کافر، فاسق اور شر القرون تھے۔ ایسے شخص کا کفر ضروریات دین سے ثابت ہے۔"

(الصّارم المَسلول، ص 586-587)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

حَاصِلُهُ أَنَّا نُكَفِّرُ مَنْ يُكَفِّرُ مَنْ نَحْنُ نَقْطَعُ بِإِيمَانِهِ إِمَّا بِنَصٍّ أَوْ إِجْمَاعٍ.

"جس کے ایمان کو ہم نص یا اجماع کی بنا پر قطعی سمجھتے ہیں، اس کی تکفیر کرنے والے کو ہم کافر سمجھتے ہیں۔"

(فتاوی السّبکي: 2/586)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط۲۰۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حکم بن عتیبہ، لیث بن ابی سلیم، ابن ابی نجیح، ابن جریج اور ابن عیینہ کی مجاہد بن جبر مکی سے تفسیری روایت کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام مجاہد سے حکم، لیث، ابن ابی نجیح، ابن جریج اور ابن عیینہ رحمہم اللہ کی تفسیر کتاب سے ہوتی ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعِ التَّفْسِيرَ مِنْ مُجَاهِدٍ أَحَدٌ غَيْرُ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ وَأَخَذَ الْحَكَمُ وَلَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ وَابْنُ أَبِي نَجِيحٍ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ مِنْ كِتَابِهٖ وَلَمْ يَسْمَعُوا مِنْ مُجَاهِدٍ.

”مجاہد بن جبر مکی رحمہ اللہ سے تفسیر کا سماع قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے نہیں کیا۔ حکم بن عتیبہ، لیث بن ابی سلیم، ابن ابی نجیح، ابن جریج اور سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ نے تفسیر امام مجاہد رحمہ اللہ کی کتاب سے نقل کی ہے، انہوں نے مجاہد سے سماع نہیں کیا۔“

(الثقات : 331/7)

سوال: کیا گھر سے نکلتے وقت کی دعا: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثابت ہے؟

(جواب): یہ دعا سنن ابی داود (۵۰۹۵) میں مذکور ہے۔اس کی سند ضعیف ہے۔ابن جریج مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

امام دار قطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ أَنَّ ابْنَ جُرَيجٍ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ إِسْحَاقَ .

”درست یہی ہے کہ ابن جریج نے یہ حدیث اسحاق بن عبداللہ سے نہیں سنی۔“

(عِلَل الدّارقطني : 2346)

مختارہ (۱۵۴۰) میں أَخْبَرَنِي وہم ہے۔

(سوال): اعمش کی ابوصالح سمان سے ”عن“ والی روایت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اعمش مدلس ہیں، ان کی ابوصالح سے ”عن“ والی روایت ضعیف ہے۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ اعمش کی ابوصالح سے ایک روایت کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ الْأَعْمَشُ بِالْيَقِينِ مِنْ أَبِي صَالِحٍ وَإِنَّمَا سَمِعَهٗ مِنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ .

”یہ حدیث اعمش نے ابوصالح سے یقیناً نہیں سنی، بلکہ ایک واسطے سے سنی ہے۔“

(السّنن الكبرىٰ :430/1)

❀ نیز فرماتے ہیں:

لَا أُرَاهُ سَمِعَهٗ مِنْهُ .

”میرا نہیں خیال کہ اعمش نے یہ حدیث ابوصالح سے سنی ہو۔“

(السّنن الكبرىٰ : 127/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَذْكُرُ أَنَّ الْأَعْمَشَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي صَالِحٍ وَإِنَّمَا أَخَذَهٗ عَنْ رَجُلٍ مَجْهُولٍ عَنْهُ.

''بعض نے ذکر کیا ہے کہ اعمش نے یہ حدیث ابو صالح سے نہیں سنی، بلکہ ایک مجہول شخص کے واسطہ سے لی ہے۔''

(شرح مشكل الآثار: 432/5)

معلوم ہوا کہ اعمش کی ابو صالح سمان سے ''عن'' والی روایت کو اتصال پر محمول کرنا درست نہیں۔

سوال: ابن لہیعہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: عبداللہ بن لہیعہ ضعیف، مختلط اور مدلس ہے۔

❀ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى خِفَّةِ ضَبْطِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِسِنِينَ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ موت سے کچھ سال قبل ابن لہیعہ کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا۔''

(شرح علل الترمذي: 109/1)

❀ حافظ عبدالغنی بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَوَى الْعَبَادَلَةُ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، فَهُوَ صَحِيحٌ.

''جب عبداللہ بن لہیعہ سے عبادلہ (جن کے نام عبداللہ ہوں) بیان کریں، تو روایت صحیح ہوتی ہے۔''

(منتخب المنثور من الحكايات والسؤالات لابن طاهر المقدسي، ص 393،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسندہ صحیحٌ)

سوال: تقلید کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: تقلید اُصول وفروع میں بالاجماع باطل ہے۔

❁ علامہ ابن الوزیر رحمہ اللہ (۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ قَدِيمًا وَّحَدِيثًا أَنَّ التَّقْلِيدَ لَيْسَ بِعِلْمٍ، وَالْمُقَلِّدُ لَيْسَ بِعَالِمٍ .

"پہلے اور بعد والے تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ تقلید علم نہیں اور مقلد عالم نہیں۔"

(العواصم والقواصم: 123/3)

❁ علامہ ابو القاسم، محمود بن حمزہ، کرمانی رحمہ اللہ (۵۳۱ھ) سورت اعراف کی آیت (۱۷۳) کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ التَّقْلِيدَ فِي التَّوْحِيدِ كُفْرٌ .

(لُباب التّفاسیر، ص 470)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ النَّاسِ أَنَّ التَّقْلِيدَ لَيْسَ بِعِلْمٍ، وَأَنَّ الْمُقَلِّدَ لَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ اسْمُ عَالِمٍ .

"لوگوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ تقلید علم نہیں، نیز مقلد کو عالم نہیں کہا جا سکتا۔"

(إعلام المؤقعين: 86/2)

❁ شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ إِذَا عَرَفَ الْحَقَّ لَا يَجُوزُ لَهٗ تَقْلِيدُ أَحَدٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي خِلَافِهِ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ جب کوئی شخص حق کو جان لے، تو اس کے لیے کسی کی تقلید میں حق کی مخالفت جائز نہیں۔''

(مجموع الفتاوی : 71/7)

سوال: قرعہ اندازی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرعہ اندازی بالا جماع جائز ہے۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) نقل کرتے ہیں:

اَلْعَمَلُ بِالْقُرْعَةِ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ .

''قرعہ اندازی کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 45/4)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى اسْتِعْمَالِهَا فِي الْقِسْمَةِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ تقسیم میں قرعہ اندازی جائز ہے۔''

(المُغني : 321/10، التّنبيه على مشكلات الهداية لابن أبي العز : 557/4)

سوال: نابالغ کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: نابالغ کو امام بنایا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا ابو یزید جرمی عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم لوگوں کی گزرگاہ پر موجود پانی کے پاس رہتے تھے، چنانچہ ہم ان سے پوچھتے رہتے تھے کہ یہ دین کیسا ہے؟ انہوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: میرے والد اپنے محلے کے لوگوں کی طرف سے اسلام کی معلومات لینے گئے، تو جب تک اللہ تعالی نے چاہا نبی کریم ﷺ کے پاس رہے، پھر جب واپس آئے، تو ہم نے ان کا استقبال کیا۔ وہ ہمیں دیکھ کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں ایک سچے رسول کے پاس سے آرہا ہوں۔ پھر فرمایا: وہ آپ کو فلاں فلاں کاموں کا حکم دیتے ہیں اور فلاں فلاں کاموں سے روکتے ہیں، نیز یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں، جب نماز کا وقت ہو، تو ایک آدمی اذان کہے، پھر وہ امامت کرائے، جو آپ میں سے قرآن زیادہ جانتا ہو، ہمارے محلے والوں نے غور کیا، تو مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا کسی کو نہ پایا، کیوں کہ میں قافلے والوں سے قرآن یاد کرتا رہتا تھا، چنانچہ انہوں نے مجھے آگے (کھڑا) کر دیا، میں چھ برس کی عمر میں انہیں نماز پڑھاتا رہا۔"

(صحیح البخاري: 4302)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ حُجَّةٌ لِلشَّافِعِيَّةِ فِي إِمَامَةِ الصَّبِيِّ الْمُمَيِّزِ فِي الْفَرِيضَةِ وَهِيَ خِلَافِيَّةٌ مَشْهُورَةٌ وَلَمْ يُنْصِفْ مَنْ قَالَ إِنَّهُمْ فَعَلُوا ذٰلِكَ بِاجْتِهَادِهِمْ وَلَمْ يَطَّلِعِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ لِأَنَّهَا شَهَادَةُ نَفْيٍ وَلِأَنَّ زَمَنَ الْوَحْيِ لَا يَقَعُ التَّقْرِيرُ فِيهِ عَلٰى مَا لَا يَجُوزُ كَمَا اسْتَدَلَّ أَبُو سَعِيدٍ وَجَابِرٌ لِجَوَازِ الْعَزْلِ بِكَوْنِهِمْ فَعَلُوهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ مَنْهِيًّا عَنْهُ لَنُهِيَ عَنْهُ فِي الْقُرْآنِ .

''یہ حدیث شوافع کی دلیل ہے کہ باشعور بچہ فرائض میں امام بن سکتا ہے۔ یہ اختلاف مشہور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ (جن) صحابہ نے (سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو امام بنایا تھا، انہوں نے) ایسا اپنے اجتہاد سے کیا اور اس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا۔ یہ بات مبنی بر انصاف نہیں، کیونکہ ایک تو یہ ایسی بات کی گواہی ہے، جس کا ثبوت نہیں، دوسرا یہ کہ وہ نزول وحی کا زمانہ تھا، اس زمانہ میں کسی بھی ناجائز کام پر ثابت رہنا ممکن نہیں، جیسا کہ سیدنا ابوسعید اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہما نے عزل کے جواز پر دلیل یہ دی کہ صحابہ عہد نبوی میں ایسا کرتے تھے، اگر یہ ممنوع کام ہوتا، تو قرآن (وحی) میں اس سے منع کر دیا جاتا۔''

(فتح الباري : 23/8)

سوال: جس کی نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں، اس کے لیے کیا اجر ہے؟

جواب: جس کی نماز جنازہ میں (موحدین کی) تین صفیں جمع ہو جائیں اور وہ میت کے لیے بخشش مانگیں، تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔

❀ سیدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، إِلَّا أَوْجَبَ، قَالَ : فَكَانَ مَالِكٌ إِذَا اسْتَقَلَّ أَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ لِلْحَدِيثِ .

''جس مسلمان میت پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں، اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ (راوی کہتے ہیں:) سیدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب دیکھتے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنازہ میں افراد کم ہیں، تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے، تاکہ حدیث کی فضیلت حاصل ہو جائے۔''

(سنن أبي داود : 3166، سنن التّرمذي : 1049، مسند الروياني : 1537، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ اور حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع : ۲۱۲/۵) نے ''حسن'' کہا ہے۔امام حاکم رحمہ اللہ (۳۶۱/۱) نے امام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: فاسق اور گمراہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: فسق کا تعلق عمل سے ہے اور گمراہی کا تعلق دل سے۔فاسق اس کو کہتے ہیں، جو کسی گناہ کو گناہ سمجھ کر کرے۔اور گمراہ اسے کہتے ہیں، جو گناہ کو گناہ نہ سمجھے، اگرچہ وہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرتا ہو۔

مثلاً ڈاڑھی منڈانے والا فاسق ہے، اگر وہ ڈاڑھی کے وجوب کا قائل ہو۔اور جو شخص ڈاڑھی کے وجوب کا ہی منکر ہو، وہ گمراہ ہے، خواہ اس نے خود ڈاڑھی رکھی ہو، یا نہ رکھی ہو۔

سوال: اگر شوہر کا چہرہ مسخ ہو جائے، تو کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: نکاح نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا عمرہ کی نذر مانی جاسکتی ہے؟

جواب: عمرہ نیکی ہے، ہر نیکی کی نذر مانی جاسکتی ہے۔

سوال: کسی مسلمان کو ابو جہل سے تشبیہ دینا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں، البتہ اس سے تکفیر لازم نہیں آتی، تا آنکہ وہ صراحت کرے۔

سوال: اغلام بازی کی کیا سزا ہے؟

جواب: اغلام بازی کی سزا قتل ہے، خواہ فاعل شادی شدہ ہو، یا غیر شادی شدہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَإِنَّهُمْ أَجْمَعُوا عَلٰى قَتْلِهِ.

''صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ لوطی کو قتل کیا جائے گا۔''

(المُغني: 61/9)

❁ شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ الَّذِي اتَّفَقَتْ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ أَنْ يُقْتَلَ الِاثْنَانِ الْأَعْلَى وَالْأَسْفَلُ سَوَاءٌ كَانَا مُحْصَنَيْنِ أَوْ غَيْرَ مُحْصَنَيْنِ.

''صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ فاعل ومفعول دونوں کو قتل کیا جائے گا، چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔''

(السّیاسة الشّرعیّة، ص 84)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

حُتِّمَ قَتْلُ اللُّوطِيِّ حَدًّا، كَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَلَّتْ عَلَيْهِ سُنَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّحِيحَةُ الصَّرِيحَةُ الَّتِي لَا مُعَارِضَ لَهَا، بَلْ عَلَيْهَا عَمَلُ أَصْحَابِهِ وَخُلَفَائِهِ الرَّاشِدِينَ.

''لوطی کی حد تو حتمی ہے، جیسا کہ اس پر اصحاب رسول کا اجماع ہے اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح صریح سنت بھی اس پر دلالت کناں ہے، ایسی سنت جس کا کوئی معارض نہیں، بلکہ اس پر صحابہ وخلفائے راشدین کا عمل رہا ہے۔''

(الدّاء والدّواء، ص 396)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ حُكْمَ التَّلَوُّطِ مَعَ الْمَمْلُوكِ كَحُكْمِهٖ مَعَ غَيْرِهٖ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ غلام کے ساتھ لواطت کا بھی وہی حکم ہے، جو آزاد کے ساتھ لواطت کا حکم ہے۔''

(الجواب الكافي، ص 124)

سوال: ایک شخص لوگوں میں فساد بپا کراتا ہے، انہیں قتل کراتا ہے، چوری اور ڈاکہ زنی کرواتا ہے، ریاست کے منع کرنے کے باوجود باز نہیں آتا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص فساد فی الارض کا مرتکب ہے۔ ریاست اسے کوئی بھی سزا سنا سکتی ہے۔ اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق اس کی سزا مقرر کی جا سکتی ہے۔

سوال: جادو کی سزا کیا ہے؟

جواب: جادو کی بعض اقسام کفر ہیں، ان سے آدمی کافر و مشرک ہو جاتا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جادو کو شرک کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے، چنانچہ سات ہلاک کر دینے والے گناہوں کے تذکرہ میں شرک کے بعد جادو کو بیان کیا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.

''جو شخص عراف، جادوگر یا کاہن کے پاس آیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند الطّيالسي :381، المعجم الأوسط للطّبراني : 1453، وسندهٗ صحيحٌ)

ایسی بات صحابی اپنے اجتہاد سے نہیں کہہ سکتا، لہٰذا یہ مرفوع حکمی ہے۔

جادوگر کی بات کی تصدیق کرنے والا کافر ہو جاتا ہے، تو خود جادوگر بالاولیٰ کافر ہوگا۔

❁ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جادو ایک جامع لفظ ہے، جو مختلف معانی کو شامل ہے، جادوگر سے کہا جائے گا کہ وہ جس چیز کے ساتھ جادو کرتا ہے، اسے بیان کرے، اگر اس میں صریح کفریہ کلام ہو، تو اسے توبہ کروائی جائے، اگر توبہ کر لے، تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا مال مالِ فے کے طور پر قبضہ میں لے لیا جائے، لیکن اگر وہ ایسا کلام ہو، جو کفریہ نہ ہو اور غیر معروف ہو، اس سے کسی کو نقصان نہ دیا ہو، تو اسے اس کام سے منع کر دیا جائے، اگر دوبارہ ایسا کرے، تو تعزیری سزا دی جائے اور اگر وہ کوئی ایسا عمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے، جس سے جادو زدہ شخص قتل ہو جائے، تو اسے تعزیزی سزا دی جائے اور اگر وہ جان بوجھ کر ایسا عمل کرے، جس سے جادو زدہ شخص قتل ہو جائے اور جادوگر خود کہے کہ میں نے اسے قتل کا ارادہ کیا تھا، تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا، ہاں اگر مقتول کے اولیا دیت لینا چاہیں، تو دیت لے لیں۔''

(الأمّ :391/1)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ جادو کا حکم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کبھی جادو کفر ہوتا ہے اور کبھی کفر نہیں، بلکہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے، اگر تو اس میں کوئی قول یا فعل ایسا ہو جو کفر کو مستلزم ہے، تو اس صورت میں یہ جادو کفر ہوگا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ورنہ نہیں، رہا اس کا سیکھنا اور سکھانا، تو یہ حرام ہے، اگر یہ کفر کو متضمن ہو، تو کفر ہے، ورنہ نہیں، جب اس میں کوئی کفریہ کلام نہ ہو، تو اس کے مرتکب کو تعزیری سزا دے کر توبہ کروائی جائے گی۔''

(شرح مسلم : 176/14)

❁ علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّحْقِيقُ فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ هُوَ التَّفْصِيلُ : فَإِنْ كَانَ السِّحْرُ مِمَّا يُعَظَّمُ فِيهِ غَيْرُ اللّٰهِ كَالْكَوَاكِبِ، وَالْجِنِّ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يُؤَدِّي إِلَى الْكُفْرِ فَهُوَ كُفْرٌ بِلَا نِزَاعٍ، وَمِنْ هٰذَا النَّوْعِ سِحْرُ هَارُوتَ وَمَارُوتَ الْمَذْكُورُ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ فَإِنَّهٗ كُفْرٌ بِلَا نِزَاعٍ، كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾(البقرة : ١٠٢)، وَإِنْ كَانَ السِّحْرُ لَا يَقْتَضِي الْكُفْرَ كَالِاسْتِعَانَةِ بِخَوَاصِّ بَعْضِ الْأَشْيَاءِ مِنْ دِهَانَاتٍ وَغَيْرِهَا فَهُوَ حَرَامٌ حُرْمَةً شَدِيدَةً وَلٰكِنَّهٗ لَا يَبْلُغُ بِصَاحِبِهِ الْكُفْرَ .

''اس مسئلہ میں تحقیقی بات یہ ہے کہ اس کی تفصیل کی جائے گی، اگر جادو ایسا کلام ہے، جس میں غیر اللہ کی تعظیم ہو، مثلاً ستاروں اور جنوں وغیرہ کی، جو کفر تک لے جاتا ہے، تو یہ لامحالہ کفر ہے، ہاروت اور ماروت کا جادو (جو اس قوم کے لیے آزمائش تھا) اسی طرح کا تھا، جیسا کہ سورت بقرہ میں مذکور ہے، یہ بلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شبہ کفر تھا، فرمان الٰہی ہے: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ (البقرة : ۱۰۲) ''سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ ان شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔'' اور اگر جادو کفر کا متقاضی نہ ہو، جیسے بعض چیزوں مثلاً تیل وغیرہ کی خاصیات سے مدد چاہنا، تو یہ سخت حرام ہے، لیکن یہ اپنے مرتکب کو کافر نہیں بناتا۔''

(أضواء البيان : 456/4)

❁ شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جادو دو طرح سے شرک ہے، ایک تو شیطانوں سے مدد لینے کے لیے ان کے مطالبات مانے جاتے ہیں اور دوسرے اس میں علم غیب کا دعویٰ کیا جاتا ہے، یہ شرک و کفر کی ایک منزل ہے۔''

(القول السّديد، ص 74)

❁ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ﴾ (النّساء : ۵۱) ''وہ (بعض اہل کتاب) جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں۔'' میں ''جبت'' سے مراد کاہن اور ''طاغوت'' سے مراد جادوگر ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 975/3، وسندهٗ حسنٌ)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔

(تفسير الطّبري : 9786، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابوالعالیہ اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ کے نزدیک ''جبت'' سے مراد جادوگر اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''طاغوت'' سے مراد کاہن ہے۔

(تفسير الطّبري : 9779، 9780، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابو مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''طاغوت'' سے مراد کاہن ہیں۔

(تفسير ابن أبي حاتم : 976/3، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا سفر میں قضا ہونے والے نماز حضر میں بھی قصر ہی پڑھی جائے گی؟

جواب: جو نماز سفر میں قضا ہو جائے، تو اس کی ادائیگی قصر کی صورت میں ہوگی، خواہ سفر میں ادا کرے یا سفر ختم ہونے کے بعد ادا کرے۔

سوال: رکوع میں یاد آیا کہ سورت پڑھی ہی نہیں، تو کیا سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جائے گی؟

جواب: اگر سورت فاتحہ پڑھی ہے اور بعد والی سورت رہ گئی، تو کوئی حرج نہیں، نماز مکمل ہے، اس پر سجدہ سہو نہیں۔ البتہ اگر سورت فاتحہ بھی نہیں پڑھی، تو دوبارہ رکعت پڑھی جائے گی، کیونکہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

سوال: امام دو رکعتوں سے اُٹھ کر رفع الیدین کرتا ہے، کیا مسبوق (جس نے ایک یا زائد رکعات رہ جائیں) بھی کرے گا؟

جواب: مسبوق اپنی تیسری رکعت کے لیے اُٹھتے وقت رفع الیدین کرے گا، نہ کہ امام کی تیسری رکعت سے اُٹھتے وقت۔

❁ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ ...... إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَفَعَ ذٰلِكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابْنُ عُمَرَ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب دو رکعت کے بعد (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے، تو رفع الیدین کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس عمل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع بیان کیا ہے۔“

(صحيح البخاري : 739)

اس کے علاوہ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ دو رکعت سے اُٹھتے وقت رفع الیدین کرنا چاہیے، یہ ضابطہ ہے۔ لہٰذا جب مسبوق کی تیسری رکعت ہوگی، تو وہ رفع الیدین کرے گا، نہ کہ جب امام کی تیسری ہوگی۔ یاد رہے کہ ہر اس قول وفعل میں امام کی اقتدا ہے، جس پر نص وارد ہو جائے، مثال کے طور پر جب تک امام ایک حالت سے دوسرے میں داخل نہ ہو، اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ دوسری بات کہ رفع الیدین میں امام سے پہل ہو سکتی ہے، مثلاً امام سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑا ہو، تو مقتدی قومہ میں امام سے پہلے رفع الیدین کر سکتا ہے، البتہ رکوع سے سر اسی وقت اُٹھائے گا، جب امام سر اُٹھا لے۔ اسی طرح دو رکعتوں کے بعد والا رفع الیدین ہے۔ لاحق امام سے پہلے کھڑا نہیں ہو سکتا، امام کھڑا ہو جائے، تب کھڑا ہو گا، مگر رفع الیدین امام سے پہلے کر سکتا ہے۔ اسی طرح مسبوق کا تیسری رکعت کے لیے رفع الیدین کا معاملہ ہے۔ مطلب کہ اس رفع الیدین میں امام کی اقتدا نہیں، کیونکہ رفع الیدین دو رکعتوں کے بعد ہے، جبکہ مسبوق نے ابھی دو رکعتیں ادا ہی نہیں کیں، لہٰذا وہ امام کے ساتھ رفع الیدین نہیں کرے گا، بلکہ جب اس کی اپنی دو رکعتیں ہو جائیں گی، تو رفع الیدین کرے گا، خواہ امام کی اس وقت چوتھی رکعت ہو۔

سوال: دو رکعت نفل کی نیت کی، قعدہ کے بعد دو رکعت بھول کر مزید پڑھ لیں، تو کیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس پر سجدہ سہو ہے؟

(جواب): سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

(سوال): امام نے اس گمان پر سجدہ سہو کر لیا کہ اسے سہو ہو چکا ہے، مگر حقیقت میں سہو نہیں ہوا تھا، تو اب نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مقتدی اور امام دونوں کی نماز درست ہے۔

(سوال): قعدہ اولیٰ میں دو مرتبہ تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

(جواب): سجدہ سہو نہیں۔ ایک سے زائد مرتبہ بھی تشہد پڑھا جا سکتا ہے۔

(سوال): کیا سورت فاتحہ کو دو مرتبہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے؟

(جواب): نہیں۔

(سوال): امام بھول گیا، سجدہ سہو کیا، کیا مسبوق بھی کرے گا؟

(جواب): جی ہاں، امام کی اقتدا میں سجدہ سہو کرے گا۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ .

”امام اس لیے بنایا جاتا ہے، تاکہ اس کی اقتدا کی جائے۔“

(صحيح البخاري : 688، صحيح مسلم : 412)

(سوال): مسبوق، امام کا آخری تشہد عبدہ ورسولہ تک پڑھے گا یا زائد بھی پڑھ سکتا ہے؟

(جواب): دونوں طرح درست ہے، عبدہ ورسولہ تک بھی پڑھ سکتا ہے اور اس سے زائد بھی پڑھ سکتا ہے۔ جس طرح لاحق پہلا تشہد عبدہ ورسولہ تک بھی پڑھ سکتا ہے اور مکمل تشہد بھی پڑھ سکتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: مسبوق قعدہ اولیٰ میں جوں ہی ملا، امام کھڑا ہو گیا، تو کیا وہ التحیات مکمل کر کے اُٹھے گا یا امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا؟

جواب: امام کی اقتدا میں کھڑا ہو جائے گا، کیونکہ وہ امام کے تابع ہے، اسی طرح اگر آخری تشہد میں ملا، تو تشہد مکمل ہونے سے پہلے ہی امام نے سلام پھیر دیا، تو کھڑا ہو جائے گا اور بقیہ نماز مکمل کرے گا۔ اس پر یہ تشہد پڑھنا ضروری نہیں۔

سوال: مسبوق، امام کی ایک رکعت گزر جانے کے بعد شامل ہوا اور امام کو سہو ہوا اور اس نے چار کی بجائے پانچ رکعات پڑھا دیں، اب مسبوق کی چار رکعتیں ہو گئیں، امام کے سلام پھیرنے کے ساتھ وہ بھی سلام پھیر دے گا یا کھڑا ہو کر ایک رکعت ادا کرے گا؟

جواب: امام کے ساتھ سلام پھیر دے گا، کیونکہ اس کی چار رکعت مکمل ہو گئیں۔ امام کی بھول میں اس کی اقتدا درست ہے۔

سوال: امام بھول کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، تو کیا پانچویں رکعت میں ملنے والے مسبوق کی اقتدا درست ہے؟

جواب: جی ہاں، درست ہے، مسبوق وہ رکعت شمار کرے گا۔

سوال: امام بھول کر آخری قعدہ کے بعد کھڑا ہو گیا، کیا مسبوق بھی کھڑا ہو گا؟

جواب: جی ہاں، مسبوق امام کے تابع ہے، لہٰذا وہ بھی امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا۔ جب تک امام سلام نہیں پھیرتا، مسبوق اس کی اقتدا سے نہیں نکل سکتا۔

سوال: امام بھول گیا، سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کیا، کیا مسبوق بھی سجدہ سہو کرے گا؟

جواب: جی ہاں، مسبوق بھی امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا، چاہے امام کے سہو کے وقت وہ اقتدا میں تھا، یا نہیں تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مسبوق نماز میں شامل ہوا، وضو ٹوٹ گیا، وضو کیا، اس دوران جماعت مکمل ہوگئی، کیا کرے گا؟

جواب: اگر اس دوران کلام نہیں کیا، تو جہاں سے چھوڑی تھی، وہاں سے شروع کر دے گا اور اگر درمیان میں کلام کیا، تو نئے سرے سے نماز پڑھے گا۔

سوال: امام آخری تشہد میں ہے، مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی، قعدہ میں بیٹھنے سے پہلے ہی امام نے سلام پھیر دیا، کیا اقتدا ہوگئی؟

جواب: امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اگر تکبیر تحریمہ کہہ دی، تو اقتدا ہوگئی۔

سوال: مسبوق اگر امام کے ساتھ بھول کر سلام پھیر دے، تو کیا کرے؟

جواب: مسبوق اگر امام کے ساتھ بھول کر سلام پھیر دے، تو یاد آنے پر نماز مکمل کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے گا۔ اگر مسبوق جان بوجھ کر سلام پھیر دے، تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

سوال: امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق بقیہ نماز پڑھ رہا تھا، تو ایک شخص آ کر اس کی اقتدا میں کھڑا ہو گیا، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: ایسا کرنا جائز ہے۔ مسبوق امامت کی نیت کر لے گا۔ یہ کہنا کہ مسبوق واجب الانفراد ہوتا ہے، امام نہیں بن سکتا، درست نہیں۔

سوال: اگر مسبوق اپنی فوت شدہ رکعات بھول جائے، تو کیا کرے؟

جواب: عام بھولنے والے کی طرح کوشش کر کے یقین پر بنیاد ڈالے گا۔

سوال: کیا مسبوق جہری نمازوں کی فوت شدہ رکعت میں جہر کر سکتا ہے؟

جواب: مسبوق اس صورت میں منفرد کے حکم میں ہے۔ منفرد فرائض ونوافل میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہر کر سکتا ہے۔

سوال: مغرب کی نماز کی دو رکعت چھوٹ گئیں، انہیں کیسے ادا کرے گا؟

جواب: امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت پڑھ کر تشہد کے لیے بیٹھے گا، پھر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گا۔

سوال: وتر کی تیسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا بھول گیا، تو کیا سجدہ سہو لازم آئے گا؟

جواب: سورت فاتحہ پڑھی ہے اور سورت ملانا بھول گیا، تو کوئی حرج نہیں، نماز مکمل ہے، اس پر سجدہ سہو نہیں۔

سوال: تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھ لی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر پہلے تشہد میں ایسا ہوا، تو سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جائے گی اور اگر دوسرے تشہد میں کلمات تشہد کی جگہ سورت فاتحہ پڑھ لی، تو نماز مکمل نہیں، اس پر اعادہ ہے۔

سوال: ایک شخص نے تشہد، درود اور دعا پڑھی، سلام نہ پھیرا اور ایسے ہی کھڑا ہو گیا، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: بھول سے ہوا، تو سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جائے گی۔ جان بوجھ کر کیا، تو نماز باطل ہے، اعادہ واجب ہے۔

سوال: عشاء کی تیسری رکعت میں ایک دو آیات بھول کر جہری تلاوت کر لیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، اس پر سجدہ سہو نہیں، عمداً بھی ایک دو آیات جہری پڑھی جا سکتی ہیں، رسول اللہ ﷺ ایسا کر لیتے تھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 759، صحيح مسلم :451)

سوال: کھانسی وغیرہ کی وجہ سے قرأت میں تاخیر ہوئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: بھول کر تین سجدے کر لیے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

سوال: بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا کہ تشہد کے بجائے قرأت شروع کر دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی قرأت کا وہی حکم ہے، جو کھڑا ہو کر قیام کرنے والے کا ہے، تو جس طرح کھڑا ہونے والا تشہد بھول کر قیام کے لیے کھڑا ہو جائے، تو اس پر سجدہ سہو ہے، اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھنے والا بھی تشہد بھول کر قرأت شروع کر دے، تو وہ سجدہ سہو کرے گا۔

سوال: قنوت وتر کی بجائے سورت فاتحہ یا تشہد پڑھ لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے، سہو کر لے۔

سوال: کیا نماز میں سکوت اختیار کرنے سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: رکوع بھول گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: رکوع بھول گیا، تو مکمل رکعت دوبارہ پڑھے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا عقیقہ کے جانور میں قربانی کے جانور کی شرائط پائی جانا ضروری ہے؟

جواب: عقیقہ کے جانور میں قربانی کے جانور کی شرائط پائی جانا ضروری ہے۔ جانور کے جو عیوب قربانی میں مانع ہیں، وہ عقیقہ میں بھی مانع ہیں، کیونکہ عقیقہ قربانی ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ.

”بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو حکم دیا ہے کہ بچے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے۔“

(سنن الترمذي: 1513، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ کہا ہے اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۳۱۰) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❀ اس حدیث کی شرح میں علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ حَقِيقَةَ ذٰلِكَ التَّكَافُؤُ فِي السِّنِّ يُرِيدُ شَاتَيْنِ مُسِنَّتَيْنِ تَجُوزَانِ فِي الضَّحَايَا بِأَنْ لَّا تَكُونَ إِحْدَاهُمَا مُسِنَّةً وَالْأُخْرٰى غَيْرَ مُسِنَّةٍ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اس برابری سے مراد عمر میں برابر ہونا ہے، مطلب کہ دو دوندی بکریاں، جن کی قربانی جائز ہو، ایسا نہ ہو کہ ایک بکری دوندی ہو اور دوسری دوندی نہ ہو۔“

(مَعالم السنن : 284/4)

❁ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

يَعْنِي مُتَساوِيَتَين فِي السِّنّ؛ أَيْ لَا يُعَقُّ عَنْهُ إِلَّا بمُسِنَّةٍ، وأَقَلُّهُ أَنْ يَكُونَ جَذَعًا كَمَا يُجْزِءُ فِي الضَّحَايَا.

”مراد یہ ہے کہ دو بکریاں عمر میں برابر ہوں، یعنی عقیقہ میں صرف دوندا جانور ہی ذبح کیا جائے، (مہنگائی اور عدم دستیابی کی صورت میں) کم سے کم (بھیڑ کی نسل سے) ایک سال کا جانور ذبح کیا جائے گا، جیسا کہ قربانی میں کفایت کرتا ہے۔“

(النّهاية في غريب الحديث : 181/4)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (١١٣٨ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ مُسَاوِيَتَانِ فِي السِّنِّ بِمَعْنٰى أَنْ لَا يَنْزِلَ سِنُّهُمَا عَنْ سِنِّ أَدْنٰى مَا يُجْزِءُ فِي الْأُضْحِيَّةِ.

”یعنی دونوں عمر میں برابر ہوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کی عمر قربانی والے جانور کی عمر سے کم نہ ہو۔“

(حاشية السندي على ابن ماجه : 280/2)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ عقیقہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

شَاةٌ مُسِنَّةٌ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهٖ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ وَيُسَمّٰى.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”پیدائش کے ساتویں دن بچے کی طرف سے دو ندی بکری ذبح کی جائے،اس کے بال اُتارے جائیں اور نام رکھا جائے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 240/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ عقیقہ میں بھی ان چیزوں کو مکروہ سمجھتے تھے،جنہیں قربانی میں مکروہ خیال کرتے تھے، نیز عقیقہ کو قربانی کے قائم مقام سمجھتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 241/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النُّسُكِ وَالضَّحَايَا لَا يَجُوزُ فِيهَا عَوْرَاءُ وَلَا عَجْفَاءُ، وَلَا مَكْسُورَةٌ وَلَا مَرِيضَةٌ، وَلَا يُبَاعُ مِنْ لَحْمِهَا شَيْءٌ .

”عقیقہ دراصل حج اور قربانی کے جانور کی طرح ہے،اس میں کانا، لاغر، سینگ ٹوٹا اور بیمار جانور ذبح کرنا جائز نہیں، نیز اس کے گوشت کا کوئی حصہ فروخت نہیں کیا جاسکتا۔“

(مؤطأ الإمام مالك : 501/2)

سوال: کیا عقیقہ میں بڑا جانور ذبح کیا جاسکتا ہے؟

جواب: مسنون یہ ہے کہ بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری عقیقے میں ذبح کی جائے۔ بڑا جانور مثلاً اونٹ، گائے، بھینس ذبح کیے جائیں،تو بھی عقیقہ درست ہے،مگر ان میں شراکت جائز نہیں۔ ایک بچے کی طرف سے کامل دَم (پورا جانور) ذبح کیا جائے، جزوِ دَم جائز نہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَانَ يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهٖ بِالْجَزُورِ .

''آپ رضی اللہ عنہ اپنے بچے کے عقیقہ میں اونٹ ذبح کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 244/8، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: دوران نماز بے وضو ہو جائے، تو کیا کرے؟

جواب: نماز میں قے یا نکسیر آ جائے یا بے وضو ہو جائے، تو نماز سے نکل جائے، وضو کرے اور جہاں پر نماز چھوڑی ہو، وہاں سے شروع کرے، بشرطیکہ اس نے اس دوران کلام نہ کیا ہو۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهٖ فِي بَطْنِهٖ رُزْءً، أَوْ قَيْئًا، أَوْ رُعَافًا، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ، فَإِنْ تَكَلَّمَ اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ، وَإِنْ لَمْ يَتَكَلَّمِ احْتَسَبَ بِمَا صَلّٰى .

''اگر کوئی نماز کے دوران پیٹ میں ہوا محسوس کرے، یا اسے قے آ جائے یا نکسیر پھوٹ پڑے، تو وہ نماز سے نکل جائے اور وضو کرے، اس دوران اس نے کسی سے بات چیت کی، تو از سر نو نماز پڑھے، ورنہ پہلے والی نماز پر بنا ڈالے۔''

(معرفة السنن والآثار للبيهقي : 173/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِذَا رَعَفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ .

''آپ رضی اللہ عنہ کی نکسیر پھوٹ گئی، تو نماز سے نکلے اور وضو کیا، واپس آ کر پہلی نماز پر بنا ڈالی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے (اس دوران) کلام نہیں کیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(موطأ الإمام مالك :38/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

رَعَفَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَأَتَى حُجْرَةَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى عَلٰى مَا قَدْ صَلّٰى.

''آپ رحمہ اللہ کی دوران نماز نکسیر پھوٹ گئی، تو ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس آئے، پانی لایا گیا، آپ رحمہ اللہ نے وضو کیا، پھر واپس جا کر پہلی نماز پر ہی بنا ڈال دی۔''

(موطأ الإمام مالك :38/1، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

سیدنا علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ.

''نماز میں کسی کی ہوا خارج ہو جائے، تو وہ نماز سے نکل جائے، وضو کرے اور نماز دوبارہ ادا کرے۔''

(سنن أبي داود : 205)

سند ضعیف ہے۔ مسلم بن سلام حنفی مجہول ہے، سوائے ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں کی۔ حافظ ابن قطان رحمہ اللہ نے اسے ''مجہول الحال'' کہا ہے۔

(بيان الوهم والإيهام : 191/5)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ (تاریخ الثقات :۱۳۹۱) نے جس ''مسلم حنفی'' کی توثیق کی ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کوئی اور راوی ہے، مسلم بن سلام حنفی نہیں، کیونکہ ابن شاہین رحمہ اللہ نے مسلم حنفی کا شاگرد سفیان ذکر کیا ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسلم بن سلام حنفی سے سفیان کا روایت کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ سند میں موجود مسلم بن سلام کی ابن شاہین رحمہ اللہ نے توثیق کی ہے، درست نہیں۔

❀ اس حدیث کے متعلق حافظ ابن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ إِذَنْ لَا يَصِحُّ . ''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(بیان الوهم والإیهام : 191/5)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهٖ، وَهُوَ فِي ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ .

''جسے (نماز کے دوران) قے آجائے یا نکسیر پھوٹ پڑے، یا پیٹ سے کھانا منہ میں آجائے، یا مذی آجائے، تو وہ نماز سے نکل جائے اور وضو کرے، پہلی نماز پر ہی بنا ڈالے، جبکہ وہ اس دوران کلام نہ کرے۔''

(سنن ابن ماجه : 1221، سنن الدّارقطني : 563)

سند ضعیف ہے۔ اسماعیل بن عیاش کی صرف اہل شام سے روایت صحیح ہوتی ہے۔ ابن جریج حجازی ہیں، لہٰذا روایت ضعیف ہے۔

سوال: کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا باغِ فدک کی وجہ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں؟

جواب: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہونا یا قطع کلامی کرنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں جو روایات پیش کی جاتی ہیں، ملاحظہ ہوں؛

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ، تَسْأَلُهٗ مِيرَاثَهَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ، وَفَدَكَ، وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَالِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَبٰى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَّدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ، فَهَجَرَتْهُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوڑی ہوئی جائیداد فدک، مدینہ میں کچھ مال اور خیبر کے خمس سے میراث کا مطالبہ کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے، البتہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے کھاتے رہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گے۔'' اللہ کی قسم! جو صدقہ نبی کریم ﷺ جس حال میں چھوڑ گئے ہیں، میں اس میں تغیر نہیں کروں گا، وہ اب بھی اسی طرح رہے گا۔اس کی تقسیم میں وہی طرز عمل اختیار کروں گا، جو نبی کریم ﷺ کا حیات مبارکہ میں تھا۔ الغرض! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے معذرت کر لی۔اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خفا ہو گئیں اور ان سے ملاقات ترک کر دی۔اس کے بعد وفات تک ان سے گفتگو نہیں کی۔''

(صحيح البخاري : 4240، صحيح مسلم : 1759)

یہ زہری کا قول ہے۔ زہری کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سماع ولقا نہیں۔کسی صحیح روایت سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہونا ثابت نہیں۔

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ فَاطِمَةَ جَاءَ تْ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، تَسْأَلُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَا : سَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنِّي لَا أُورَثُ، قَالَتْ : وَاللّٰهِ! لَا أُكَلِّمُكُمَا أَبَدًا، فَمَاتَتْ وَلَا تُكَلِّمُهُمَا .

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں، تاکہ ان سے نبی کریم ﷺ کی میراث طلب کریں۔ دونوں نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سنایا: ''میری کوئی وراثت نہیں ہوگی۔'' اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا : اللہ کی قسم! میں آپ دونوں سے گفتگو نہیں کروں گی۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فوت ہونے تک ان سے بات نہیں کی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(مسند الإمام أحمد : 13/1، سنن الترمذي : 1609)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا جَاءَ تْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَتْ : مَنْ يَرِثُكَ؟ قَالَ : أَهْلِي وَوَلَدِي، قَالَتْ : فَمَا لِي لَا أَرِثُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّا لَا نُورَثُ، وَلٰكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهٗ، وَأُنْفِقُ عَلٰى مَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ .

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں : آپ کا وارث کون ہوگا؟ جواب دیا: میرے بیوی بچے۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں: پھر کیا وجہ ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وارث نہیں بن رہی۔اس پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا:''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔'' پھر کہا: لیکن میں ان سب کی کفالت کرتا رہوں گا، جن کی کفالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور میں ان سب کو خرچ فراہم کروں گا، جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرچ فراہم کرتے تھے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 302/6)

یہ دونوں روایات مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہیں، اس روایت کو موصول بیان کرنا خطا ہے۔اس روایت کو صرف عبد الوہاب بن عطاء اور حماد بن سلمہ نے موصول بیان کیا، جبکہ دوسرے اکثر حفاظ نے اس روایت کو ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن کی مرسل بیان کیا ہے۔اکثر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الصَّحِيحُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ الْمُرْسَلُ، لِكَثْرَةِ مَنْ رَوَاهُ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو مُرْسَلًا .

''اس حدیث کا مرسل ہونا ہی صحیح ہے، کیونکہ محمد بن عمرو سے اکثر حفاظ نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔''

(عِلَل الدّارقطني :219/1)

سوال: اذان کے بعد دعا میں اَلدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ کے الفاظ کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ الفاظ کسی حدیث میں مذکور نہیں۔

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَهُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ .

''میں نے یہ الفاظ کسی روایت میں نہیں دیکھے۔''

(المَقاصد الحسنة، ص 343)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ» وَخَتمَهُ بِيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ؛ لِأَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُمَا .

''(اذان کی دعا میں) اَلدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ اور آخر میں ''یا ارحم الراحمین'' کے الفاظ بے اصل ہیں۔''

(تُحفة المُحتاج في شرح المِنهاج :482/1)

سوال: وضو کے بعد سورت القدر کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: وضو کے بعد سورت القدر کی تلاوت کرنا جائز نہیں۔ اس حوالے سے کوئی حدیث ثابت نہیں۔

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ فِي إِثْرِ وُضُوئِهِ: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾، مَرَّةً وَّاحِدَةً، كَانَ مِنَ الصِّدِّيقِينَ، وَمَنْ قَرَأَهَا مَرَّتَيْنِ، كُتِبَ فِي دِيوَانِ الشُّهَدَاءِ، وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثًا، حَشَرَهُ اللّٰهُ مَحْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ.

''جو شخص وضو کرنے کے بعد ایک دفعہ سورۃ القدر کی تلاوت کرتا ہے، صدیقین میں شمار کیا جاتا ہے، جو اسے دو مرتبہ پڑھتا ہے، اس کا نام شہداء کے رجسٹر میں لکھ دیا جاتا ہے اور جو اسے تین مرتبہ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے انبیائے کرام کے ساتھ حشر میں جمع فرمائے گا۔''

(مسند الديلمي، نقلًا عن الحاوي للفتاوي للسيوطي :339/1)

① ابو عبیدہ ''مجہول'' ہے۔

❀ علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَبُو عُبَيْدَةَ مَجْهُولٌ.

''ابو عبیدہ نامی شخص مجہول ہے۔''

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے:

فِي سَنَدِهٖ مَجْهُولٌ.

''اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے۔''

(الفتاوى الفقهيّة الكبرىٰ :59/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② حسن بصری رحمہ اللہ کا عنعنہ بھی ہے۔

③ احمد بن ماہان خاقانی ابوبکر کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ عبدالرحمٰن بن ابی شیخ بزار کون ہے؟ معلوم نہیں۔

✿ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَا قِرَاءَةُ سُورَةِ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ﴾، عَقِبَ الْوُضُوءِ، لَا أَصْلَ لَهُ.

''اسی طرح وضو کے بعد سورت قدر کی تلاوت بے اصل (بدعت) ہے۔''

(المقاصد الحَسنة، ص 664)

✿ علامہ ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ (١٢٥٢ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ مِنْهَا شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِنْ قَوْلِهِ وَلَا مِنْ فِعْلِهِ.

''اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی قولی یا فعلی حدیث ثابت نہیں۔''

(فتاویٰ شامی: 131/1)

سوال: بعض نے مندرجہ ذیل دعا میں اضافہ کیا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

✿ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار کرتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

''اے اللہ! تُو ہی سلامتی والا ہے، تیری ہی طرف سلامتی ہے، اے بڑی شان وعزت والے! تو بہت بابرکت ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح مسلم :591)

جواب: مذکورہ دعا ثابت ہے، اس میں کچھ الفاظ کا اضافہ بے اصل ہے، ملاحظہ ہو:

۞ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ علامہ جزری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

أَمَّا مَا يُزَادُ بَعْدَ قَوْلِهِ : «وَمِنْكَ السَّلَامُ» مِنْ نَحْوِ «وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ»، فَلَا أَصْلَ لَهُ بَلْ مُخْتَلَقُ بَعْضِ الْقُصَّاصِ .

”«وَمِنْكَ السَّلَامُ» کے بعد جو ان الفاظ کا اضافہ کیا جاتا ہے: «وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ» ان کی کوئی اصل نہیں، بلکہ یہ کسی قصہ گو کی گھڑنتل ہے۔“

(حاشية الطّحطاوي، ص 312)

سوال: موسیٰ بن یعقوب زمعی راوی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: موسیٰ بن یعقوب زمعی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ، حسن الحدیث ہے۔

۞ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔

(تاريخ يحيىٰ بن معين : 672)

۞ امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے بھی ثقہ کہا ہے۔

(تاريخ الثّقات : 1349)

۞ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غَيْرُ مَا ذَكَرْتُ أَحَادِيْثُ حِسَانٌ، وَهُوَ عِنْدِي لَا بَأْسَ بِهٖ وَبِرِوَايَاتِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”مذکورہ روایات کے علاوہ اس کی احادیث حسن ہیں۔ میرے نزدیک اس میں اور اس کی روایات میں کوئی خرابی نہیں۔“

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 343/6)

- امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔(الثّقات : 758/7)
- حافظ ابن القطان فاسی نے بھی ثقہ قرار دیا ہے۔

(تهذيب التّهذيب لابن حجر : 337/10)

- امام ابن الجارود (۱۰۶۵)، امام ابن خزیمہ (۴۱۹)، امام حاکم (۱۱۳/۲)، حافظ ذہبی، حافظ ضیاء مقدسی (المختارۃ : ۱۳۰۷) اور حافظ نووی رحمہم اللہ (الاذکار: ۱۸۹) نے اس کی حدیث کی تصحیح کر کے اس کی توثیق کی ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ نے اس سے روایت لی ہے اور آپ اسی سے روایت لیتے ہیں، جو آپ کے نزدیک ثقہ ہو۔

- علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔(مجمع الزّوائد : 107/9)
- نیز فرماتے ہیں: وَثَّقَهٗ جَمَاعَةٌ .

”اسے کئی محدثین نے ثقہ کہا ہے۔“(مجمع الزّوائد : 38/9)

- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الزَّمْعِيُّ صَدُوْقٌ .

”زمعی صدوق ہے۔“(البداية والنّهاية : 212/5)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب ”مَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَهُوَ مُوَثَّقٌ“ (ایسے راویوں کا بیان، جس میں کلام کی گئی ہے، لیکن وہ ثقہ ہیں) میں ذکر کر کے صالح الحدیث کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ کا اسے ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث کہنا ثابت نہیں ہو سکا۔ثابت ہونے کی صورت میں جمہور کے مقابلہ میں قبول نہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اس کے متعلق لَا يُعْجِبُنِي حَدِيثُهُ (مجھے اس کی حدیث اچھی نہیں لگتی) (تہذیب التہذیب لابن حجر: ۱۰/ ۳۳۷) کہنا بھی ثابت نہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (العلل: ۵/ ۱۱۳) نے اس کے بارے میں لَا يُحْتَجُّ بِهٖ اور امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء: ۵۵۳) نے لَيْسَ بِالْقَوِيِّ کہا ہے۔ یہ جمہور کی توثیق کے خلاف ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول ہے۔

لہٰذا حافظ عراقی رحمہ اللہ (المغنی: ۸۳۲) کا اس کے بارے میں ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ کہنا بھی درست نہ ہوا۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ، وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمْسِكَ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا .

”غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، ان کے نکاح میں دس بیویاں تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ ان میں سے چار رکھ لیں۔“

(سنن الدّارقطني : 271/3، المعجم الأوسط للطبراني : 1680، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 183/7، أخبار أصفهان لأبي نُعَيم الأصبهاني :295/1)

جواب: روایت ضعیف ہے۔ محدثین نے اس روایت کا مرسل ہونا درست قرار دیا ہے اور موصول بیان کرنا وہم اور خطا قرار دیا ہے۔ مرسل ”ضعیف“ ہوتی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: لیث بن ابی سلیم راوی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: لیث بن ابی سلیم سی ءالحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی ضَعْفِهٖ، وَاضْطِرَابِ حَدِیثِهٖ، وَاخْتِلَالِ ضَبْطِهٖ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے، اس کی حدیث میں اضطراب ہے اور اس کے حافظے میں خلل ہے۔''

(تهذيب الأسماء واللُّغات : 75/2)

✿ علامہ قدوری حنفی (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

مُجْمَعٌ عَلٰی تَضْعِیفِهٖ وَتَرْكِ الْاِحْتِجَاجِ بِهٖ .

''اس کے ضعیف اور نا قابل حجت ہونے پر اجماع ہے۔''

(التّجريد : 6109/12)

✿ علامہ جمال ملطی حنفی (۸۰۳ھ) لکھتے ہیں:

لَیْسَتْ رِوَایَتُهٗ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَسَانِیدِ قَوِیَّةً .

''محدثین کرام کے نزدیک اس کی روایت قوی نہیں ہوتی۔''

(المُعتصر من المُختصر من مشكل الآثار : 215/2)

سوال: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت ''یا رسول اللہ'' کہہ کر سلام کرتے تھے؟

جواب: اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں؛

✿ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ .

''میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا، ہم کسی گلی میں نکلے، تو سامنے جو بھی پہاڑ یا درخت آتا، یہی کہتا: السلام علیک یا رسول اللہ!۔''

(سنن التّرمذي : 3626)

سند ضعیف ہے۔

① ولید بن عبداللہ بن ابی ثور ضعیف ہے۔

(تقريب التهذيب لابن حجر :7431)

② عباد بن ابی یزید مجہول ہے۔

❀ سیدہ برہ بنت ابی تجراہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ لِحَاجَتِهٖ أَبْعَدَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ، يُفْضِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الشِّعَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ فَلَا يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَّلَا شَجَرٍ إِلَّا قَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ .

''رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے باہر نکلتے، تو بہت دور چلے جاتے، یہاں تک کہ نظر سے اوجھل ہو جاتے، وادیوں اور گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے، آپ ﷺ کو ہر پتھر اور درخت یہی کہتا: السلام علیک یا رسول اللہ!''

(أخبار مكة للفاكهي : 2902)

سند سخت ضعیف ہے؛

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① عبداللہ بن شبیب ربعی بالاتفاق ضعیف ہے۔

(ديوان الضّعفاء للذّهبي : 2204)

② مسلم بن خالد زنجی بھی ضعیف ہے۔

❁ مستدرک حاکم (۶۹۴۲) والی سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن عمر واقدی متروک وکذاب ہے۔

② حسین بن فرج ضعیف ہے۔

③ حسن بن جہم مجہول الحال ہے۔

❁ اسی طرح کی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

(كشف الأستار عن زوائد البزّار : 2373)

یہ سند بھی سخت ضعیف ہے:

① عبداللہ بن شبیب ضعیف ہے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَجْمَعٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ. ''اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔''

(ديوان الضّعفاء : 2204)

② امام زہری رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

ان روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی موجودگی میں یہ الفاظ کہے گئے، جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ادباً آپ کو ''یا رسول اللہ'' یا نبی اللہ'' کہتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی صحابی، تابعی سے باسند صحیح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''یا محمد''، ''یا رسول اللہ'' یا ''یا نبی اللہ'' کے ساتھ مخاطب کرنا قطعاً ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا دفن سے پہلے بھی میت کے لیے دعا کی جاسکتی ہے؟

جواب: مرنے والا دعا کا زیادہ محتاج ہے، اس کے لیے کسی وقت بھی دعا کی جاسکتی ہے۔

❀ **ابن ابی ملیکہ** رحمہ اللہ نے **سیدنا عبداللہ بن عباس** رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا:

وُضِعَ عُمَرُ عَلٰی سَرِيرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلٰی عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ، وَأَيْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ.

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا لاشہ چارپائی پہ رکھ دیا گیا، لوگوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا، وہ آپ کے لیے دعا و استغفار کر رہے تھے۔ میں بھی ان میں شامل تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اچانک میرا کندھا پکڑ کر اپنی جانب متوجہ کیا، انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور فرمایا: آپ کے بعد اتنا محبوب کون ہے کہ میں اللہ کے دربار میں حاضری کے لئے اس کے عمل کو نمونہ بناؤں۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جگہ دے گا، میں اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں، ابوبکر اور عمر گئے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر نکلے۔''

(صحیح البخاري : 3685، صحیح مسلم : 2389)

ثابت ہوا کہ میت کے لیے کسی بھی وقت دعائے رحمت و مغفرت کی جا سکتی ہے۔ نماز جنازہ سے پہلے، جنازہ سے متصل بعد، قبر پر، بعد میں۔ البتہ نماز جنازہ سے متصل بعد دعا کو مستحب و مشروع سمجھ کر التزام نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس بارے میں جمیع روایات غیر ثابت ہیں۔ اسی طرح انفرادی و اجتماعی ہاتھ اٹھا کر دفن کے بعد بھی دعا کی جا سکتی ہے۔ تعزیت کے موقع پر بھی ہاتھ اٹھا کر اجتماعی ہیئت کے ساتھ دعا کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ ہمارے ہاں رائج طریقہ دعا مناسب نہیں، کہ ہر آنے جانے والا ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے۔ اس موقع پر دعا نہ کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے، یہ تو محض رسمی دعا ہے۔

سوال: کیا شیعہ کا نماز جنازہ پڑھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: شیعہ کا نماز جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ اگر کوئی پڑھ لے، تو توبہ کرے، نکاح ٹوٹنے پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے مشرکین قریش کے لیے بددعا کی تھی؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے مشرکین قریش کے لیے بددعا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ، فَدَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ .

''نبی کریم ﷺ نے رو بہ قبلہ ہو کر قریش کے کچھ لوگوں پر بددعا کی۔''

(صحیح البخاري : 3960، صحیح مسلم : 1794)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''